اعلیٰحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
مولانا نسیم البستوی
مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

حالاتِ مجدد مائۃ حاضرہ امام اہلسنت

الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف لطیف

حضرت مولینا محمد صابر القادری الرضوی النسیم البستوی دامت برکاتہم

مکتبہ نبویہ
گنج بخش روڈ — لاہور

نام ——— اعلیٰحضرت بریلوی

مولف ——— مولینا محمد صابر نسیم بستوی

موضوع ——— احوال گرامی مجدد اعظم
۱۳۷۹ھ

اشاعت اول ——— سنہ ۱۹۶۰ء مکتبہ امجدیہ، یوپی۔

اشاعت ثانی ——— سنہ ۱۹۷۶ء

کتابت ——— فوٹو آفسٹ

طابع ——— ندرت پرنٹرز، لاہور

ناشر ——— مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

قیمت ——— ۷ روپے پچاس پیسے

فہرست مضامین

اپنی باتیں

کتاب "اعلیٰ حضرت بریلوی" پہلی بار پاکستان میں زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر آپ تک پہنچ رہی ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن "مجدد اسلام" باسم تاریخی "احوالِ گرامی مجدد اعظم" مکتبۂ مجددی پچپڑا بازار گونڈہ یوپی۔ انڈیا نے ۱۹۶۲ء میں شائع کیا۔ کتاب کے مؤلف جناب مولانا محمد صابر نسیم بستوی صاحب دامت برکاتہ' ہندوستان کے ممتاز سنی عالم دین ہیں۔ وہ دار العلوم فیض الرسول براؤن شریف انڈیا میں مدرس علوم دینیہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سے خاص عقیدت رکھتے ہیں۔ کتاب کے تالیف کے وقت ان کے ذہن میں یہ خیال تھا کہ فاضل بریلوی کی زندگی کے مختصر واقعات جمع کر دیئے جائیں تاکہ عام سنی اپنے محسن اور امام کی زندگی کا ایک صحیح تصور ذہن نشین کر سکیں۔ ان کی یہ کوشش بڑی کامیاب رہی۔ عام لفظوں میں لکھا ہوا یہ کتابچہ پاک و ہند کے عقیدت مند سنیوں کے ہاں بڑا مقبول ہوا۔ پاکستان میں جن جن علماء نے اس کے نسخے منگائے اسے اپنے ذاتی کتاب خانوں کی زینت بنایا۔

اس کتاب کی مقبولیت کے پیشِ نظر ہمارے لائق صد افتخار فاضل دوست

جناب مولینا محمد منشا تابش صاحب قصوری کی آرزو تھی کہ اسے مکتبہ نبویہ اپنی نگرانی میں چھپوا کر پاکستانی قارئین کے لئے عام کرے۔ جناب تابش قصوری کو اعلیٰ حضرت سے جو والہانہ عشق ہے اس کا تقاضا تھا کہ ان کی آرزو کو کسی صورت بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں کتاب کا پہلا ایڈیشن بھی آپ ہی کی تحریک سے زیور طبع سے آراستہ ہوا تھا اور آپ کی مخلصانہ تحریک ہی پاکستان میں وجہ طباعت نقش ثانی بنی۔

اعلیٰ حضرت بریلوی پر ابھی بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے پاک و ہند کے سنی سواد اعظم کے عقاید و نظریات کو علمی رنگ میں پیش کر کے عظیم الشان کام کیا ہے۔ انہوں نے پچاس علوم پر تقریباً گیارہ سو کتابیں لکھیں اور دنیائے اسلام کے اہل علم سے خراج تحسین وصول کیا۔ ان کی جو تحریریں آج تک ہمارے سامنے آئی ہیں ان میں عشق رسول کی چاشنی اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ پایا جاتا ہے۔ ان کی مطبوعہ کتابوں میں اکثر کا موضوع ان مصنفین کی تحریروں کا محاسبہ تھا جنہوں نے دانستہ یا نادانستہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو گھٹانے کی ناکام کوشش کی۔ اعلیٰ حضرت نے ان لوگوں کو پہلے متنبہ کیا کہ ان کی تحریروں سے جو نتائج مرتب ہوں گے وہ اسلامی عقاید کے لئے مہلک ہوں گے۔ لیکن جب ان لوگوں نے اپنی ان گستاخانہ تحریروں پر اصرار کیا اور ان کی اکڑی ہوئی پندار کی گردنیں رجوع کرنے پر آمادہ نہ ہوئیں تو پھر ملت اسلامیہ کو ان کے مذموم اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے اقدام کرنا نہایت

ضروری تھا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علمی جانشینوں نے ایسی کتابوں کو شائع کیا مگر ان کی ضخیم اور مبسوط کتابیں ابھی تک مسودات کی شکل میں محفوظ پڑی ہیں۔ کاش ہم ان علمی ذخائر کو بھی علمی دنیا میں لا سکتے۔

زیر نظر کتاب اعلیٰحضرت بریلوی کے زندگی کے حالات کی مختصر جھلکیاں ہیں جو قارئین کے حاشیہ نگاہ کا نور بن رہی ہیں اور اعلیٰ حضرت سے عقیدت رکھنے والوں کے دلوں کا سرور ثابت ہو رہی ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ ہماری یہ کوشش ان لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچکر بھی قبولیت حاصل کرے گی جو آج تک اعلیٰحضرت کی بلند شخصیت سے متعارف نہیں ہیں۔

اراکین مکتبہ نبویہ

منقبت

در شانِ حضور پُر نور مرشد برحق شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا
اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

أيها البحر الغطمطم أيها الحبر العلم
أنت شيخ الكل في الكل سيدي أحمد رضا

أنت مفضال كرام أنت مقدام همام
رحلة قرم همام سيدي أحمد رضا

انتسابي منك يكفيني لحسن الخاتمة
أنت لي نور لقبري سيدي أحمد رضا

أنت مأوينا الفخيم أنت ملجانا العظيم
أنت مولانا الكريم سيدي أحمد رضا

أنت كنز لي ليومي أنت ذخري في غدي
أنت عوني أنت غيثي سيدي أحمد رضا

۷۸۶
۹۲

حرفِ اوّل
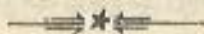
جو بدنصیب قوم اپنے دین و مذہب کے عظیم المرتبت رہنماؤں و جلیل القدر پیشواؤں کے اُصول اور اُن کے بتائے ہوئے مذہب و ملت کے بیش بہا و گراں مایہ علمی جواہر پاروں اور ان کی بے پناہ جدوجہد و انتھک کوششوں کے ثمرات دین و دُنیا کے انمول موتیوں کو ضائع کر دے تو سمجھ لیجئے اس کی تباہی قریب ہے اور اس قوم کا مذہبی شعور مُردہ و ملی احساس زائل ہو چکا ہے اور اس نے اپنے عروج و ترقی کی راہوں میں کانٹے بو دیئے ہیں جن پر سے گزرنا ہر شخص کا کام نہیں ——— !

تاریخ نگاری اور کسی کی سیرت و حالاتِ زندگی پر قلم اُٹھانا نہایت دُشوار کام ہے اور اس صورت میں تو یہ کام اور بھی غور طلب و ہمت شکن بن جاتا ہے جب مؤرخ صاحبِ حالات سے وابستہ ہو اور اُسے عقیدت و محبت میں اپنا سب کچھ سمجھتا ہو کیونکہ ظاہر ہے کہ تاریخ نویس اپنے عظیم بزرگ و راہنما کی تاریخ ترتیب دیتے وقت اپنے دلی جذبات کو صفحۂ قرطاس پر بکھیرنے کی پوری پوری کوشش کرے گا اور اس کی دلی تمنا ہوگی کہ ساری دُنیا کے انسان اس کے محبوب رہبر کو اپنی آنکھوں میں بٹھالیں اور گوشۂ دل میں اس کے لئے جذبۂ عقیدت و احترام اپنی تمام رعنائیوں اور خوبیوں کے ساتھ موجزن ہو اور اس کی تحریر کے

ہر ہر پہلو پر اعتراف کرتے ہوئے اس کے خیالات کے ساتھ موافقت کرے اور اس کا ہم نوا، ہم خیال و ہم آہنگ ہو جائے ——— !

مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ سیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت مولینا شاہ عبدالمصطفےٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ بریلوی قدس سرہ العزیز کی ذات گرامی کے ساتھ اگر میں اپنی انتہائی عقیدت و بے پناہ محبت و وابستگی کا دعویٰ کروں تو یہ نہ تو کسی شخص پر احسان ہوا نہ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بلکہ دُنیائے اسلام پر یہ ظاہر کرنا ہے کہ خوش قسمتی سے میرا نورِ ایمانی و بصیرت اسلامی قائم ہے ورنہ عام طور پر لوگ اسلاف کرام کو اس نگاہ سے نہیں دیکھتے جس نگاہ سے دیکھے جانے کے مستحق ہیں اس کے علاوہ موجودہ صدی کے اس مقدس امام و پیشوا کے ماننے والوں کی تعداد اتنی کثیر ہے اور دُنیا کے اطراف و اکناف میں اس کے دربار پُر انوار سے فیض یافتہ مسلمانوں کا شمار اس قدر ہے کہ اس انبوہ عظیم میں میرے دعوے کی آواز گم ہو کر رہ جائے گی اور یہ کوئی نئی و تعجب خیز بات نہ ہوگی۔ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات شریف سے علوم و معارف کے پھوٹتے ہوئے چشموں اور حکمت و دانش کے بہتے ہوئے دریاؤں سے بالواسطہ یا بغیر واسطہ اپنی روحانی پیاس بجھانے والے علمائے کرام و صوفیائے عظام اتنے ہیں کہ آپ ان کی فہرست بڑی مشکل سے تیار کر سکتے ہیں —!

سیدی امام احمد رضا اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس اللہ اسرارہم کی ذاتِ گرامی کے متعلق ان کے وصال کے بعد سے اب تک ہند و پاک کے متعدد مذہبی رسالوں و اخباروں میں بہت سے مضامین لکھے جا چکے ہیں لیکن کتابی شکل میں آپ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل اس وقت ہمارے سامنے چار کتابیں ہیں

حیاتِ اعلیٰحضرت، کراماتِ اعلیٰحضرت، سوانحِ اعلیٰحضرت امام احمد رضا اور سیرتِ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کتابوں نے مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی باعظمت ہستی کے تمام زندگی کے پہلوؤں پر روشنی ڈال دی ہے اور آپ کے ذاتی کمالات کو باحسن طریق واضح کر دیا ہے۔ لیکن اس اعتراف کے ساتھ ساتھ جو بات مجھے عرض کرنی ہے وہ یہ ہے کہ ہر دو کتابیں اپنی ضخامت اور ہدیہ کے باعث خواص سے لے کر عوام دولت مند سے لے کر غریب تک نہیں پہنچ سکتیں جس سے کتاب لکھنے کا ایک عظیم مقصد فوت ہو کر رہ جاتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ایک مالدار عقیدت مند تو حضور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی سوانح عمری سے واقفیت تو حاصل کر سکتا ہے — مگر ایک مزدور پیشہ طبقہ جس کا دل اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت و محبت کے مقدس و متبرک جذبات سے لبریز ہے وہ آپ کے حالاتِ زندگی معلوم کر کے دلی مسرت و قلبی شادمانی نہیں پا سکتا — یہی ایک خلش تھی جس نے مجھے ایک مختصر سوانح عمری کو مرتب کرنے پر مجبور کر دیا جو عام فہم بھی ہو اور اس میں اجمالی شکل میں حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی سوانح حیات بیان کر دی جائے اور کوشش کر کے اس کا ہدیہ اتنا قلیل رکھا جائے جسے ہر غریب و امیر عقیدت کیش حاصل کر کے اپنی بے قرار آنکھوں کی خنکی اور مضطرب دل کے لئے سکون کا سامان مہیا کر سکے —!

سیرت و تاریخ نگاری میں میری یہ اولین کوشش ہے اس لئے صاحبانِ علم و دانش سے پُرخلوص گزارش ہے کہ اگر ان کی نگاہ میں کوئی چیز صحت کے

خلاف نظر آئے اور تاریخ نویسی کے معیار پر پوری نہ اترتی ہو اس سے ناچیز کو مطلع فرمادیں جسے نہایت مسرت وشکریہ کے ساتھ قبول کی جائے گی اور آئندہ اشاعت میں اس کا خاص طور پر لحاظ رکھا جائے گا ــــــ

آخری سطروں میں مالک ارض وسما رحمٰن ورحیم کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ اس کتاب کو ذریعۂ اصلاح وہدایت بنائے اور اسے قبولیت عامّہ کا شرف بخشے۔ آمین یا رب العٰلمین بحرمۃ حبیبک سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین ۔

خاکسار

نسیم القادری الرضوی غفرلہٗ

ایڈیٹر "فیض الرسول" براؤں شریف

۳۰ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

تاثرات

از حضرت مولینا محمد منشا صاحب تابش قصوری خطیب فردوس ظفر نیر مدیحے

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ میں اساطین علم و فن اور اکابر فضل و کمال کے مرکز تھے۔ برصغیر پاک و ہند کے علماء حقانی نے آپ کے علم کا لوہا مانا۔ عرب و عجم کے مشائخ ربانی نے آپ کو محترم مانا۔ عالم اسلام میں آپ کا وجود اہل سنت و جماعت کی دلیل تھا اور اعتقادی اور نظریاتی طوفانوں میں آپ کی ذات مینار نور تھی اور مسائل کے اختلاف میں آپ کا فیصلہ معیار حق مانا جاتا تھا۔

آپ کا زمانہ برصغیر کی تاریخ میں مسلمانوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ پُر آشوب زمانہ مانا جاتا ہے۔ مسلمان سلطنت کا جاہ و جلال دم توڑ چکا تھا۔ اسلامی تہذیب کا دامن تار تار ہو چکا تھا۔ انگریزی سامراج ملک میں اپنے پنجے گاڑ چکا تھا۔ آزادیٔ وطن کا نام لینے والے یا تختہ دار پر تھے یا جزائر انڈیمان میں۔ حق گوئی پر پہرے تھے مصلحت جوئی پر انعام کی بارشیں تھیں۔ اگرچہ اس وسیع ملک میں مختلف قومیں آباد تھیں مگر انگریز کی نگاہ عتاب صرف مسلمان پر تھی۔ وہ مسلمان کی غیرت کو جانتا تھا

اور ڈرتا تھا کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہر کامل نہ بن جائے۔ مسلمانوں میں سے بھی وہ مسلمان جو دین پر جمے رہنے کا عہد کر چکا ہو، پھر خصوصیت کے ساتھ وہ مسلمان جو ناموس رسالت پر جان دینے کا جذبہ رکھتا تھا بے دین مسلمان اس کا حاشیہ بردار تھا۔ بد اعتقاد مسلمان اس کا وظیفہ خوار تھا۔ وہ فاقہ کش مسلمان سے خائف تھا اور اسے ڈر تھا کہ کہیں نام مصطفیٰ پر مرنے والا ایک دن طوفان نہ بن جائے۔

اعلیٰ حضرت کو صرف اپنے وطن کی آزادی کے لئے ہی کام نہ کرنا تھا بلکہ انہیں دین کی آزادی، اسلام کی آزادی، عظمت مصطفیٰ کی سربلندی، اور پھر محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلنشینی کے لیے جہاد کرنا تھا۔ وہ جانتے تھے مقام رسول ہی محبت رسول کی نعمت عطا کر سکتا ہے اور محبت رسول ہی جانبازی کی علامت ہوتی ہے اور جانبازی ہی اسلام کی حفاظت کر سکتی ہے اور اسلام کا جذبہ ہی آزادی وطن کی ضمانت دے سکتا ہے۔ وہ اٹھے آگے بڑھے اور بجلی کی مستعدی اور ہمالہ کی استقامت سے بداعتقادی کے طوفانوں کے سامنے ڈٹ گئے، وہ بت پرستوں اور مشرکوں کے لئے خواجہ اجمیری کی آواز بن گئے۔ وہ ملحد اور بے دینوں کے لئے مجدد الف ثانی کا نعرہ بن گئے۔ وہ مرتدوں اور برگشتہ راہ لوگوں کے لئے تیغ صدیقی کی دھار تھے اور پھر گستاخان رسول اور شاتمان مصطفیٰ کے لئے تو ذوالفقار حیدری کی چمک تھے۔

؎ وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے۔

ان کی زندگی میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ عظمت رسول اللہ پر بڑی دیدہ دلیری سے گفتگو ہونے لگی، انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی شان میں بے باکانہ حملے ہونے لگے خاصان خدا کو معاذ اللہ جاہل، مجبور محض، بے بس، بے علم اور اپنے جیسا معمولی انسان کہا جانے لگا۔ بعض زبان دراز تو بتوں کے خلاف قرآنی آیات کو اولیاء اللہ پر چسپاں کرنے لگے۔ پھر مشرکین اور دشمنان خدا کے بارے میں آیات کو انبیاء علیہم السلام پر وارد کیا جانے لگا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے جان مردہ مرکر مٹی ہونے والا اور آپ کے روضۂ اطہر کو صنم اکبر گنبد خضرا کی زیارت کو حرام اور آپ کی حیات طیبہ اور میلاد مبارک کی مجالس کو کنہیا کے جنم دن سے تشبیہ دی جانے لگی۔ ان حالات میں اعلیحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ عشق رسول کا جھنڈا ہاتھ میں لئے للکارتے ہوئے آگے بڑھے اور رجز پڑھتے ہوئے گرجے!

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی!
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

وہ ہر موضوع پر لڑے اور ہر باطل کے خلاف ڈٹے، ہر بد عقیدگی پر برق بن کر گرے۔ ہر گستاخ رسول پر صاعقہ بن کر ٹوٹے۔ ان کے قلم کے نشتر نے باطل کے سینہ پر کینہ کو شق کر دیا۔ انکی زبان نے وادی نجد و دیو بند میں زلزلہ برپا کر دیا اور ان کی تحریروں نے آجتک گستاخان رسول کے منہ پر مہریں ثبت کر دیں۔

وہ اپنے کردار کی روشنی میں عظمت رسول کے قلعہ کے پاسبان تھے، ناموس مصطفوی کے محافظ تھے۔ شان رسول پر معاندین کے حملوں کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار تھے اور پھر بد باطن تحریروں سے شورشوں سے واقف تھے، انہیں اس سخت کام کیلئے محسود علماء سوء بننا پڑا۔ انہیں بد عقیدہ مصنفین کی قلم کا تختہ مشق بننا پڑا۔ انہیں بد اندیش تاریخ نگاروں

کے طعنوں کا نشانہ بنتا پڑا مگر وہ عشق رسول کے نشے میں سرشار صلوٰۃ وسلام کی بارشیں برساتے گئے۔ وہ مقام رسول کی سرفرازی کے لئے دلائل کے انبار لگاتے گئے۔ وہ کتاب وسنت کی ترجمانی کیلئے ہر ایک کی تنقید کا ہدف بنتے گئے۔ وہ اہلسنت کی اعتقادی اور نظریاتی نشو ونما کیلئے سیکڑوں نہیں ہزاروں کتابیں لکھتے گئے۔ انہوں نے اپنے تجدیدی کارناموں سے شکست خوردہ مسلمانوں کو پیکر محبت بنادیا، مایوس اور بددل انسانوں کو جناب رسالت مآبؐ کا عشق دے کر زندہ رہنے کے قابل بنا دیا۔ انہوں نے بھٹکے اور ہارے قافلوں کو نئی زندگی دیکر مصطفیٰ جان رحمت پر لاکھوں سلام نچھاور کرنے کے لائق بنا دیا۔

اعلیٰ حضرت آسمان علم کی بلندیوں پر آفتاب بن کر چمکے۔ ان کی روشنی سے عجم ہی نہیں دنیائے عرب بھی روشن ہوگئی۔ ان کے فتووں نے فقیہان عصر سے داد تحسین حاصل کی۔ ان کی نظریاتی تحریروں نے علماء حجاز سے خراج قابلیت وصول کیا۔ آپکی تفسیر نے مفسرین کی تشریح کے مقابلہ میں ممتاز مقام پایا۔ آپکی حدیث فہمی نے محدثین کے ذہن کو شاد کر دیا۔ انکے فقہی استنباط نے فقہا عصر کے لئے نئی راہیں کھول دیں۔ آپکی دینی خدمات نے درماندگان بادیۂ مذہب کو ایمانی قوت بخش کر مرجع خلائق بنا دیا۔

ان اوصاف کے باوجود وہ غیروں کی نظروں میں خار بن کر کھٹکے۔ وہ آستانۂ رسول پر پہرہ دیتے ہوئے معاندین کا نشانۂ ستم بنے۔ وہ طفلان دیوبند کی سنگ باری کی زد میں رہے اور اب تک ہیں۔ گستاخان رسول نے ان کی محبت رسول کا انہیں یہ صلہ دیا کہ انہیں بدعتی مشرک، قبر پرست، فرقہ باز اور دردویا کے القابات سے نوازا گیا۔

ما بجیم و کوئے عشق ہزاراں ملامتے
یا رب و دیں مقام وہی استقامتے

نظریاتی تحریروں کا جائزہ لینے والے ایک محقق نے لکھا ہے کہ "اصاغر دیوبند نے

اعلیٰ حضرت بریلوی کو گالیاں دینے کے لئے جتنے کاغذ کالے کئے ہیں اگر اتنے صفحات وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک لکھنے میں وقف کر دیتے تو شاہ مدان کے خانوادے کے سارے زبان درازوں کی گستاخیوں کی سیاہیاں دھل جاتیں حضور کے دربار میں تو خون کے پیاسے جب قصیدہ پڑھ کر حاضر ہوتے تو رحمت عالم نے اپنی چادریں بھی عنایت کیں اور "بخشش کے قبالے بھی بخشے" اعلیٰ حضرت بریلوی کا گناہ کیا تھا؟ انہیں کس جرم کی پاداش میں مقتل میں کھڑا کیا جاتا رہا اور انہیں کس گستاخی پر گالیوں سے نوازا جاتا رہا۔

جرمے نکردہ ایم کسے را نکشتہ ایم
جرم ہمیں ست عاشق روئے تو گشتہ ایم

اہل قلم اپنے مشاہیر کی زندگی پر کتابیں لکھ کر ان کے کارناموں کو اجاگر کرتے ہیں۔ اہل ذوق اپنے اسلاف کے اوصاف پر تصانیف لا کر ان کا نام روشن کرتے ہیں۔ تذکرہ نگار اپنی قلم سے اپنے ممدوحین کا تعارف کرا کے انہیں زندہ جاوید کر دیتے ہیں اپنے بزرگوں کے مدحت سرا ان کی تعریف میں تالیفات لا کر انہیں زندگی جاوید بخش دیتے ہیں۔ مگر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ یہ بھی عجیب سانحہ ہے کہ غیروں نے تو انہیں اپنی کتابوں میں معتوب کیا ہی تھا۔ اپنوں نے بھی ان کی سیرت یا حالات کو نئی نسل کے سامنے پیش نہ کیا۔ یہ بات ہم زمانہ کے پیش نظر قابل افسوس ضرور ہے مگر یہ ممتاز مقام بھی اعلیٰ حضرت کو حاصل ہے کہ وہ اپنے جانشینوں کی تحریروں سے متعارف نہیں ہوئے۔ وہ اہل قلم کی کتابوں سے زندہ نہیں ہوئے اور اپنے عقیدت مندوں کے قصیدوں سے معروف نہیں ہوئے۔ وہ اپنے سوانح نگاروں اور تذکرہ نویسوں کے قلم کے مرہون منت نہیں ہوئے۔ ہاں ہاں وہ اپنے ہی قلم سے اس قدر

معروف ہوئے کہ دنیائے علم انہیں آفتاب نو سمجھ کر اپنے اندھیروں کے حجابوں کو الٹتی چلی گئی۔ اعلیٰ حضرت کی علمی راہنمائی نے اپنوں کو متعارف ہی نہیں کرایا بلکہ مشہور زمانہ کر دیا۔ اعلیٰ حضرت پر بہت کم لکھا گیا۔ حیات اعلیٰ حضرت (مولینا ظفر الدین بہاری) سوانح امام احمد رضا (مولینا بدر الدین احمد) یاد اعلیٰ حضرت (مولینا عبد الحکیم شرف صاحب) الشاہ احمد رضا بریلوی (مفتی غلام سرور صاحب) معارف رضا (زیر طبع مولینا عبد الحکیم خاں شاہجہانپوری) فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں (ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب) فاضل بریلوی اور ترک موالات (ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایم۔ اے) امام احمد رضا (المیزان بمبئی نمبر خصوصی) اور زیر نظر کتاب اعلیٰ حضرت بریلوی (مولینا محمد صابر القادری نسیم بستوی) تو اس بحر ناپیدا کنار کی زندگی کا ایک قطرہ ہیں۔ اس صحرائے علم و کمال کا ایک ذرہ ہیں۔ اس آسمان فضل و کمال کا ایک ستارہ ہیں اور اس خیابان عشق و محبت کا ایک نغمہ جاں نواز ہیں۔

بایں ہمہ نسیم بستوی کی یہ مختصر مگر مفید کتاب اعلیحضرت کی بارگاہ عشق و محبت میں مصری روائتی بڑھیا کے سوت کی چند تاروں کی حیثیت سے ہی سہی مگر اہل ذوق کے ہاں بڑی قدر و منزلت کی نگاہ میں جگہ پائے گی۔ اس کتاب میں چوبیس دلکش عنوانات ہیں جس میں امام اہل سنت کی حیات عالیہ کی چند جھلکیاں ہیں۔ آپ کی زندگی کے واقعات کو بڑی شائستگی اور سلیقے سے پیش کیا گیا ہے اور اہل ذوق کو دعوت مطالعہ دے کر ان کی کوشش و جستجو کو تیز کر دیا گیا ہے۔

مشاطہ را بگو کہ در اسباب حسن دوست
چیزے فزوں کند کہ تماشا بما رسد

مکتبہ نبویہ لاہور کے کارپردازان مولینا باغ علی صاحب نسیم اور میرے عزیز از جان دوست محترم علامہ اقبال احمد صاحب فاروقی ایم۔ اے، (مؤلف "تذکرہ علماء اہلسنت لاہور") باعث صد تحسین ہیں کہ انہوں نے اعلحضرت کی بارگاہ میں یہ بکھرے ہوئے پھول ایک خوبصورت گلدستے کی شکل میں آپ کے ہاتھوں پیش کرنے کا اہتمام کیا ہے اور اپنے روایتی انداز نفاست کے ساتھ یہ کتاب شائع کی ہے۔ اعلیحضرت کے سوانحی حالات پر مرکزی مجلس رضا لاہور کی خدمات نہایت ہی قابل قدر ہیں، انہوں نے ایسی کتابوں کو اسی اہتمام سے شائع کرکے عام کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ مجھے ذاتی طور پر ان دو عظیم سنی اداروں کی خدمات پر بڑا فخر ہے۔

تابش قصوری

خطیب جامع مسجد
فردوس ٹیننریز مریدکے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حلیہ مبارک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ

ابتدائی عمر میں آپ کا رنگ چمکدار گندمی تھا۔ ابتدائے وقت ۵۰ سال تک مسلسل محنتہائے شاق نے رنگ کی آب و تاب ختم کردی تھی۔ چہرۂ مبارکہ پر ہر چیز نہایت موزوں و مناسب تھی۔ بلند پیشانی۔ بینی مبارک نہایت ستواں تھی ہر دو آنکھیں بہت موزوں اور خوبصورت تھیں۔ نگاہ میں قدرے تیزی تھی جو پٹھان قوم کی خاص علامت ہے۔ ہر دو ابرو کمان ابرو کے پورے مصداق ہے۔ لاغری کے سبب سے چہرہ میں گدازی نہ رہی تھی مگر ان میں ملاحت اس قدر عطا ہوئی تھی کہ دیکھنے والے کو اس لاغری کا احساس بھی نہ ہوتا تھا۔ کنپٹیاں اپنی جگہ بہت مناسب تھیں۔ داڑھی بڑی خوبصورت گردار تھی۔ سر مبارک پر پٹے تھے جو کان کی لو تک تھے۔ سر مبارک پر ہمیشہ عمامہ بندھا رہتا تھا جس کے نیچے دو پلی ٹوپی ضرور اوڑھتے تھے۔ آپ کا سینہ باوجود اس لاغری کے خوب چوڑا محسوس ہوتا تھا۔ گردن صراحی دار تھی اور بلند تھی۔ جو سرداری کی علامت ہوتی ہے۔ آپ کا قد میانہ تھا۔ ہر موسم میں سوائے موسمی لباس کے آپ سپید ہی کپڑے زیب تن فرماتے۔ جوسم سرما میں رزائی بھی اوڑھا کرتے تھے مگر سبز کا ہی اونی چادر بہت پسند فرماتے تھے۔

اور وہ آپ کے تن مبارک پر سجتی بھی خوب تھی آپ بچپن ہی میں کچھ روز لاغر رہے۔ پھر تو سب نے آپ کو چھریرا اور لاغر ہی دیکھا۔

آپ کو چودہ پندرہ برس کی عمر میں درد گردہ لاحق ہوا جو آخر عمر تک رہا کبھی کبھی اس کے شدید دورے پڑ جاتے تھے۔ ایسے مزمن امراض خاصانِ خدا کی خاص علامت ہوتے ہیں۔ آپ کی آواز نہایت پر درد تھی اور کسی قدر بلند بھی تھی۔ آپ جب اذان دیتے تو سننے والے ہمہ تن گوش ہو جاتے تھے آپ بخاری طرز پر قرآن پاک پڑھتے آپ کا طرزِ ادا عام حفاظ سے جدا تھا۔ آپ نے ضاد کا مخرج جیسا ادا کیا بڑے بڑے قاریوں کا یہ کہنا ہے کہ ضاد کا مخرج ایسا صاف و ستھرا ادا کرتے کسی قاری کو نہ سنا۔ اس مخرج کی تحقیق میں آپ کا ایک رسالہ الجام الصاد عن سنن الضاد بارہا چھپکر ملک میں شائع بھی ہو چکا ہے۔

آپ نے ہمیشہ ہندوستانی جوتہ پہنا جسے سلیم شاہی جوتہ کہتے ہیں۔ آپ کی رفتار ایسی نرم تھی کہ برابر کے آدمی کو بھی چلنا محسوس نہ ہوتا تھا[1]

دعا گو۔ حسنین رضا خاں محلہ کانکر ٹولہ۔ بریلی (یو پی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ
اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَکْمَلُ التَّسْلِیْم

نسب نامہ

اور

خاندانی بزرگوں کے حالات
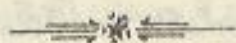
حضور اعلیٰحضرت مولینا احمد رضا ابن مولینا نقی علی خاں صاحب ابن مولینا رضا علی خاں صاحب ابن مولینا حافظ کاظم علی خاں صاحب ابن اعظم خاں صاحب ابن مولینا سعادت یار خاں صاحب ابن مولینا سعید اللہ خاں صاحب رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَرَضِیَ الرَّحْمٰنُ عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

● مولینا سعید اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ قندھار کے قبیلۂ بڑہیچ کے پٹھان تھے سلاطین مغلیہ کے دور میں سلطان محمد نادر شاہ کے ہمراہ لاہور آئے اور معزز ترین عہدوں سے نوازے گئے پھر وہاں سے دہلی تشریف لائے اس وقت آپ "شش ہزاری" عہدے پر فائز تھے اور "شجاعت جنگ" دربار شاہی سے آپ کو خطاب ملا۔

- مولینا سعادت یار خاں صاحب علیہ الرحمہ کو حکومت مغلیہ کی طرف سے جنگ کی مہم سر کرنے کے لئے روہیلکھنڈ بھیجا گیا تھا جس کی فتحیابی پر آپ کو بریلی کا صوبہ دار بنانے کے لئے فرمان شاہی آیا لیکن اس وقت آپ بستر مرگ پر تھے اور سفر آخرت کی تیاری تھی۔
- مولینا اعظم خاں صاحب حکومت کے ایک ممتاز عہدہ کے مالک تھے بریلی میں رونق افروز ہوئے اور ترک دنیا اختیار کر کے محلہ معماران میں اقامت گزیں ہوئے۔ آپ صاحب کرامت اور اولیائے کاملین سے تھے۔
- مولینا شاہ رضا علی خاں صاحب علیہ الرحمہ نے شہر ٹونک (راجستھان) میں مولوی خلیل الرحمٰن صاحب سے علوم درسیہ حاصل کئے اور بائیس سال کی عمر میں سند فراغت سے سرفراز ہوئے آپ کے خداداد علم و فضل کی شہرت ہندوستان میں بہت دُور دُور تک پھیلی ـــــ ظاہری علمی کمالات کے باوصف آپ فقر و تصوف میں بھی کامل عبور رکھتے تھے۔ فصاحت کلام، زُہد و قناعت اور حلم و تواضع جیسی دولت بے بہا سے مالا مال کیے گئے تھے۔ آپ کی ذات گرامی سے بہت سی کرامتیں ظہور میں آئیں۔ مولینا علی جن کے خطبے مشہور ہیں وہ آپ ہی کے شاگرد ہیں۔

مولینا شاہ حکیم نقی علی خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد محترم
حضرت مولینا رضا علی خاں صاحب علیہ الرحمہ سے علوم دینیہ ظاہرہ و باطنہ
حاصل کئے ـــــ علوم ظاہری میں آپ کا کوئی نظیر و مثیل نہیں تھا اور
باطنی فہم و فراست کا یہ حال تھا کہ جو زبانِ اقدس سے فرما دیتے وہی
سامنے آتا یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کی نگاہ عالی پر سب کچھ روشن فرما دیا
تھا ـــ رب العالمین ان کی قبروں کو نور سے معمور فرما دے اور اُن پر
اپنی رضا و خوشنودی رحمت و رافت کی بارش برسائے ع

آسماں اُن کی لحد پہ شبنم افشانی کرے

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا ٭ کہ میری نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

حضور سیّدنا و مرشدنا اعلحضرت عظیم البرکۃ مجدد
دین و ملت مولینا شاہ عبد المصطفےٰ محمد احمد رضا
خاں صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تشریف آوری کی بشارت

حضور کے والد ماجد صاحب علیہ الرحمہ نے آپ کی پیدائش سے پہلے
ایک عجیب خواب دیکھا جس سے آپ کی مسرت و خوشی کی انتہا نہ رہی اور اس کا
سُرور دل کو مسرور کرتا رہا مگر اس کا خیال آتے ہی آپ تشویش میں پڑ جاتے
آپ نے اپنے والد ماجد مولینا رضا علی خاں صاحب سے وہ خواب بیان کیا

جس کی تعبیر میں اُنھوں نے ارشاد فرمایا کہ "خواب مبارک ہے" بشارت ہو کہ پروردگارِ عالم تمھاری پُشت سے ایک ایسا فرزند صالح و سعید پیدا کرے گا جو علوم کے دریا بہا دے گا اور اس کی شہرت مشرق و مغرب میں پھیلے گی ــــ جب حضور سیدی اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالمِ وجود میں تشریف لائے تو آپ کے والد صاحب آپ کو لے کر مولینا رضا علی خاں صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے مولینا نے دیکھ کر اپنی گود میں لے لیا اور فرمایا "یہ میرا بیٹا عالم ہوگا" ــــ عقیقہ کے دن والد محترم نے خوشگوار خواب دیکھا جس کی تعبیر یہ تھی کہ فرزند فاضل و عارف باللہ ہوگا ــــ چنانچہ دُنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کے ظاہری و باطنی علوم و معارف سے ماحول پہ چھائی ہوئی جہالت و نادانی انحاد و ارتداد کی تمام تاریکیاں دُور ہوگئیں ــــ حق و صداقت کا آفتاب جگمگا اُٹھا اور اس کے انوار و تجلیات سے صرف بریلی شریف ہی کی سرزمین ہی نہیں بلکہ ہند و سندھ عراق و افغانستان وغیرہ کا چپہ چپہ بقعۂ نور بن گیا ۔

ولادت پاک

شہر بریلی شریف میں ۱۰ شوال المعظم ۱۲۷۲ھ بروز شنبہ بوقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو آپ عالم ہستی میں جلوہ گر ہوئے حضور کا پیدائشی اسم گرامی "محمد" ہے والدہ ماجدہ محبت و شفقت میں "اَمّن میاں" والد ماجد اور دیگر اعزہ "احمد میاں" کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے جد امجد علام

نے آپ کا اسم شریف "احمد رضا" رکھا اور تاریخی نام "المختار" ۱۲۷۲ھ ہے اور خود آپ نے اپنے نام کے اول میں "عَبْدُ الْمُصْطَفٰی" لکھنے کا التزام فرمالیا تھا اور اسلامی دُنیا میں آپ کو "اعلیحضرت" اور "فاضل بریلوی" کے ساتھ بصد ادب و احترام یاد کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ خوانی

آپ دنیا والوں کے سامنے جس حیثیت سے رُونما ہوئے اس کے پیش نظر حقیقت تو یہ ہے کہ عالم الغیب نے آپ کا مبارک سینہ علوم و معارف کا گنجینہ اور ذہن و دماغ قلب و رُوح کو ایمان و یقین کے مقدس فکر و شعور اور پاکیزہ احساس و تخیل سے لبریز فرما دیا تھا ——— لیکن چونکہ ہر انسان کا عالم اسباب کے بھی کسی نہ کسی نہج سے رابطہ استوار ہوتا ہے اس لئے بظاہر اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی عالم اسباب کی راہوں پر چلنا پڑا اور وہ بھی اس شان و شوکت کے ساتھ کہ بڑے بڑوں کی عقلیں دیکھ کر حیران رہ گئیں ....
آپ کی ذہانت و فراست کا یہ عالم تھا کہ چار برس کی مختصر سی عمر جس میں عموماً دوسرے بچے اپنے وجود سے بھی بے خبر ہوتے ہیں قرآن مجید ناظرہ ختم کرلیا —
آپ کی رسم بسم اللہ خوانی کے وقت ایک ایسا واقعہ رُونما ہوا جس نے لوگوں کو دریائے حیرت و استعجاب میں ڈال دیا ——— حضور کے استاد محترم نے آپ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھانے کے بعد الف با تا ثا پڑھایا پڑھاتے پڑھاتے جب لام الف (لا) کی نوبت آئی تو آپ نے خاموشی اختیار فرمالی اُستاد نے

دوبارہ کہا کہ" کہو میاں لام الف "۔ حضور نے فرمایا کہ یہ دونوں تو پڑھ چکے
پھر دوبارہ کیوں ۔۔ اس وقت آپ کے جد امجد مولینا رضا علی خاں صاحب
قدس سرہ العزیز نے فرمایا" بیٹا استاد کا کہا مانو" حضور نے ان کی طرف
نظر کی جد امجد نے اپنی فراست ایمانی سے سمجھ لیا کہ بچے کو شبہ ہے کہ یہ حروف مفردہ
کا بیان ہے اب اس میں ایک لفظ مرکب کیوں آیا ـــــ اگرچہ بچے کی عمر کے
اعتبار سے اس راز کو منکشف کرنا مناسب نہ تھا مگر حضرت جد امجد نے خیال
فرمایا کہ یہ بچہ آگے چل کر آفتاب علم و حکمت بن کر افق عالم پر تجلی ریز ہونے والا
ہے ابھی سے اسرار و نکات کے پردے اس کی نگاہ و دل پر سے ہٹا دیئے جائیں
چنانچہ فرمایا" بیٹا تمہارا خیال بجا و درست ہے لیکن پہلے جو حرف الف پڑھ چکے
ہو وہ دراصل ہمزہ ہے اور یہ الف ہے لیکن الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور
ساکن کے ساتھ چونکہ ابتدا نا ممکن ہے اس لئے ایک حرف یعنی لام اول
میں لا کر اس کی ادائیگی مقصود ہے ـــــ حضور نے اس کے جواب میں کہا
تو کوئی بھی حرف ملا دینا کافی تھا لام ہی کی کیا خصوصیت ہے با تا دال
اور سین بھی شروع میں لا سکتے تھے ـــــ جد امجد علیہ الرحمہ نے انتہائی جوش
محبت میں آپ کو گلے لگا لیا اور دل سے بہت سی دعائیں دیں پھر فرمایا کہ
لام اور الف میں صورۃً خاص مناسبت ہے اور ظاہراً لکھنے میں بھی دونوں کی
صورت ایک ہی سی ہے لا یا لا اور سیرۃً اس وجہ سے کہ لام کا قلب الف
ہے اور الف کا قلب لام یعنی یہ اس کے بیچ میں اور وہ اس کے بیچ میں
بظاہر جد امجد نے اس لام الف کو مرکب لانے کی وجہ بتائی مگر سچ پوچھئے

تو باتوں ہی باتوں میں سب کچھ بتا دیا اور اسرار و حقائق کے رموز و اشارات کی دریافت و ادراک کی صلاحیت و قابلیت اس وقت سے عطا فرما دی جس کا اثر سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ شریعت مطہرہ میں آپ اگر حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم بقدم ہیں تو طریقت میں حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جلیل القدر نائب اکرم۔

غیر صحیح و غلط لفظ بچپن میں بھی حضور کی زبان مبارک پر نہ آیا خداوند قدوس جل و علا نے آپ کو ہر لغزش سے محفوظ رکھا ——— اور نہ آپ نے کسی غلط بات کو سن کر چشم پوشی کی جس کے ثبوت میں دو واقعات ملاحظہ فرمائیے۔

● آپ کے استاد محترم کسی آیۂ کریمہ میں بار بار زیر بتا رہے تھے اور آپ زبر پڑھتے تھے یہ کیفیت دیکھ کر حضور کے جد امجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو اپنے پاس بلایا اور کلام مجید منگا کر دیکھا تو اس میں کاتب کی غلطی سے اعراب غلط لکھا گیا تھا یعنی جو زبر حضور سیدی اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کی زبان حق ترجمان سے نکلتا تھا وہی صحیح و درست تھا پھر جد امجد نے آپ سے فرمایا کہ مولوی صاحب جس طرح بتاتے تھے اس طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے۔ عرض کی کہ میں ارادہ کرتا تھا کہ جس طرح بتاتے ہیں اسی کے مطابق پڑھوں مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا حضرت نے فرمایا "خوب" اور مسکراتے ہوئے آپ کے سر پر دست شفقت پھیرا اور دعائیں دیں پھر ان مولوی صاحب سے فرمایا کہ یہ بچہ صحیح پڑھ رہا تھا اور اس غلطی کی تصحیح فرما دی۔

● ایک دن آپ کے استادِ گرامی بچوں کو تعلیم دے رہے تھے کہ ایک لڑکے نے سلام کیا استاد نے جواب میں فرمایا "جیتے رہو" اس پر حضور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ تو جواب نہ ہوا "وعلیکم السلام" کہنا چاہیے تھا آپ کے اس جذبۂ اظہارِ حق پر آپ کے استاد بیحد مسرور ہوئے اور آپ کو بڑی بڑی نیک دعاؤں سے نوازا ؎

آئین جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

قربان جائیے آپ کو ابتدائے عمر ہی میں اسلام کا کتنا بلند فکر و شعور عطا ہوا تھا ؎

معارف کا سمندر موجزن ہے جس کے سینے میں
وہ مقبولِ درِ خیر البشر احمد رضا تم ہو

ان دونوں واقعات کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے واقعات ہیں جن سے آپ کا جذبۂ حق گوئی ظاہر ہوتا ہے ـــــ کیونکہ آپ دنیا میں جس مقصدِ عظیم کے ماتحت تشریف لائے تھے کہ آپ کے تجدیدی علمی و عملی قولی و فعلی کارناموں سے دینِ حق کی بنیادیں مستحکم و مضبوط ہو جائیں ـــــ سنت کی پرنور راہوں سے الحاد و ارتداد کے کانٹے الگ ہو جائیں ـــــ ملتِ اسلامیہ کی ایک بار پھر تعمیر و تنظیم ہو ـــــ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کی آواز سے ساری کائنات گونج اٹھے ـــــ شجرِ اسلام کی آبیاری ہو ـــــ ایمان و یقین کی منزل کی جانب صحیح رہبری ہو ـ گمراہی، بدمذہبی

کی ابھرتی ہوئی قوت پر موت کی تاریکیاں چھا جائیں اور باطل کے تمام چھوٹے گھروندے زمین کے پست ذروں کے برابر ہو جائیں اے کاش ہم غلاموں کو بھی آپ کے منصب جلیل و عہدۂ رفیع کے احترام کرنے کے لئے جرأت ایمانی نصیب ہو سے

تمھارے دشمنوں کے سر رگڑنے کو ہیں قائم   غلامان شہ احمد رضا خاں یا رسول اللہ

تقویٰ و پرہیزگاری

● آپ کی عمر شریف جبکہ محض چار سال کی تھی ایک دن صرف بڑا سا کرتہ زیب تن کئے ہوئے دولتکدہ سے باہر تشریف لائے تو آپ کے سامنے سے چند بازاری طوائفیں گزریں جنھیں دیکھتے ہی آپ نے کرتہ کا دامن چہرہ پر ڈال لیا یہ حالت دیکھ کر ان میں سے ایک عورت بولی "واہ میاں صاحبزادے آنکھیں ڈھک لیں اور ستر کھول دیا" آپ نے اسی عالم میں بغیر ان کی طرف نگاہ ڈالے ہوئے برجستہ جواب دیا "جب آنکھ بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔ آپ کے اس عارفانہ جواب سے وہ سکتہ میں آگئی!

پہلی تقریر

● چھ سال کی عمر شریف میں ربیع الاول کے مبارک مہینہ میں منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے آپ نے پہلی تقریر فرمائی جس میں کم و بیش دو گھنٹے علم و عرفان کے دریا بہائے اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے بیان کی خوشبو سے اپنی زبان کو معطر فرمایا سامعین آپ کے علوم و معارف سے لبریز بیان کو سنکر وجد میں آگئے اور تصویر حیرت بن گئے کہ ان کے سامنے ایک کمسن بچے نے

مذہبی دانشمندی کی وہ گراں مایہ باتیں بیان کیں جو بڑے بڑے صاحبان
عقل و ہوش کے لئے باعث صد رشک ہیں حقیقت یہ ہے کہ رب العلمین
اپنے جس بندے کو اپنی معرفت کی دولت سے سرفراز کرنا چاہتا ہے اس کی
حیات پاک کی ایک ایک گھڑی اور ہر ہر ساعت میں ظہور پذیر ہونے والے
واقعات دنیا کے ظاہر بیں انسانوں کے فہم وادراک سے باہر ہوتے ہیں
لیکن جن کو خداوند قدوس نے بصارت و بصیرت دونوں ہی کی روشنی عطا
فرمائی ہے وہ خوب سمجھتے ہیں کہ خاصان خدا کے سینے علوم و معرفت کے
لئے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں اور ان کے لئے بچپن، جوانی، بڑھاپا کوئی دور کوئی
زمانہ رکاوٹ نہیں بن سکتا — !

روزہ کشائی کی تقریب میں

● رمضان شریف کا متبرک مہینہ ہے
اور آپ کی روزہ کشائی کی تقریب ہے
کاشانۂ اقدس میں جہاں افطار کا اور قسم قسم کا سامان ہے ایک جگہ فیرنی کے
پیالے جمانے کے لئے چنے ہوئے تھے دوپہر کا وقت ہے شدت کی گرمی پڑ رہی
ہے کہ آپ کے والد محترم آپ کو فیرنی کے کمرے میں لے جاتے ہیں اور کمرہ
اندر سے بند کر کے ایک پیالہ آپ کو دیتے ہیں کہ اسے کھا لو عرض کرتے ہیں
میرا تو روزہ ہے کیسے کھاؤں آپ کے والد صاحب قبلہ نے فرمایا "بچوں کا
روزہ ایسا ہی ہوتا ہے لو کھا لو میں نے دروازہ بند کر دیا ہے کسی کو خبر نہ ہوگی
اور نہ کوئی دیکھ رہا ہے" آپ جواب دیتے ہیں کہ "جس کے حکم سے روزہ رکھا
ہے وہ تو دیکھ رہا ہے" یہ جواب سن کر حضور کے والد مکرم کی آنکھوں

آنسوؤں کا تار بندھ گیا اور آپ کو کمرہ کے باہر لے آئے ـــــ

تعلیم کا شوق

● حضور کو تحصیل علوم دینیہ کا نہایت شوق تھا چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ علیہا الرحمہ بیان فرماتی ہیں کہ اعلیٰحضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ نے عام بچوں کی طرح بچپن میں کبھی پڑھنے میں بدشوقی وضد نہ کی بغیر کہے ہوئے برابر پڑھنے تشریف لے جاتے جمعہ کے روز بھی جانا چاہتے لیکن پھر والد صاحب کے منع کرنے سے رُک جاتے ۔ ابتداہی سے آپ کی ذہانت کا یہ عالم تھا کہ استاد سے کبھی چوتھائی کتاب سے زائد نہ پڑھی اور بقیہ کتاب خود بخود یاد کرکے استاد کو سنا دیا کرتے !

استاد سے جب سبق پڑھ کر الگ ہوتے تو کتاب کو دو ایک مرتبہ دیکھ کر بند کردیتے ایک روز استاد نے آپ سے دریافت فرمایا کہ " احمد میاں تم آدمی ہو کہ جن کہ مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی "!

آپ نے میزان منشعب جناب مرزا قادر بیگ صاحب سے پڑھیں ان کے علاوہ دیگر درسی کتابیں اور دینیات کی تکمیل گھر ہی پر اپنے والد ماجد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کی ـــــ !

دستارِ فضیلت و افتاء کی ابتدا

● ۱۴ شعبان المکرم ۱۲۸۶ھ بعمر ۱۴ سال آپ سند و دستارِ فضیلت سے سرفراز ہوئے ـــــ

اسی دن رضاعت کے ایک مسئلہ کا جواب لکھ کر والد ماجد صاحب قبلہ کی خدمت عالی میں پیش کیا جواب بالکل درست و صحیح تھا آپ کے والد ماجد نے

آپ کے جواب سے آپ کی ذہانت وفراست کا اندازہ کرلیا اور اسی دن سے فتوی نویسی کا کام آپ کے سپرد فرمادیا۔ اس سے پہلے آٹھ سال کی عمر مبارک میں آپ نے ایک مسئلہ فرائض کا جواب تحریر فرمایا واقعہ یہ ہوا کہ والد ماجد باہر گاؤں میں تشریف فرما تھے کہیں سے سوال آیا آپ نے اس کا جواب لکھا اور والد صاحب کی واپسی پر ان کو دکھایا جسے دیکھ کر ارشاد ہوا معلوم ہوتا ہے یہ مسئلہ امن میاں (اعلیحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے لکھا ہے ان کو ابھی نہ لکھنا چاہئیے مگر اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ہمیں اس جیسا مسئلہ کوئی بڑا لکھ کر دکھائے تو جانیں ——— !

خداداد علمی قابلیت

● غالباً دس سال کی عمر میں آپ والد ماجد صاحب قبلہ سے "مسلم الثبوت" پڑھ رہے تھے کہ والد صاحب کا تحریر کیا ہوا اعتراض اور اس کا جواب آپ کو نظر پڑا جو انھوں نے "مسلم الثبوت پر کیا تھا حضور اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اعتراض کو دور فرماکر متن کی ایسی تحقیق فرمائی کہ اس پر سرے سے کوئی اعتراض ہی وارد نہ ہوتا تھا جب تعلیم دیتے وقت والد صاحب کی نگاہ حاشیہ پر پڑی تو انھیں اس درجہ مسرت ہوئی کہ آپ کو اٹھ کر سینہ سے لگا لیا اور فرمایا" تم مجھ سے پڑھتے نہیں ہو بلکہ پڑھاتے ہو" ———

شادی

● آپ کا نکاح جناب شیخ فضل حسین صاحب کی صاحبزادی "ارشاد بیگم" سے ہوا۔ ۱۲۹۱ھ میں یہ شادی مسلمانوں کے لئے ایک شرعی نمونہ تھی مکان تو مکان آپ نے لڑکی والے کے یہاں بھی خبر

مجبوری تھی کہ کوئی بات شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو چنانچہ اُن حضرات نے غلط رسم و رواج سے اتنا لحاظ کیا کہ لوگ ان کی دین داری اور پاس شرع کے قائل ہو گئے اور بڑی تعریف کی ——— !

علمائے حق

● حضرت مولینا نقی علی خاں صاحب کا نام سن کر ایک صاحب رامپور سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مولینا ارشاد حسین صاحب مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتوی پیش کیا جس پر بہت سے علمائے کرام کی مُہریں اور دستخط تھے حضرت نے فرمایا کہ کمرے میں مولوی صاحب ہیں ان کو دیجیئے جواب لکھ دیں گے وہ صاحب کمرے میں گئے اور واپس آکر عرض کیا کہ کمرے میں مولوی صاحب نہیں ہیں فقط ایک صاحبزادے ہیں۔ حضرت نے فرمایا انھیں کو دیجیئے وہ لکھ دیں گے۔ انھوں نے عرض کیا حضرت میں تو آپ کا شہرہ سُن کر آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ آج کل وہی فتویٰ لکھا کرتے ہیں انھیں کو دیجیئے بالآخر ان صاحب نے اعلیٰحضرت کو فتوئی دیدیا حضور نے جو اس فتوی کو ملاحظہ فرمایا تو جواب درست نہ تھا آپ نے اس جواب کے خلاف جو بات حق تھی لکھ کر والد ماجد صاحب قبلہ کی خدمت میں پیش کیا انھوں نے اس کی تصدیق فرمادی وہ صاحب اس فتویٰ کو لے کر رامپور پہنچے اور نواب رامپور نے اسے از اول تا آخر دیکھا تو مجیب اول مولینا ارشاد حسین صاحب کو بُلایا آپ تشریف لائے تو وہ فتویٰ آپ کی خدمت میں پیش کیا مولینا نے حق گوئی و صدق پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے صاف صاف ارشاد فرمایا کہ " حقیقت میں وہی جواب صحیح ہے

جو بریلی شریف سے آیا ہے" نواب صاحب نے کہا "پھر اتنے علماء نے آپ کے جواب کی تصدیق کس طرح کردی ؟" مولینا نے فرمایا کہ تصدیق کرنے والے حضرات نے مجھ پر میری شہرت کی وجہ سے اعتماد کیا ورنہ حق وہی ہے جو انھوں نے لکھا ہے اس واقعہ سے پھر یہ معلوم کرکے کہ اعلیحضرت کی عمر ۱۹-۲۰ سال کی ہے نواب صاحب متحیر رہ گئے اور ان کو آپ کی ملاقات کا شوق پیدا ہوا چنانچہ نواب صاحب نے اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوایا اور حضور اپنے خسر جناب شیخ تفضل حسین کے ہمراہ رامپور تشریف لے گئے جس وقت آپ نواب کے یہاں پہنچے اور نواب صاحب نے آپ کی زیارت کی تو بہت متعجب ہوئے لیکن آپ کے علمی جاہ وجلال کے قائل ہو چکے تھے اس لیے آپ کے انتہائی اعزاز واکرام میں چاندی کی کرسی پیش کی آپ نے فوراً ارشاد فرمایا کہ مرد کے لیے چاندی کا استعمال حرام ہے اس جواب سے نواب صاحب کچھ خفیف ہوئے اور آپ کو اپنے پلنگ پر جگہ دی اور آپ سے غایت تلطف ومحبت سے باتیں کرنے لگے اسی اثنا میں نواب صاحب نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ "ماشاء اللہ آپ فقہ و دینیات میں بہت کمال رکھتے ہیں بہتر ہو کہ مولینا عبدالحق صاحب خیرآبادی سے منطق کی اوپر کی کتابیں پڑھ لیں آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اگر جناب والد ماجد صاحب قبلہ نے اجازت عطا فرمائی تو تعمیل ارشاد کی جائے گی اتفاق کی بات کہ اسی عالم میں جناب مولینا عبدالحق صاحب بھی تشریف لے آئے نواب صاحب نے اعلیحضرت کا ان سے تعارف کرایا اور ان پر

اپنی رائے ظاہر کی اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علامہ خیر آبادی نے سوال کیا کہ" منطق کی کتاب کہاں تک پڑھی ہے ؟" آپ نے جواب دیا " قاضی مبارک " یہ سُن کر علامہ خیر آبادی نے آپ کو کم عمر دیکھ کر آپ کی بات کو مذاق خیال کیا اور دریافت کیا کہ " تہذیب پڑھ چکے ہیں ؟ " جو طنز سے بھرپور تھا۔ لیکن آپ نے بھی ایسا جواب دیا کہ وہ خاموش ہی رہ گئے فرمایا " کیا آپکے یہاں " تہذیب " " قاضی مبارک " کے بعد پڑھائی جاتی ہے ؟ " اس کے بعد مولینا نے موضوع سخن بدل کر سوال کیا کہ " بریلی میں آپ کا کیا مشغلہ ہے ؟" فرمایا تدریس، افتاء، تصنیف، پھر پوچھا کس فن میں تصنیف کرتے ہیں ؟ جواب میں فرمایا " جس مسئلہ شرعیہ میں ضرورت دیکھی اور ردّ وہابیہ میں یہ سُن کر علامہ خیر آبادی نے کہا آپ بھی ردّ وہابیہ کرتے ہیں ایک وہ ہمارا بدایونی خبطی ہے کہ ہر وقت اسی خبط میں مبتلا رہتا ہے ۔ علامہ کا یہ اشارہ مولینا شاہ عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف تھا اعلیحضرت ان کی حمایت دین کے باعث بڑی عزت و تکریم کرتے تھے اس لفظ کو سُن کر آپ کو رنج ہوا فرمایا کہ " جناب والا وہابیہ کا سب سے پہلا رد آپ کے والد ماجد حضرت مولینا فضل حق صاحب خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے " تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ " آپ کی وہ پہلی تصنیف ہے جو مولوی اسماعیل دہلوی کے رد میں لکھی گئی ہے " مولینا عبدالحق صاحب نے کہا کہ اگر میرے مقابلہ میں آپ کی ایسی حاضر جوابی رہی تو مجھ سے پڑھنا نہیں ہوسکتا ! " اعلیحضرت عظیم البرکت نے فرمایا کہ آپ کی باتوں کو سُن کر

آپ شریعت کے امام و مجدد تھے تو دوسری طرف طریقت و معرفت کے بادشاہ بھی تھے۔

محبوب کو خوش کرنے کے تین طریقے ہیں۔ ایک تو براہ راست محبوب کی مدحت سرائی ہو۔ دوسرے محبوب کے محبوب کی تعریف و توصیف کی جائے۔ تیسرے محبوب کے بدخواہوں اور دشمنوں کی مذمت و برائی بیان کی جائے۔ سیدنا اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عشق و محبت و احترام و رضائے محبوب کے لیے تینوں راستے اختیار کیے۔ چنانچہ عرض کرتے ہیں ؎

کرم نعت کے نزدیک تو کچھ دُور نہیں کہ رضائے عجمی ہو اگر حسان عرب

دشمنانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کہتے ہیں ؎

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا دم میں جب تک دم ہے ذکر انکا سناتے جائینگے

حضرت مولینا جامی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

مگر اعلیحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمنا کرتے ہیں کہ رب العالمین ان کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدحت سرائی کرنے والوں کے دربار پاک کا سگ ہی بنا دے تو ان کے لیے بڑی دولت ہے۔ اللہ اللہ کیا محبت تھی اور مالک کونین حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے لیے ان کے دل و دماغ میں کیسے کیسے مقدس خیالات تھے۔

آپ نعت گوئی کے اندر ہمیشہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پہ چلے اور محبت کی جو راہ حضور نے دکھائی تھی اس کو نہایت ادب و احترام اور

ہیں نے پہلے ہی سے فیصلہ کرلیا ہے کہ ایسے شخص سے منطق پڑھنی اپنے علمائے اہلسنت کی توہین ہوگی۔

بیعت وارادت

● ماہ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۴ھ کا واقعہ ہے کہ آپ دوپہر کو روتے روتے سو گئے خواب میں حضرت جد امجد علیہ الرحمہ کی زیارت نصیب ہوئی انھوں نے حضور کو ایک صندوقچی عطا فرمائی اور کہا وہ شخص عنقریب آنے والا ہے جو تمھارے درد دل کی دوا کرے گا اسی کے دوسرے تیسرے دن حضرت علامہ عبد القادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدایوں سے تشریف لائے اور آپ کو اپنے ہمراہ "مارہرہ شریف" لے گئے اور حضور سید شاہ آل رسول احمدی نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت گرامی میں حاضر ہوئے جنھوں نے ان حضرات کو دیکھتے ہی فرمایا "آئیے ہم تو کئی روز سے انتظار کر رہے ہیں" پھر آپ کو مُرید کیا اور اسی وقت تمام سلسلوں کی اجازت بھی عطا فرمادی یعنی دولت خلافت بھی بخش دی اور جو عطیات و تبرکات سلف سے چلے آرہے تھے وہ بھی عنایت فرمائے اور ایک صندوقچی جو وظیفہ کی صندوقچی کہی جاتی تھی دی اور ساتھ ہی ان وظائف کی اجازت بھی مرحمت فرمائی اس سے دیگر حاضرین مریدوں کو رشک ہوا عرض کی "حضور! اس بچے پر یہ کرم کیوں ہوا؟" ارشاد فرمایا اے لوگو تم "احمد رضا" کو کیا جانو یہ فرما کر رونے لگے اور ارشاد فرمایا "قیامت کے دن رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ آل رسول! تو دُنیا سے کیا لایا؟ تو میں احمد رضا کو پیش کردوں گا" اور فرمایا کہ یہ چشم و چراغ خاندان برکات ہیں اور ان کو

تیار ہونا پڑتا ہے یہ بالکل تیار آئے تھے انھیں صرف نسبت کی ضرورت تھی۔

زیارت حرمین شریفین

● آپ کے دل میں کعبہ مطہرہ میں جبہ سائی کا شوق اور دیار رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی حاضری کی تڑپ ایک مدت سے چٹکیاں لے رہی تھی جو حاضرین بارگاہ وخدام سرکار عالی سے پوشیدہ نہیں تھی لیکن مشیت الٰہی کہ آپ کی پہلی تمنا ۱۲۹۵ھ میں پوری ہوئی اور اپنے والدین کریمین علیہم الرضوان کے ہمراہ حج کعبہ وزیارت روضۂ سرکار دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ ان نفوس قدسیہ میں سے تھے جن کے قلوب عشق الٰہی اور محبت نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے معمور و لبریز رہتے تھے۔ خود ارشاد فرماتے ہیں بحمد اللہ میری ولادت کی تاریخ آیۂ کریمہ "اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ" یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا ہے اور اپنی طرف سے رُوح القدس کے ذریعے ان کی مدد فرمائی۔ نیز فرماتے ہیں۔ بحمد اللہ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کیے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر "لا الٰہ الا اللہ" اور دوسرے پر "محمد رسول اللہ" (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوگا۔

حضور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس حیات کو محبت کی نگاہوں سے دیکھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ یوم ولادت سے تا روز وفات آپ کی زندگی پاک کی ایک ایک گھڑی اور اس کا ہر ہر لمحہ حضور سرکار دوعالم روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں بسر ہوا ہے اگر ایک طرف

بہت ہی احتیاط سے طے فرماتے ہیں ——

جب آپ مدینہ منورہ کے ہجر و فراق میں تڑپ اٹھتے ہیں اور عرب کے بیابانوں کی خاک اڑانے کی آرزو ہوتی ہے تو اس طرح ارشاد فرماتے ہیں ؎

اے مدعیو خاک کو تم خاک نہ سمجھے | اس خاک میں مدفوں شہ بطحا ہے ہمارا
ہے خاک سے تعمیر مزارِ شہ کونین | معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

محبت کی سچی بے قراریاں و عشق کی حقیقی بیتابیاں رنگ لا کر ضرور رہتی ہیں —— دربار رسالت میں آپ کی آہ و فغاں کو رسائی ہوئی رحمۃ للعالمین کا دریائے رحمت جوش میں آیا اپنے سچے محبت کرنے والے کو اپنی بارگاہ میں حاضری کی اجازت دیدی —— کتنا مقدس سفر تھا آپ کا یہ — دل میں کیسے کیسے پاکیزہ جذبات و احساسات کا دریا موجزن تھا اس کا حیات افروز نظارہ آپ کے نہایت پیارے پیارے محبت سے لبریز کلام میں کیجئے ؎

بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے | کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے
کھبتی ہوئی نظر میں ادا کس سحر کی ہے | چبھتی ہوئی جگر میں صدا کس گجر کی ہے

مدینہ منورہ کی راہ اور وہاں کی مقدس خاک کے لیے آپ کے دل میں کس درجہ ادب و احترام ہے ؎

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ | او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے
اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاک پاک | حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے

ایک جگہ اور فرماتے ہیں ؎

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا　　ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

حضرت مولینا حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جو آپ کے برادر صغیر ہیں) ان کا بھی ایک شعر یہاں پیش کر دینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ موصوف نے بھی اپنے انداز بیان میں کمال کر دیا ہے ؎

وہاں کے سنگریزوں سے حسن کیا لعل کو نسبت
یہ ان کی رہگذر میں ہیں وہ پتھر ہے بدخشاں میں

عاشق مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے لیے بالآخر وہ ساعت سعید اور لمحۂ مبارک بھی قریب آ گیا اور نہایت خوشی و مسرت کے عالم میں سفر کا اہتمام ہونے لگا۔ آپ کے اس مقدس سفر کی اطلاع پا کر تمام عزیز و اقربا اور اہلِ محبت آپ سے ملاقات کی غرض سے آتے ہیں — اور بہت سے ہم رکابی کا شرف حاصل کرنے کے لیے اپنا سامان سفر لیے در دولت پر حاضر ہیں — اس سے فارغ ہونے کے بعد اپنے بہت سے محبت والوں کے ساتھ اسٹیشن تک تشریف لائے اور جس وقت آپ کی ٹرین لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہونے کے لیے متحرک ہوئی تو عجیب سماں پیدا ہو گیا — کسی طرف سے آہ و فغاں کی آواز بلند ہو رہی ہے — کوئی گریہ و زاری میں مصروف ہے۔ کسی کو آپ کی جدائی کا غم تڑپا رہا ہے کوئی آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ اس قسم کا پیغام دے رہا ہے ؎

حضورِ شہ بحر و بر جانے والے　　لیے جا ہماری نظر جانے والے

قدم کو ترسے آنکھا ہوں میں رکھ لوں — ارے اس در پاک کے جانے والے

آپ کا یہ سفر زیارت حرمین محترمین ۲۶ر شوال المکرم ۱۲۹۵ھ کو ہوا ـــــ حج وعمرہ سے فارغ ہونے کے بعد ایک روز آپ نے مقام ابراہیم میں مغرب کی نماز ادا کی بعد نماز امام شافعیہ حضرت حسین بن صالح جمال نے مڑکر آپ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھا تو بغیر کسی جان پہچان کے اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دست مبارک پکڑا اور چل دیئے حضور نے بھی خاموشی اختیار کی اور بغیر کسی انقباض کے ان کے ہمراہ چلتے رہے یہاں تک کہ ان کے دولتکدہ پر پہنچے اور دیر تک اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پُرنور کو پکڑ کر فرماتے رہے اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرَ اللّٰہِ فِیْ ھٰذَا الْجَبِیْنِ" یعنی بیشک میں اللہ کا نور اس پیشانی میں پاتا ہوں ـــ اس کے بعد صحاح ستہ اور سلسلۂ قادریہ کی اجازت اپنے ہاتھوں سے لکھ کر آپ کو عطا فرمائی اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمایا کہ "تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے"۔

آپ چونکہ اپنے دولتکدہ ہی سے زیارت حرمین کے سفر کے سلسلہ میں یہ مبارک تخیل لے کے چلے تھے کہ ؎

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا — پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

اس لیے آپ کے قلب اقدس میں مدینہ منورہ کے لیے جو آرزوئیں تڑپتی رہی ہوں گی وہ آپ کے جذبۂ حب رسول علیہ الصلاۃ والسلام سے ظاہر ہے فرماتے ہیں ؎

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے — اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ اور مدینہ والے کے باہمی نسبت کے متعلق نغمہ ریزی ملاحظہ فرمائیے ؎

کعبہ بھی ہے انھیں کی تجلی کا ایک ظل — روشن انھیں کے نور سے پتلی حجر کی ہے

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ساری کائنات کو جو کچھ اوج و شرف اور عظمت بزرگی ملی وہ سبز گنبد کے مکین عرش کے مسند نشین کے دم قدم سے ملی۔ خود فرماتے ہیں ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

دوسری جگہ حضور سیدی اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ' اس حقیقت کو اس طرح بیان فرماتے ہیں ؎

ہے انھیں کے دم قدم سے باغِ عالم کی بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں

حضور آقائے نامدار مولائے غمگسار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفعت و برتری کو عام ظاہر بیں انسان کب دیکھ سکتے ہیں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی زبان حقیقت بیان سے سنیئے ؎

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ — ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں — ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

دربارِ رسالت کی بخشش و عطا کا ذکر کس قدر ایمان افروز ہے ؎

مانگیں گے مانگے جائیں گے منھ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے سے کوئی مانگنے والا بے عقلائی برتے تو وہ رب العالمین کی بارگاہ سے نامرادی کے ساتھ واپس آئے گا اس لیے کہ مالک الملک صرف اسی کی جھولی بھرتا ہے جو اس کے دربار میں جذبۂ عشق رسالت کے ساتھ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتا ہوا حاضر ہو ؎

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے ۔۔۔ حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

نجدیوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اے نجدیو تمہاری ساری عبادت و ریاضت نماز و روزہ طریقت و معرفت میں روح اسی وقت پڑ سکتی ہے جب محبوب خدا سلطان ہر دوسرا علیہ التحیۃ والثنا کی شمع محبت تمہارے دلوں میں جگمگا رہی ہو ۔۔۔ اور اگر تمہارا یہ گمان فاسد و خیال باطل ہے کہ ذکر الٰہی کو ذکر رسول سے جدا کر کے بھی ہم منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں تو "ایں خیال است و محال است و جنوں" تمہارا یہ ذکر نہ تو ذکر حق ہے اور نہ خدائے عز و جل اس کو قبول ہی فرمائے گا اور یہ اس محنت و جانفشانی اور بے انتہا عبادت و ریاضت سے رحمت و جنت کی راہ ہی پیدا ہو سکتی ہے بلکہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ تمہاری یہی عبادت و ریاضت تمہارے حق میں جہنم کی کنجی ثابت ہوگی ؎

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو ۔۔۔ واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

عبدالوہاب نجدی کے اندھے پجاریو! اسماعیل دہلوی کے ناعاقبت اندیش پرستارو ذرا ایک نظر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی

عملی زندگی کی طرف اٹھاؤ اور غور کرو کہ انھوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو ایمان ویقین کی کس نگاہ سے دیکھا ہے۔
واقعات شاہد ہیں ؎

مولا علی نے واری تیری نیند پر نماز — اور وہ بھی عصر سب میں جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے — اور حفظ جاں تو جان فروض غرر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

اللہ اللہ وہ کتنی مبارک ساعت رہی ہوگی جب یہ عاشق صادق سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ رحمت میں حاضر ہوا ہوگا اور دونوں عالم کے داتا نے اپنے محب سائل کے دامن کو گل مقصود سے بھر دیا ہوگا ——— اس کیفیت وحالت کا صحیح اندازہ وہی مبارک و مسعود انسان کر سکتے ہیں جن کی اس منزل تک رسائی ہوئی ہو۔

یہ محبوب کائنات و فخر موجودات علیہ التحیۃ والتسلیمات کی خالص و پرخلوص محبت ہی کا ثمرہ تھا کہ حضور اعلیٰحضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے جلیل القدر علماء ومشائخ نے نہایت ادب واحترام کے ساتھ ہدیۂ عقیدت پیش کیا اور آپ کو اپنا امام وپیشوا تسلیم کیا ———

رب العالمین ہم غلاموں کو بھی زیارت حرمین طیبین کی سعادت نصیب کرے اور وہاں کے ہر ہر ذرہ کے لیے وہی سچی محبت اور ادب واحترام

عطا فرمائے جو عشاق رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مرحمت ہوتا ہے۔
(آمین ثم آمین بحرمۃ طٰہٰ ویٰسین)

دوسری بار حج و زیارت

آپ نے پہلا حج اپنے والدین ماجدین (علیہما الرحمہ) کے ہمراہ ادا کیا تھا جس کی واپسی پر تین روز طوفان شدید سے مقابلہ کرنا پڑا تھا سب نے کفن پہن لیے تھے مگر آپ نے سب کی بے چینی دیکھ کر فرمایا خدا کی قسم یہ جہاز نہ ڈوبے گا اتنا فرمانا تھا کہ چند منٹ میں طوفان ختم ہو گیا اور تمام مسافروں کو سکون حاصل ہوا ـــــ ماں کی محبت وہ تین شبانہ روز کی سخت تکلیف یاد تھی مکان میں قدم رکھتے ہی پہلا لفظ آپ نے یہ فرمایا کہ حج فرض اللہ تعالیٰ نے ادا کرا دیا اب میری زندگی تک دوبارہ ارادہ نہ کرنا ان کا یہ فرمانا آپ کو یاد تھا ماں باپ کی ممانعت پر حج نفل جائز نہیں۔

۱۳۲۳ھ میں آپ کے برادر خورد جناب ننھے میاں صاحب اور خلف اکبر حضرت حجۃ الاسلام مولینا محمد حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ حج کے لیے روانہ ہو گئے ـــــ آپ کے دل میں یک بیک بے چینی پیدا ہوئی کہ امسال ہم بھی حاضر بارگاہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتے ـــــ ادھر والدہ اور اُدھر شوق زیارت یہاں تک کہ جہاز کی روانگی کا وقت قریب آگیا آخر کار محبت کی کشش نے مجبور کیا مغرب کے بعد ایک صاحب کو اسٹیشن بھیجا کہ دس بجے کی ٹرین بمبئی جانے والی سکنڈ کلاس ریزرو کرالیں۔

ریزرو ۲۴ گھنٹہ کے پہلے ہوتا ہے مگر یہ حضور کی کرامت تھی کہ گاڑی سے دو گھنٹہ پہلے سیٹ ریزرو ہو گئی ـــ آپ نماز عشاء سے فارغ ہوئے سواری بھی آ گئی اب صرف والدہ صاحبہ سے اجازت لینا باقی تھا جو سب سے اہم کام تھا ـــ حدیث شریف کی وہ دعائیں جو ہر مُراد کی ضامن ہیں پڑھتے ہوئے مکان میں تشریف لے گئے۔ خلاف معمول دیکھا والدہ ماجدہ صاحبہ چادر اوڑھے آرام فرما ہیں بس آپ نے آنکھیں بند کر کے سر قدموں پر رکھ دیا وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھیں اور فرمایا کیا ہے عرض کی حج کی اجازت دیجئے انھوں نے پہلا لفظ جو فرمایا یہ تھا بسم اللہ (خدا حافظ)

والدہ صاحبہ کے پاس سے آپ اُلٹے پاؤں تشریف لائے اور شکرم میں سوار ہو کر چل دیئے ابھی آپ اسٹیشن نہ پہنچے ہوں گے کہ والدہ نے فرمایا میں اجازت نہیں دیتی میں نیند میں تھی بلاؤ۔ آپ جا چکے تھے کون بُلا تا جب ان کو اطلاع ہوئی کہ گاڑی چھوٹ گئی اور آپ چلے گئے تو آپ نے فرمایا لگن کا وہ پانی جس سے اَمّن میاں (حضور اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے وضو کیا وہیں تک نہ پھینکا جائے ـ جب جوش محبت سے بیقراری پیدا ہوتی اس پانی کو دیکھا کرتیں ــــــــ اس حج کا مُفصل واقعہ حضور نے خود اپنی زبان حقیقت بیان سے ارشاد فرمایا جو "الملفوظ" حصہ دوم میں مُفصل درج ہے یہاں بخوف طوالت کتاب محض چند اہم واقعات کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے

● (مکہ معظمہ میں) "۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کی تاریخ ہے بعد نماز عصر جب کتب خانے کے زینے پر چڑھ رہا ہوں پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی

دیکھا تو حضرت مولینا شیخ صالح کمال ہیں بعد سلام و مصافحہ دفتر کتب خانہ
میں جا کر بیٹھے وہاں حضرت مولینا سید اسماعیل اور ان کے نوجوان سعید
رشید بھائی سید مصطفےٰ اور ان کے والد ماجد مولینا سید خلیل اور بعض حضرات
بھی کہ اس وقت یاد نہیں تشریف فرما ہیں۔ حضرت مولینا شیخ صالح کمال نے
جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے۔ مجھ سے
فرمایا یہ سوال وہابیہ نے حضرت سیدنا (شریف مکہ) کے ذریعہ پیش کیے ہیں
اور آپ سے جواب مقصود ہے۔ میں نے مولینا سید مصطفےٰ صاحب سے گزارش
کی کہ قلم دوات دیجئے۔ حضرت مولینا شیخ کمال و مولینا سید اسماعیل و مولینا
سید خلیل یہ سب اکابر نے کہ تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری
جواب نہیں چاہتے بلکہ ایسا جواب ہو کہ خبیثوں کے دانت کھٹے ہوں
میں نے عرض کی کہ اس کے لیے قدرے مہلت چاہیئے دو گھڑی دن
باقی ہے اس میں کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت مولینا شیخ کمال نے فرمایا کل سہ شنبہ
پرسوں چہار شنبہ ہے ان دو روز میں ہو کر پنجشنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف کے
سامنے پیش کر دوں۔ میں نے اپنے رب عزوجل کی عنایت اور اپنے نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت پر بھروسہ کرکے وعدہ کر لیا اور شان الٰہی کہ دوسرے ہی
دن سے بخار نے پھر عود کیا اسی حالت تپ میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا خاں
(حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ) تبیض کرتے اس کا شہرہ مکہ معظمہ میں ہوا
کہ وہابیہ نے فلاں کی طرف سوال متوجہ کیا اور وہ جواب لکھ رہا ہے ——
حضرت شیخ الخطباء کبیر العلماء مولانا شیخ احمد ابو الخیر مرداد کا پیام آیا کہ میں پاؤں سے

معذور ہوں اور تیرا رسالہ سننا چاہتا ہوں میں اسی حالت میں جتنے اوراق لکھے گئے تھے لے کر حاضر ہوا — حضرت شیخ الخطباء نے از اول تا آخر سن کر فرمایا اس میں علم خمس کی بحث نہ آئی میں نے عرض کی کہ سوال میں نہ تھی فرمایا میری خواہش ہے کہ ضرور زیادہ ہو میں نے قبول کیا۔ رخصت ہوتے وقت ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا حضرت موصوف نے باں فضل وکمال و باں کبرسال فرمایا "اَنَا اُقَبِّلُ اَرْجُلَکُمْ اَنَا اُقَبِّلُ نِعَالَکُمْ" میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں۔ میں تمہارے جوتوں کو بوسہ دوں۔ یہ میرے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کہ ایسے اکابر کے قلوب میں اس بے وقعت کی یہ وقعت — واپس آیا اور شب ہی میں بحث خمسہ کو بڑھایا۔ اب دوسرا دن چہارشنبہ کا ہے صبح کی نماز پڑھ کر حرم شریف سے آتا ہوں کہ مولینا سید عبدالحئی ابن مولینا سید عبدالکبیر محدث ملک مغرب (کہ اس وقت تک ان کی چالیس کتابیں علوم دینیہ وحدیثیہ میں مصر میں چھپ چکی تھیں) ان کا خادم پیام لایا کہ ہم مولینا تجھ سے ملنا چاہتے ہیں میں نے خیال کیا کہ وعدے میں آج ہی کا دن باقی ہے اور ابھی بہت کچھ لکھنا ہے عذر کر بھیجا کہ آج کی معافی دیں کل میں خود حاضر ہوں گا فوراً خادم واپس آیا کہ میں آج ہی مدینہ طیبہ جاتا ہوں۔ تبریز ہوچکی ہے یعنی قافلے کے اونٹ بیرون شہر جمع ہولیے ہیں ظہر پڑھ کر سوار ہو جاؤں گا۔ اب میں مجبور ہوا اور مولینا کو تشریف آوری کی اجازت دی وہ تشریف لائے اور علوم حدیث کی اجازتیں فقیر سے طلب فرمائیں اور لکھوائیں اور علمی مذاکرات ہوتے رہے یہاں تک کہ ظہر کی اذان ہوئی

وہاں زوال ہوتے ہی معاً اذان ہوجاتی ہے۔ میں اور وہ نماز میں حاضر ہوئے بعد نماز وہ عازم طیبہ ہوئے اور میں فرودگاہ پر آیا۔ آج کے دن کا بڑا حصہ یوں بالکل خالی گیا اور بخار ساتھ ہے۔ بقیہ دن میں اور بعد عشا فضل الٰہی اور عنایت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتاب کی تکمیل تبییض سب پوری کرادی اَلْحَمْدُ وَلَہُ الْمِنَّۃُ۔ اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃُ بِالْمَادَّۃِ الْغَیْبِیَّۃِ اس کا تاریخی نام ہوا اور پنجشنبہ کی صبح ہی کو حضرت مولینا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچا دی گئی مولینا نے دن میں اُسے کامل طور پر مطالعہ فرمایا اور شام کو شریف صاحب کے یہاں تشریف لے گئے عشا کی نماز وہاں شروع وقت پر ہوجاتی ہے اس کے بعد سے نصف شب تک کہ عربی گھڑیوں میں چھ بجتے ہیں شریف علی پاشا کا دربار ہوتا تھا حضرت مولانا نے دربار میں کتاب پیش کی اور علی الاعلان فرمایا اس شخص نے وہ علم ظاہر کیا جس کے انوار چمک اٹھے اور جو ہمارے خواب میں بھی نہ تھا ــــ حضرت شریف نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا دربار میں دو وہابی بھی بیٹھے تھے ایک احمد نگیہ کملا دوسرا عبدالرحمن اسکوبی انھوں نے مقدمہ کتاب کی آمد ہی سن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب رنگ لائے گی شریف ذی علم ہیں مسئلہ ان پر منکشف ہوجائے گا لہذا چاہا سننے نہ دیں بحث میں اُلجھا کر وقت گزار دیں کتاب پر کچھ اعتراض کیا حضرت مولینا شیخ صالح کمال نے جواب دیا آگے پڑھیے انھوں نے پھر ایک مہمل اعتراض کیا حضرت مولینا نے جواب دیا اور فرمایا کتاب سن لیجئے پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراض بے قاعدہ ہے ممکن ہے آپ کے شکوک کا جواب کتاب ہی میں آئے اور نہ ہو تو میں

جواب کا ذمہ دار ہوں اور مجھ سے نہ ہو سکا تو مصنف موجود ہے یہ فرما کر آگے پڑھنا
شروع کیا کچھ دور پہنچے تھے انھیں اُلجھانا مقصود تھا پھر معترض ہوئے اب
حضرت مولینا نے شریف مکہ سے کہا کہ سیدنا حضرت کا حکم ہے کہ میں کتاب
پڑھ کر سناؤں اور یہ جا بیجا بیچ اُلجھتے ہیں حکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا جواب
دوں۔ شریف نے فرمایا اقرأ آپ پڑھیے اب ان کی ہاں کو کون نا کرسکتا تھا
معترضوں کا منہ مارا گیا اور مولینا کتاب سناتے رہے اس کے دلائل قاہرہ
سن کر مولینا شریف نے بآواز بلند فرمایا اَللّٰہُ یُعْطِیْ وَھٰؤُلَآءِ یَمْنَعُوْنَ
یعنی اللہ تو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور
یہ وہابیہ منع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ نصف شب تک کتاب سنائی اب دربار
برخاست ہونے کا وقت آگیا شریف صاحب نے حضرت مولینا سے فرمایا
یہاں نشانی رکھ دو۔ کتاب بغل میں لے کر بالاخانہ پر آرام کے لیے تشریف
لے گئے وہ کتاب آج تک انھیں کے پاس ہے اصل سے متعدد نقلیں
مکہ معظمہ کے علماء کرام نے لیں اور تمام مکہ معظمہ میں کتاب کا شہرہ ہوا وہابیہ پر
اوس پڑ گئی بفضلہ تعالیٰ سب لوہے ٹھنڈے ہو گئے گلی کوچہ میں مکہ معظمہ کے
لڑکے ان سے تمسخر کرتے کہ اب کچھ نہیں کہتے اب وہ جوش کیا ہوئے اب وہ
مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علوم غیب ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر
گیا تمہارا کفر و شرک تمھیں پر پلٹا وہابیہ کہتے اس شخص نے کتاب میں
منطقی تقریریں بھر کر شریف پر جادو کر دیا۔ مولیٰ عزوجل کا فضل حبیب اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم کہ علمائے کرام نے کتاب پر دھوم دھام کی تقریظیں

لکھنی شروع کیں دہابیہ کا دل جلتا اور بس نہ چلتا آخر اس فکر میں ہوئے کہ
کسی طرح فریب کرکے تقریظات تلف کر دی جائیں ایک جگہ جمع ہوئے اور
حضرت مولینا شیخ ابو الخیر مراد سے عرض کی کہ ہم بھی کتاب پر تقریظیں لکھنا
چاہتے ہیں کتاب ہمیں منگوا دیجئے وہ سیدھے مقدس بزرگ ان کے فریبوں کو
کیا جانیں اپنے صاحبزادے عبد اللہ مراد کو میرے پاس بھیجا یہ صاحب
مسجد حرام کے امام ہیں اور اسی زمانے میں فقیر کے ہاتھ پر بیعت فرما چکے تھے
حضرت مولینا ابو الخیر کا منگانا اور مولینا عبد اللہ مراد کا لینے کو آنا مجھے شبہ کی
کوئی وجہ نہ ہوتی مگر مولیٰ عزوجل کی رحمت میں اس وقت کتب خانۂ حرم شریف
میں تھا حضرت اسماعیل کو اللہ عزوجل جنانِ عالیہ میں حضور رحمت عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت عطا فرمائے قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں
نہایت ترشی اور جلال سیادت سے فرمایا کہ کتاب ہرگز نہ دی جائے گی جو تقریظیں
لکھنی ہوں لکھ کر بھیج دو میں نے گزارش بھی کی کہ حضرت مولینا ابو الخیر منگاتے
ہیں اور ان کے صاحبزادے لینے آئے ہیں اور ان کو جو تعلق فقیر سے ہے
آپ کو معلوم ہے فرمایا جو لوگ وہاں جمع ہیں ان کو میں جانتا ہوں وہ منافقین
ہیں مولینا ابو الخیر کو انھوں نے دھوکا دیا ہے یوں اس عالم جلیل سید جلیل
کی برکت سے کتاب بحمد اللہ تعالیٰ محفوظ رہی و للہ الحمد۔"

اپنے اس ناپاک مقصد میں بھی ناکام ہونے کے باوجود دشمنِ رسالت
باز نہیں آئے اور طرح طرح کی سازشیں جاری رکھیں ــــ مگر ان کو کسی میں
بھی کامیابی نصیب نہیں ہوئی جو ارادۂ بد کیا اس کا برا نتیجہ اپنی آنکھوں سے

کیا ـــــــ اس کتاب نے حضور اعلیحضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی
رفعت و عظمت میں چار چاند لگا دیئے بڑے بڑے جلیل القدر علماء کرام و
مشائخ عظام نے آپ کو اپنے سروں اور آنکھوں پر بٹھایا۔ قدر و منزلت کی۔
اس سلسلہ میں واقعات نہایت تفصیل کے ساتھ "الملفوظ" حصہ دوم میں
مرقوم ہیں یہاں بخوف طوالت کتاب ان کا ذکر نہیں کیا جا رہا ہے ـــــــ
آگے مدینہ منورہ کی حاضری کے متعلق سیدنا اعلیحضرت مجدد دین وملت علیہ الرحمہ
بیان فرماتے ہیں۔

توکلاً علی اللہ تعالیٰ ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ کو کعبۂ تن سے کعبۂ جان کی طرف
روانہ ہوا براہ تیسریت مجھے بھی خیال آتا تھا کہ اونٹ کی ہال سے کیا حال
ہوگا و لہٰذا اس بار سلطانی راستہ اختیار نہ کیا کہ بارہ منزلیں اونٹ پر ہوں گی
بلکہ جدہ سے براہ کشتی رابغ جانے کا قصد کیا مگر ان کے کرم کے صدقے ان سے
استعانت عرض کی اور ان کا نام پاک لے کر اونٹ پر سوار ہوا ہال کا ضرر پہنچنا
درکنار وہ چمک جو روزانہ پانچ چھ بار ہو جاتی تھی دفعتہً دفع ہو گئی وہ دن اور
آج کا دن ایک قرن سے زیادہ گزرا کہ بفضلہٖ تعالیٰ اب تک نہ ہوئی یہ ہے
ان کی رحمت یہ ہے ان سے استعانت کی برکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت مولٰینا سید اسمٰعیل اور بعض دیگر حضرات شہر مبارک سے باہر
دور تک برسم مشایعت تشریف لائے مجھ میں بوجہ ضعف مرض پیادہ پا چلنے کی
طاقت نہ تھی پھر بھی ان کی تعظیم کے لئے ہر چند اترنا چاہا مگر ان حضرات نے
مجبور کیا پہلی رات کہ جنگل میں آئی صبح کے مثل روشن معلوم ہوتی تھی جس کا

اشارہ میں نے اپنے قصیدہ حضور جان نور میں کیا جو حاضری دربار معلّی میں لکھا گیا تھا ؎

وہ دیکھو جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی — پہروں نہیں کہ بست و چارم صفر کی ہے

جدہ سے کشتی میں سوار ہوئے کوئی تیس چالیس آدمی اور ہوں گے کشتی بہت بڑی تھی جسے ساعیہ کہتے ہیں جیشی ملاح کہ اس کام پر مقرر تھے ان کے کھولنے باندھنے کے وقت اکابر اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کو عجب اچھے لہجے سے ندا کرتے جاتے ایک حضور سیدنا غوث اعظم کو تو دوسرا حضرت سیدی احمد کبیر۔ تیسرا حضرت سیدی احمد رفاعی کو چوتھا حضرت سیدی اہدل کو علیٰ ہذا القیاس رضی اللہ عنہم ہر کشش پر ان کی یہ آوازیں عجب دلکش لہجے سے ہوتیں اور بہت خوش آتیں ایک بصری صاحب نے اپنی حاجت سے بہت زیادہ جگہ پر قبضہ کر رکھا تھا ان سے کہا گیا نہ مانے معلوم ہوا کہ ان پر اخوان دوسرے بصری شیخ عثمان کا ہے میں نے ان سے کہا یا شیخ انھوں نے کہا شیخ عبدالقادر الجیلانی شیخ تو عبدالقادر جیلانی ہیں ان کے اس کہنے کی لذت آج تک میرے قلب میں ہے انھوں نے ان پہلے بزرگ کو سمجھا دیا اس کے بعد ان کو کچھ حالات معلوم ہوئے پھر تو وہ نہایت مخلص بلکہ کمال مطیع تھے۔ تین روز میں کشتی رابغ پہنچی یہاں کے سردار شیخ حسین سے تھے بُدّوں کے مکان قیام کے لئے تھے جب ان میں اُترنا ہوا اللہ اعلم لوگوں کو کس نے اطلاع دی ان کے بھائی ابراہیم مع اپنے اعزا کی ایک جماعت کے تشریف لائے اور اپنے یہاں کا ایک نزاعی مقدمہ کہ مدت سے نا فیصل پڑا تھا پیش کیا میں نے حکم شرعی عرض کیا بحمدہ تعالیٰ

باتوں ہی باتوں میں باہم فیصلہ ہوگیا ربیع الاول شریف کا ہلال ہم کو یہیں ہوا یہاں سے اونٹ کرایہ کئے گئے نماز عصر پڑھ کر سوار ہونا ہوا تمام اسباب قلعہ کے سامنے سڑک پر نکال کر رکھا تھا گنتی کے اونٹوں کا قافلہ تھا ہم لوگ سوار ہوگئے اور اسباب وہیں سڑک پر پڑا رہ گیا جب منزل پر پہنچے اب دیکھتے ہیں تو برتن نہیں ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ پانچ منزلیں ساتھیوں کے برتنوں اور منازل پر وقتاً فوقتاً خرید حوائج سے گزریں چھٹے دن بحمد اللہ تعالیٰ خاک بوس آستان جنت نشان ہوئے الحمد للہ رب العالمین جب بیر شیخ پر پہنچے ہیں منزل چند میل باقی تھی اور وقت فجر تھوڑا جمالوں نے منزل ہی پر رکنا چاہا اور جب تک وقت نماز نہ رہتا ہیں اور میرے رفقا گزرتے قافلہ چلا گیا کریچ کا ڈول پاس تھا رسی نہیں اور کنواں گہرا عمامے باندھ کر پانی بھرا وضو کیا بحمد اللہ تعالیٰ نماز ہوگئی اب یہ فکر لاحق ہوئی کہ طول مرض سے ضعف شدید ہے اتنے میل پیادہ کیونکر چلنا ہوگا منہ پھیر کر دیکھا تو ایک جمال محض اجنبی اپنا اونٹ لئے میرے انتظار میں کھڑا ہے حمد الٰہی بجا لایا اس پر سوار ہوا اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تم یہ اونٹ کیسا لائے کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید کردی تھی کہ شیخ کی خدمت میں کمی نہ کرنا کچھ دور آگے چلے تھے کہ میرا اپنا جمال اونٹ لئے کھڑا ہے اس سے پوچھا کہا جب قافلے کے جمال نہ ٹھہرے میں نے کہا شیخ کو تکلیف ہوگی قافلہ میں سے اونٹ کھول کر واپس لایا یہ سب میرے سرکار کرم کی وصیتیں تھیں صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ وعلی عترتہ وقدر رافتہ ورحمتہ ورنہ کہاں یہ فقیر اور کہاں سرزمین

رابغ شیخ حسین جن سے جان نہ پہچان اور کہاں وحشی جمال اور ان کی یہ خارق العادات روشیں۔ سرکارِ اعظم میں حاضری کے دن بدن کے کپڑے میلے ہوگئے تھے اور کپڑے رابغ میں چھوٹ گئے تھے اور ایک یا دو منزل پہلے شب کو ایک جوتا کہیں راستہ میں نکل گیا یہاں عربی وضع کا لباس اور جوتا خرید کر پہنا اور یوں مواجہ اقدس کی حاضری نصیب ہوئی یہ بھی سرکار ہی کی طرف سے تھا کہ اس لباس میں بلانا چاہا دوسرے دن رابغ سے ایک بدوی پہنچا اونٹ پر سوار اور ہمارا تمام اسباب کہ چلتے وقت قلعہ کے سامنے چھوٹ گیا تھا اس پر بار اس نے شیخ حسین کا رقعہ لاکر دیا کہ آپ کا اسباب رہ گیا تھا روانہ کرتا ہوں میں ہر چند ان بدوی صاحب کو آتے جاتے دس منزلوں کی محنت کا نذرانہ دیتا رہا مگر انھوں نے نہ لیا اور کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید فرمادی ہے کہ شیخ سے کچھ نہ لینا یہاں کے حضرات کرام کو حضرات مکہ معظمہ سے زیادہ اپنے اوپر مہربان پایا بحمدہ تعالیٰ اکتیس روز حاضری نصیب ہوئی بارھویں شریف کی مجلس مبارک یہیں ہوئی صبح سے عشا تک اسی طرح علماء عظام کا ہجوم رہتا بیرون باب مجیدی مولینا کریم اللہ علیہ رحمۃ اللہ تلمیذ حضرت مولینا عبدالحق مہاجر مکی الہ آبادی رہتے تھے ان کے خلوص کی کوئی حد نہیں حسام الحرمین و دولۃ المکیہ پر تقریظات میں انھوں نے بڑی سعی جمیل فرمائی جزاہ اللہ خیرا کثیرا یہاں بھی اہل علم نے دولۃ المکیہ کی نقلیں لیں ایک نقل بالخصوص مولینا کریم اللہ نے مزید تقریظات کے لئے اپنے پاس رکھی میرے چلے آنے کے بعد بھی مصر وشام و بغداد و مقدس وغیرہا کے علماء جو موسم میں خاک بوس آستانۂ اقدس ہوجو

جن کا ذرا بھی قیام دیکھتے اور موقع پاتے ان کے سامنے کتاب پیش کرتے اور
تقریظیں لیتے اور بصیغۂ رجسٹری مجھے بھیجتے رہتے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃً واسعۃً
علماء کرام نے یہاں بھی فقیر سے سندیں اور اجازتیں لیں خصوصاً شیخ الدلائل
حضرت مولینا سید محمد سعید مغربی کے الطاف کی تو حد ہی نہ تھی اس فقیر سے
خطاب میں یا "سیدی" فرماتے میں شرمندہ ہوتا ایک بار میں نے عرض کی
حضرت سید تو آپ ہیں۔ فرمایا واللہ سید تم ہو میں نے عرض کی میں سیدوں کا
غلام ہوں فرمایا تو یوں بھی سید ہوئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں
مولی القوم منھم قوم کا غلام آزاد شدہ انھیں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ
سادات کرام کی سچی غلامی اور ان کے صدقے میں آفات دنیا و عذاب قبر
و عذاب حشر سے کامل آزادی عطا فرمائے، آمین۔ یوں ہی مولینا حضرت
سید عباس رضوان و مولینا سید مامون بری و مولینا سید احمد جزائری و مولینا
شیخ ابراہیم خربوطی و مفتی حنفیہ مولینا تاج الدین الیاس و مفتی حنفیہ سابقاً
مولینا عثمان غنی بن عبد السلام داغستانی وغیرہم حضرات کے کرم بھولنے کے
نہیں ان مولینا داغستانی سے قباشریف میں ملاقات ہوئی تھی کہ وہیں
اٹھ گئے تھے مکہ معظمہ کی طرح زیادہ اہم حسام الحرمین کی تصدیقات تھیں جو
بحمد اللہ تعالیٰ بہت خیر و خوبی کے ساتھ ہوئیں۔ زیادہ زمانہ قیام انھیں میں
گزر گیا کہ ہر صاحب پوری کتاب مع تقریظات مکہ معظمہ دیکھتے اور کئی روز
میں تقریظ لکھ کر دیتے مفتی شافعیہ حضرت سید احمد برزنجی نے حسام الحرمین
پر چند ورق کی تقریظ لکھی اور فرمایا اس کتاب کی تائید میں اسے ہمارا مستقل

رسالہ کر کے شائع کرنا ایسا ہی کیا گیا "حسام الحرمین" کا کام پورا ہونے
کے بعد "دولۃ المکیہ" پر تقریظات کا خیال ہوا دونوں حضرات مفتی حنفیہ نے
مدینہ طیبہ اور قبا شریف میں تقریظیں تحریر فرمائیں تیسری باری مفتی شافعیہ
کی آئی یہ آنکھوں سے معذور ہوگئے تھے یہ ٹھہری کہ ان کے داماد سید عبداللہ
کے مکان پر اس کتاب کے سننے کی مجلس ہو عشا کہ وہاں اول وقت ہوتی ہے
پڑھ کر بیٹھے میں نے کتاب سنانی شروع کی بعض جگہ مفتی صاحب کو شکوک
ہوئے میری غلطی کہ میں نے حسب عادت جرأت کے ساتھ مسکت جواب
دیئے جو مفتی صاحب کو اپنی عظمت شان کے سبب ناگوار ہوئے جابجا ان کا
ذکر "الفیوض المکیہ حاشیہ" دولۃ المکیہ" میں کر دیا ہے۔ بارہ بجے جلسہ ختم ہوا
اور مفتی صاحب کے قلب میں ان جوابوں کا غبار رہا مجھے بعد کو معلوم ہوا
اس وقت اگر اطلاع ہوتی تو میں معذرت کر لیتا ایک رات ان کے شاگرد
شیخ عبدالقادر طرابلسی شبلی کہ مدرس ہیں فقیر کے پاس آئے اور بعض مسائل
میں کچھ الجھنے لگے حامد رضا خاں نے انھیں جواب دیئے جن کا جواب وہ
نہ دے سکے اور وہ بھی سینہ میں غبار لے کر اٹھے مجھے معلوم ہو گیا تھا جس کی
میں نے پرواہ نہ کی انصاف پسند تو اس کے ممنون ہوتے ہیں جو انھیں
صواب کی طرف راہ بتائے نہ یہ کہ بات سمجھ لیں جواب نہ دے سکیں اور
بتانے سے رنجیدہ ہوں اور فقیر کو متواتر ناسازیوں کے بعد مکہ معظمہ میں جو
کئی مہینے گزرے واللہ اعلم وہ کیا بات تھی جس نے حضرات کرام مدینہ طیبہ کو
اس ذرہ بے مقدار کا مشتاق کر رکھا تھا یہاں تک کہ مولینا کریم اللہ صاحب

فرماتے تھے کہ علماء تو علماء اہل بازار تک کو تیرا اشتیاق تھا اور یہ جملہ فرمایا کہ ہم سالہا سال سے سرکار میں مقیم ہیں اطراف و آفاق سے علماء آتے ہیں واقعہ یہ لفظ تھا کہ جوتیاں چٹخاتے چلے جاتے ہیں کوئی بات نہیں پوچھتا اور تمہارے پاس علماء کا یہ ہجوم ہے میں نے عرض کی میرے سرکار کا کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

کریاکہ در فضل بالا تر اند سگاں پرورند و چناں پرورند

اپنے کرم کا جب وہ صدقہ نکالتے ہیں ہم سوں کو پالتے ہیں اور ایسا پالتے ہیں

ایام اقامت سرکار اعظم میں صرف ایک بار مسجد قبا شریف کو گیا اور ایک بار زیارت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاضر ہوا باقی سرکار اقدس ہی کی حاضری رکھی سرکار کریم ہیں اپنے کرم سے قبول فرمائیں اور خیریت ظاہر و باطن کے ساتھ پھر بلائیں ع ہم کو مشکل ہے انھیں آسان ہے۔

رخصت کے وقت قافلے کے اونٹ آلئے ہیں پا برکاب ہوں اس وقت تک علماء کو اجازت نامے لکھ کر دیئے وہ سب تو "الاجازات المتینہ" میں طبع ہو گئے اور یہاں آنے کے بعد دونوں حرم محترم سے درخواستیں آئیں اور اجازت نامے لکھ کر گئے وہ درج رسالہ نہیں چلتے وقت حضرات مدینہ کرام نے بیرون شہر دور تک مشایعت فرمائی اب مجھ میں طاقت تھی ان کی سعادت تک میں بھی پیادہ ہی رہا"۔

اس کے بعد واپسی کے تفصیلی واقعات ہیں جن کو یہاں بخوف طوالت نہیں ذکر کیا جارہا ہے ——— اس حاضری حرمین شریفین میں حضور اعلیٰحضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو واقعات پیش آئے ہیں

ان کے پیش نظر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے پیارے رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے کرم سے محبوب خاص و عام تھے۔ اتباعِ شریعت کی دولت سے سرفراز ہونے کے ساتھ ساتھ رب العزت نے آپ کو معرفت و حقیقت کا شعور کامل اور ذکر تام بھی عطا فرمایا تھا۔ اللھم اجعلنا منھم بحرمۃ حبیبک سید المرسلین علیہ وعلی الہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ اجمعین۔

چودھویں صدی کا عظیم المرتبت مجدد

جب بد مذہبی کی وبا عام ہو کر ادھر اُدھر پھیلنے لگتی ہے۔ لوگ اسلام کی حقیقی راہوں سے ہٹ کر دوسری غلط راہوں پر چل پڑتے ہیں ـــــ جب اللہ کے حقوق میں سستی پیدا ہونے لگتی ہے ـــــ جب بندوں کے حقوق پامال ہونے لگتے ہیں ـــــ جب طریقۂ رسول و سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلاۃ والتسلیم کے آثار و نقوش مٹنے لگتے ہیں، اس وقت ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی پرستار حق پیدا ہو اور احیائے سنت و تجدید ملت کا پرچم لے کر کائنات پر چھا جائے۔ گم گشتگان راہ حقیقت کو ان کی صحیح راہ بتا دے ـــــ ملت اسلامیہ کے احکام و قوانین کو ان انسانوں کے کانوں تک پہنچا دے جو ان سے غافل ہو کر دنیا کی نیرنگیوں کے شکار ہو رہے ہیں اور ایمان و یقین کے مٹتے ہوئے آثار و نقوش کو اپنے تجدیدی کارناموں سے اجاگر فرما دے۔ حدیث شریف یہ ہے "اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ

سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا اَمْرَ دِیْنِھَا" یعنی بیشک اللہ تعالیٰ اس اُمّت کے لئے ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد بھیجتا ہے جو اپنے رب کے حکم کی تجدید فرما دیتا ہے اس کی شرح فرماتے ہوئے شیخ الاسلام بدر الدین ابدال رسالہ مَرْضِیَّہ فِیْ نُصْرَۃِ مَذْھَبِ الْاَشْعَرِیَّۃ میں تحریر کرتے ہیں اِعْلَمْ اَنَّ الْمُجَدِّدَ اِنَّمَا ھُوَ بِغَلَبَۃِ الظَّنِّ مِمَّنْ عَارَفَہٗ بِقَرَائِنِ اَحْوَالِہٖ وَالْاِنْتِفَاعِ بِعِلْمِہٖ وَلَا یَکُوْنُ الْمُجَدِّدُ اِلَّا عَالِمًا بِالْعُلُوْمِ الدِّیْنِیَّۃِ الظَّاھِرَۃِ وَالْبَاطِنَۃِ نَاصِرًا لِلسُّنَّۃِ قَامِعًا لِلْبِدْعَۃِ " یعنی مجدد کی شناخت قرائن احوال سے کی جائے اور یہ دیکھا جائے کہ اس کے علم نے نیا نفع پہنچایا اور مجدد وہی ہوگا جو علوم دینیہ ظاہرہ اور باطنہ کا عالم عارف سنت کا مددگار ہو اور بدعت کا قلع قمع کرنے والا ہو ـــــ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقات السعود شرح سنن ابی داؤد میں فرماتے ہیں وَالَّذِیْ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ الْمَبْعُوْثُ عَلٰی رَاْسِ الْمِائَۃِ رَجُلًا مَشْھُوْرًا مَعْرُوْفًا مُشَارًا اِلَیْہِ وَقَدْ کَانَ قَبْلَ کُلِّ مِائَۃٍ اَیْضًا مَنْ یَّقُوْمُ بِاَمْرِ الدِّیْنِ وَالْمُرَادُ بِالَّذِیْنَ مَنْ تَنْقَضِیَ الْمِائَۃُ وَھُوَ حَیٌّ عَالِمٌ مَشْھُوْدٌ مُشَارًا اِلَیْہِ اھ مُلَخَّصًا یعنی اچھا یہ ہے کہ صدی کا مجدد وہ شخص ہو جو مشہور معروف ہو اور امر دین میں جس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہو اور پہلے بھی ہر صدی میں مجدد ہوتے ہیں اور مراد یہ ہے کہ مجدد صدی گزشتہ کے خاتمہ پر اپنی زندگی میں مشہور عالم اور علماء کا مشار الیہ رہ چکا ہو" حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ اپنے ایک مضمون کے عنوان " مجدد مائۃ حاضرہ امام الھدیٰ عبد المصطفیٰ احمد رضا

علیہ الرحمہ" کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث شریف ہم کو ہر صدی میں ایک مجدد کی تشریف آوری کی بشارت سُناتی ہے۔ ائمہ کرام پتہ دے رہے ہیں کہ گذشتہ صدی کے آخری حصے میں جس کی شہرت ہو چکی ہو اور موجودہ صدی میں وہ مرکز علوم سمجھا جاتا ہو اس کے قدم مجدد کے قدم ہیں ـــــ اس صدی کا مجدد زبردست عالم عظیم الفہم جن کی فضیلتیں دافع بڑائیاں ظاہر دین کے اصول و فروع میں تصانیف متکاثر مشہور ان کے کمال کا بیان طاقت سے باہر۔ علم کا کوہ بلند طاقتور زبان والا۔ حاوی جمیع علوم۔ ماہر علوم عربیہ۔ دین کا زندہ کرنے والا۔ وارث نبی۔ سید العلماء۔ مایۂ افتخار علماء۔ مرکز دائرۂ علوم۔ ستارۂ آسمان علوم۔ مسلمانوں کا یاور نگہبان حکم۔ حامی شریعت۔ خلاصۂ علماء راسخین۔ فخر اکابر۔ کامل سمندر۔ معتمد۔ پشت پناہ محقق اور ولایت صحیحہ کی تصدیق یوں کی جارہی ہے کہ آفتاب معرفت۔ کثیر الاحسان۔ کریم النفس۔ دریائے معارف۔ مستحبات و سنن و واجبات و فرائض پر محافظ۔ محمود سیرت۔ ہر کام پسندیدہ۔ صاحب عدل۔ عالم باعمل۔ عالی ہمم۔ نادر روزگار۔ خلاصۂ لیل و نہار۔ اللہ کا بندہ۔ عابد۔ دنیا سے بے رغبتی والا۔ عرفان و معرفت والا خبیر۔ میں اس مالک کی شان کے صدقے اس آقا پر ماں باپ قربان جس سے ایک حامی سنت ماحی بدعت۔ مشہور عالم کی تمنا عرض کی گئی اور ہم کو اس کا پتہ ملا جو سنت و اہل سنت کا یار و نگہبان اور بدعت و اہل بدعت کے لئے تیغ بُرّاں اور علم میں کوہ بلند۔ کامل سمندر۔ مرکز دائرۂ علوم و پیشوائے اہل اسلام ہے تو اس کا نشان ملا جو نہ صرف باطن کا عالم ہے بلکہ وہ دریائے معرفت

اور اللہ کا خاص بندہ عالی ہمم خلاصۂ لیل ونہار ہے بلکہ ہم اس کو پا گئے جو علماء کی زبان پر اس صدی کا "مجدد" پکارا جاتا ہے۔ وہ کون ہے ؟ وہ وہی ہے جو بریلی کے مقدس گھرانوں میں ۱۲۷۲ھ کو پیدا ہوا اور ۱۲۸۵ھ کو ۱۳ برس کی عمر میں پروان چڑھا اور علوم کا سرتاج ہو کر منصب افتا کا عزت بخش ہوا اور ۲۰ برس تک تیرھویں صدی میں اپنے فتاویٰ و تصانیف سے علوم کے دریا بہا دیئے اور عرب و عجم نے سر عقیدت ٹیک دیئے اور ۱۳۲۲ھ میں اس کی سرکار اعلیٰ بلند و بالا کو عروج کامل ہوا کہ ہند و سندھ، افغانستان، عراق و حجاز خاص حرمین محترمین کے علماء نے زانوئے ادب تہ کر دیئے اور عقیدت کے وہ کلمات نذر گزارے جن کو ابھی تم سن چکے ہو (دیکھو حسام الحرمین شریف) بتاؤں وہ مجدد کون ہے سنو اور گوش ہوش سے (سنو) وہ وہی مقدس مفتی ہے جس کی زبان پر قدرت نے تاریخ ولادت کے لئے اس آیۂ کریمہ کی تلاوت کرائی " اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ " یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی ۔

آپ کی بعض مشہور کرامات

غلاموں کو بنا دو رہ شناس منزل عرفاں
کہ اس منزل کے اچھے راہبر احمد رضا تم ہو

بارگاہ رسالت سے آپ کو شریعت و طریقت دونوں کی دولت نصیب ہوئی

تھی یعنی جس طرح آپ علوم ظاہری میں بلند فکر و شعور رکھتے تھے اسی طرح منزل طریقت میں آپ اپنے زمانے کے راہبر و امام مانے جاتے تھے۔ آپ نے شریعت کا مبارک دامن اپنے ہاتھوں سے تھامے ہوئے راہ سلوک اس شاندار انداز میں طے کی کہ دیکھنے والے حیران و ششدر رہ گئے ـــــ ایک طرف شریعت کے آئین و دستور کا حد درجہ ادب و احترام ہے اور دوسری جانب طریقت میں بے انتہا احتیاط و پاس ہے ـــــ بزم رضوی میں شریعت کی تعلیم بھی دی جاتی ہے اور معرفت کا جام پرکیف بھی پلایا جاتا ہے سبحان اللہ آپ کی حیات طیبہ میں ظاہر و باطن کا کتنا حسین امتزاج ہے۔ عارف رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

اولیا را ہست قدرت از الٰہ ● تیر جستہ باز گردانند ز راہ

اس حقیقت کی روشنی میں بھی اعلیحضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی ذات پاک شمع محفل کی طرح جگمگاتی ہوئی نظر آرہی ہے ـــ لیکن کسی بھی روشنی کو دیکھنے کے لئے ظاہری روشنی کی نہیں ایمان و یقین اور محبت و عقیدت کے نور کی ضرورت ہے ؎

آنکھ والے تیرے جلووں کا تماشا دیکھیں ● دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

ذیل میں آپ کی چند مشہور کرامتیں درج کی جارہی ہیں:۔

● (۱) جناب امجد علی خاں صاحب مرحوم بھینسوڑی کے رہنے والے تھے آپ شکار میں گئے جہاں غلطی سے آپ کی گولی سے ایک شخص مرگیا آپ گرفتار کرلئے گئے اور پولیس نے آپ پر قتل ثابت کردیا اور آپ کے لئے

پھانسی کا حکم ہو گیا تاریخ سے پہلے کچھ لوگ آپ سے ملنے کے لئے آئے اور رونے لگے آپ نے کہا " جاؤ آرام کرو اس تاریخ پر گھر پہ آکر ملوں گا میرے پیر و مرشد حضور اعلیحضرت رضی اللہ عنہ نے رات فرما دیا ہے ہم نے تجھے چھوڑ دیا سب لوگ واپس چلے گئے پھانسی کے دن ان کی والدہ ملنے گئیں اور اپنے لڑکے کی محبت میں رونے لگیں مگر ان کا پختہ عقیدہ دیکھئے خاں صاحب نے ان سے بھی کہا گھر جاؤ میں انشاء اللہ گھر آکر ناشتہ کروں گا ——

اس کے بعد وہ پھانسی کی جگہ لے جائے گئے پھندہ ڈالنے سے پہلے دستور کے مطابق ان سے پوچھا گیا " کیا خواہش ہے "؟! انھوں نے جواب دیا ، کیا کرو گے پوچھ کر میرا وقت ابھی نہیں آیا ہے سب تعجب و حیران تھے کہ یہ کیسا آدمی ہے بالآخر ان کو پھانسی کے تختہ پر کھڑا کر کے گلے میں پھندہ ڈال دیا گیا —— لیکن اتنے میں تار آیا کہ ملکہ وکٹوریہ کی تاج پوشی کی خوشی میں اتنے خونی اور اتنے قیدی رہا کر دیئے جائیں جس کے نتیجہ میں فوراً آپ کو تختہ سے اُتار لیا گیا ۔

گھر میں صفِ ماتم بچھی ہوئی تھی اعزا و اقارب سوگوار تھے آپ کی لاش کے لانے کا انتظام ہو رہا تھا کہ آپ گھر پہنچے اور کہا کیوں ابھی تک ناشتہ تیار نہیں ہوا کیا میں نے کہہ نہیں دیا تھا کہ میں گھر پر آکر ناشتہ کروں گا ۔

● —— حاجی کفایت اللہ صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ آپ کی ایک مریدہ جن کے شوہر ڈاک خانہ میں ملازمت کرتے تھے غلط منی آرڈر تقسیم ہو جانے کے جرم میں ان کو سزا ہو گئی تھی لیکن پھر الہ آباد میں اپیل

دائر کی تھی فیصلے کی تاریخ سے چند روز پہلے وہ مُریدہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی خدمت عالی میں حاضر ہوئیں اور اپنا واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" "کثرت سے پڑھو" وہ چلی گئیں پھر درمیان میں کئی بار حاضر ہوئیں لیکن ہر مرتبہ ان کو پہلا ہی جواب ملا یہاں تک کہ فیصلہ کی تاریخ معین آگئی —— حاضر ہو کر عرض کی "میاں آج تاریخ ہے۔ فرمایا بتا تو دیا وہی (حسبنا اللہ ونعم الوکیل) پڑھے جاؤ اور کیا میں خدا سے لڑدوں۔ وہ مُریدہ اتنا سُنتے ہی بحالتِ ناراضگی یہ کہتی ہوئی چل دیں کہ "جب اپنا پیر ہی نہیں سُنتا تو کون سُنے گا"۔ جب آپ نے ان کا یہ حال دیکھا تو فوراً آواز دے کر فرمایا کہ "پان تو کھا لو" جواب ملا میاں میرے مُنھ میں ہے۔ پھر فرمایا غرضیکہ وہ بڑی مشکل سے پلٹیں اور زمین پر بیٹھ گئیں آپ نے ہر چند فرمایا اوپر بیٹھ جائیے مگر وہ اوپر نہ بیٹھیں —— آپ نے اندر سے پان منگوا کر بڑی بی سے کہا "لیجئے پان کھا لیجئے"۔ بولیں میاں میرے منھ میں ہے۔ کئی بار کہنے کے باوجود بھی جب انھوں نے نہ کھایا تو آپ نے خود اپنے ہاتھ سے پان میں چھالی (ڈلی) ڈال کر ان کو دیا اور آہستہ سے فرمایا "چھوٹ تو گئے پان کھا لو"۔ اس جملہ سے بڑی بی خوشی خوشی پان کھا کر اپنے گھر کی جانب چل پڑیں جب گھر کے قریب پہنچیں تو بچے دوڑے ہوئے آئے اور ان سے کہنے لگے تم کہاں تھیں تار والا ڈھونڈھتا پھر رہا ہے —— پھر جب تار ملا اور اُسے پڑھوایا تو معلوم ہوا کہ ان کے شوہر بری ہو گئے —— اللہ والوں کی نگاہوں میں قریب تو قریب ہی ہے بعید بھی قریب ہو جاتا ہے۔ کہاں الہ آباد ہائیکورٹ کے

واقعات ملاحظہ فرما رہے تھے علاوہ ازیں یہ بھی حقیقت ہے کہ مالک حقیقی اپنے نیک بندوں کی زبان پر جو بات حق ہوتی ہے اسی کو جاری فرماتا ہے۔ اس لئے عارف رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبد اللہ شود

● ـــــ سید قناعت علی صاحب اپنی قلبی کمزوری کے باعث بیہوش ہو گئے ان کو ہوش میں لانے کے لئے لوگوں نے بہت ترکیبیں کیں مگر ہوش نہ آیا ـــــ اور جب حضور اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ نے ان کا سر اپنے زانوئے مبارک پر رکھ کر اپنا رومال ڈالا تو اسی دم ہوش ہو گیا آنکھیں کھول دیں اور اعلیٰحضرت کے زانوئے مبارک پر اپنا سر دیکھ کر جلدی سے اُٹھنا چاہا لیکن انتہائی ضعف کے سبب سے نہ اُٹھ سکے اس پر حضور نے ازراہ شفقت فرمایا لیٹے رہئے ـ

ـــــ ساڑھے تین سال کی عمر شریف کے زمانے میں ایک دن اپنی مسجد کے سامنے جلوہ افروز تھے کہ ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں تشریف لائے اور آپ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی آپ نے فصیح عربی میں ان سے کلام کیا اس کے بعد ان کی صورت دیکھنے میں نہیں آئی اور نہ یہ معلوم ہو سکا کہ دونوں حضرات کے درمیان کس قسم کی بات چیت ہوئی ع

"مصلحت خویش خسرواں دانند"

● ـــــ ایک دن حجاج کرام کے استقبال کے لئے اسٹیشن جانا تھا نبی میاں کی غلطی جو اکثر و بیشتر آپ کی سواری کے لئے آیا کرتی تھی اس کے آنے میں دیر ہوئی تو مستری غلام نبی صاحب بغیر کسی سے کہے تانگہ لینے بازار چلے گئے اور

جب اُدھر سے تانگہ لئے ہوئے آرہے تھے دُور سے دیکھا کہ فٹن آچکی ہے وہیں اُتر کر تانگہ والے کو چار آنے دے کر رخصت کردیا اس واقعہ کا کسی کو علم نہیں چار روز کے بعد جب مستری صاحب آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو اعلیٰحضرت نے ان کو ایک چوّنی عطا فرمائی انھوں نے عرض کیا حضور! کیسی ہے۔ فرمایا اس روز آپ نے تانگہ والے کو دی تھی اس واقعہ سے مستری صاحب کو بیحد حیرت ہوئی عرض کیا حضور! وہ بھی آپ ہی کی تھی مگر دوسرے حضرات نے کہا "میاں تبرک کو کیوں چھوڑتے ہو"! اس پر انھوں نے لے لی جب تک وہ چوّنی اُن کے پاس رہی کبھی پیسے میں کمی نہیں ہوئی — یہ تو چوّنی تھی اللہ والے اگر اپنے ہاتھوں سے کسی کو مٹی اُٹھا کر دیدیں تو وہ اس کے حق میں اکسیر بن سکتی ہے ؏

"آنہا کہ خاک را بنظر کیمیا کنند"

● —— بریلی کے ایک صاحب نہ تو علماء کرام کی کچھ بھی وقعت ہی سمجھتے تھے اور نہ وہ پیری مُریدی کے قائل تھے بلکہ اسے ڈھکوسلہ کہتے تھے ان کے خاندان کے چند احباب کو اعلیٰحضرت کی ذات سے شرفِ ارادت حاصل تھا ایک روز ان حضرات نے انھیں مجبور کیا اور کہا "چلو اعلیٰحضرت کی زیارت ہی کر لو"! تو تمھارے یہ گندے خیالات دماغ سے نکل جائیں مجبوراً وہ بھی ساتھ ہو لئے راستے میں ایک حلوائی کی دوکان پر گرم گرم امرتیاں بن رہی تھیں دیکھ کر کہا اچھا امرتیاں کھلاؤ تو چلوں ان حضرات نے کہا واپسی میں کھلائیں گے — یہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ

تھوڑی دیر میں ایک شخص مُرید ہونے کی غرض سے آیا اور ایک ٹوکری میں گرم گرم امرتیاں لاکر رکھ دیں فاتحہ کے بعد سب میں تقسیم ہوئیں اس دربار کا قاعدہ تھا کہ ہر حصہ داڑھی والے کو ڈبل اور بغیر داڑھی والے کو ایک ایک ملتا اس لئے ان صاحب کو بھی ایک ملی اعلیٰحضرت نے بانٹنے والے سے فرمایا ان کو دو دیدیجئے اس نے عرض کیا حضور! یہ تو بچے ہیں ابھی داڑھی بھی نہیں نکلی آپ مسکرائے اور ارشاد فرمایا کہ ان کا دل چاہ رہا ہے ایک اور دے دیجئے آپ کی یہ کرامت اپنی آنکھوں سے دیکھ کر وہ صاحب اپنے پہلے خیالات سے تائب ہوکر آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوگئے؎

جس پر نظر اٹھائی وہ ہوگیا دیوانہ

اخلاق و عادات

آپ کی زندگی کے لیل ونہار ۔ خُلق وعادت اور سیرت وصورت " اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ " کی مکمل آئینہ دار تھی آپ کسی سے محبت فرماتے تو اس میں رضائے الٰہی کا جذبہ شامل ہوتا ـــــ اور اگر کسی کی مخالفت فرماتے تو اس مبارک تخیل کے ماتحت کہ رب تبارک وتعالیٰ نے اس کا امر فرمایا ہے نہ اظہار حق میں باک نہ ابطال باطل کا خوف ۔ اور یہی خدا کے برگزیدہ بندوں کی پہچان ہے کہ ان سے رحم و مروت پیار و محبت اور غیض وغضب ، مخالفت و دشمنی کا جو فعل بھی سرزد ہوتا ہے وہ اللہ کی خوشنودی کے احساس سے معمور ہوتا ہے ـــــــــــ

● —— ایک دن ایک نو عمر کمسن صاحبزادے نہایت بے تکلفی سے حاضر ہوئے عرض کی کہ میری بوا (والدہ) نے آپ کی دعوت کی ہے اور کل صبح کو بلایا ہے حضور نے ان سے دریافت فرمایا کہ مجھے دعوت میں کیا کھلاؤ گے۔ صاحبزادے نے فوراً اپنے کرتے کا دامن پھیلا دیا جس میں ماش کی دال اور دو مرچیں پڑی ہوئی تھیں کہنے لگے دیکھئے نا یہ دال لایا ہوں۔ حضور نے ان کے سر پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا اچھا میں اور یہ (حاجی کفایت اللہ صاحب) کل دس بجے دن میں آئیں گے اور حاجی صاحب سے فرمایا مکان کا پتہ دریافت کر لیجئے —— دوسرے روز وقت معین پر حاجی صاحب کو ساتھ لے کر ملوکپور کی طرف روانہ ہوئے جب مکان پر پہنچے تو انھیں صاحبزادے کو دروازے پر منتظر پایا حضور کو دیکھتے ہی بھاگتے ہوئے یہ کہتے ہوئے "ارے مولوی صاحب آگئے" وہ مکان کے اندر چلے گئے۔ حضور انتظار فرمانے لگے کچھ دیر بعد ایک بوسیدہ چٹائی آئی اور ڈلیا میں موٹی موٹی باجرہ کی روٹیاں اور مٹی کی رکابی میں وہی ماش کی دال جس میں مرچوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے لا کر رکھ دی اور کہنے لگے "لو کھاؤ" حضور نے فرمایا "بہت اچھا کھاتا ہوں ہاتھ دھونے کے لئے پانی لے آیئے۔ ادھر جب وہ صاحبزادے پانی لانے گئے تو حاجی صاحب نے عرض کیا کہ "حضور! یہ مکان نقارچی کا ہے" آپ اس سے کبیدہ خاطر ہوئے اور طنزاً فرمایا "ابھی کیوں کہا کھانا کھانے کے بعد کہا ہوتا" —— اتنے میں وہ صاحبزادے پانی لے کر آگئے حضور نے سوال فرمایا آپ کے والد صاحب کہاں ہیں اور کیا کام کرتے ہیں۔ دروازے کے پردے

میں سے ان صاحبزادے کی والدہ نے عرض کیا حضور! میرے شوہر کا انتقال ہو گیا وہ کسی زمانے میں نوبت بجاتے تھے مگر بعد میں توبہ کرلی تھی اب صرف یہ لڑکا ہے جو راج مزدوروں کے ساتھ مزدوری کرتا ہے۔ حضور نے الحمد للہ کہا خیر و برکت کی دعا فرمائی —— پھر حاجی صاحب نے حضور کے ہاتھ دھلوائے اور خود بھی ہاتھ دھو کر کھانے لگے مگر حاجی صاحب دل ہی دل میں حیران ہو رہے تھے کہ حضور کھانے میں اس قدر محتاط ہیں کہ غذا میں سوجی کا بسکٹ استعمال فرماتے ہیں یہ روٹی اور وہ بھی باجرے کی اور اس پر ماش کی دال کس طرح تناول فرمائیں گے —— مگر اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق کریمانہ کے نثار کہ آپ نے محض میزبان کی دلداری و خوشی کے لئے خوب سیر ہو کر کھایا —— حاجی صاحب فرماتے تھے کہ جب تک میں کھاتا رہا حضور بھی برابر تناول فرماتے رہے —— واپسی پر حاجی صاحب سے فرمایا "ایسی خلوص کی دعوت ہو تو میں روز قبول کر لوں"۔

● —— ایک صاحب اعلیٰحضرت کو دعوت دے کر چلے گئے دوسرے دن گاڑی آئی آپ نے مولنا ظفر الدین صاحب بہاری سے ارشاد فرمایا "مولینا آپ بھی چلیں" مکان پر پہنچے تو دیکھا کہ میزبان منتظر ہیں ان کو چارپائی پر بٹھایا اور ہاتھ دھلانے کے بعد ایک ڈلیہ میں چند روٹیاں اور قیمہ جو غالباً بقر کے گوشت کا تھا مہمانوں کے سامنے رکھ گئے —— مولینا کو الجھن ہوئی کہ حضور بقر کا گوشت تناول نہیں فرماتے اگر شوربے دار ہوتا تو کسی طرح کام چل جاتا اُن کی دلی تشویش آپ پر ظاہر و منکشف ہو گئی فرمانے لگے حدیث شریف

میں ہے " بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ " اس کو پڑھ کر مسلمان جو کچھ کھائے اس کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ مولینا بھی سمجھ گئے کہ حضور نے میرے شُبہ کا جواب ارشاد فرمایا ہے ــــــ میزبان صاحب مولینا کے ملاقاتی تھے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد جب ہاتھ دُھلانے آئے تو ان سے کہا اس غربت میں اعلیٰحضرت کے دعوت کی ضرورت ہی کیا تھی جواب دیا کہ اسی وجہ سے تو آپ کی دعوت کی ہے تا کہ اعلیٰحضرت کے مبارک قدم سے میرے گھر میں خوشحالی ہو اور دین و دُنیا کی برکتیں حاصل ہوں۔

● مولوی محمد حسین صاحب موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ حضور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اعتکاف میں تھے بعد افطار ایک روز پان نہیں آیا آپ چونکہ پان کے بیحد عادی تھے طبع عالی میں ناگواری پیدا ہوئی مغرب سے تقریباً دو گھنٹہ بعد گھر کا ملازم بچہ پان لے کر حاضر ہوا حضرت نے اس کو ایک چپت مار کر فرمایا کہ اتنی دیر میں لایا ــــــ سحر کے وقت سحری کھا کر مسجد کے باہر دروازے پر تشریف لائے اس وقت رحیم اللہ خاں ملازم اور میں صرف دو شخص مسجد کے اندر تھے فرمایا آپ صاحبان میرے کام میں خلل نہ ڈالیں میں نے گھبرا کر عرض کیا حضور ہم تو خُدام ہیں مُخل ہونا کیا معنی ــــــ اس کے بعد اس بچے کو بُلوایا جو شام کو پان دیر میں لایا تھا اور فرمایا کہ شام کو میں نے غلطی کی جو تمھارے چپت ماری دیر سے بھیجنے والے کا قصور تھا تم اس میں بالکل بے قصور تھے اس لئے تم میرے سر پر چپت مار کر بدلہ لے لو اور ٹوپی اُتار کر اصرار فرمانے لگے ہم دونوں

بہت پریشان و مضطرب ہوئے اور وہ بچہ بھی گھبرا کر کانپنے لگا اس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا حضور! میں نے معاف کیا۔ فرمایا تم نابالغ ہو تمھیں معاف کرنے کا حق نہیں بدلے لو مگر وہ تیار نہ ہوا پھر اپنا بکس منگوایا اور اس میں سے مٹھی بھر پیسے نکال کر اس کو دکھایا، اور فرمایا میں تم کو یہ دوں گا تم بدلہ لو مگر وہ بیچارہ یہی کہتا رہا حضور میں نے معاف کیا۔ آخر کار اعلیحضرت نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر مبارک پر اس کے ہاتھ چپتیں لگائیں بعد ازاں اس کو پیسے دے کر رخصت کیا۔

کرم و سخاوت

● جناب ذکاء اللہ خاں صاحب کا بیان ہے کہ سردی کے موسم میں بعد مغرب اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب معمول پھاٹک میں تشریف لا کر سب لوگوں کو رخصت فرما رہے تھے خادم کی جانب دیکھ کر فرمایا آپ کے پاس رضائی نہیں ہے۔ میں نے خاموشی اختیار کی آپ نے سمجھ لیا اور خاص اپنی رضائی جو اس وقت آپ کے استعمال میں تھی مجھے عطا فرما دی خادم نے بصد ادب قدم بوسی کی اور حضرت کے حکم عالی کی تعمیل میں وہ رضائی اوڑھلی۔

● ایک مرتبہ ایک ضرورت مند حاضر خدمت ہوئے حضور نے ان سے فرمایا اس وقت میرے پاس صرف ساڑھے تین آنے پیسے ہیں اور وہ بھی خطوط کے جوابات کے لئے رکھے ہوئے ہیں لیکن اگر آپ فرمائیں تو حاضر کر دیئے جائیں حالانکہ آج ڈاک سے ڈھائی سو روپے آئے تھے اور وہ سب تقسیم کر دیئے گئے

اگر اس وقت آپ بھی موجود ہوتے تو آپ کو بھی مل جاتا ان صاحب نے آبدیدہ ہوکر نظر نیچی کرلی اس پر حضور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ ساڑھے تین آنے پیسے ان کو عطا فرما دیئے۔

● ایک روز ایک سید صاحب نے تشریف لاکر زنان خانہ کے دروازے کے قریب سے آواز دی "دلواؤ سید کو"۔ اعلیٰحضرت قبلہ علیہ الرحمہ نے اپنی آمدنی سے اخراجات دینیہ کے لئے دوسو روپے مقرر فرمایا تھا اس ماہ کی مقررہ رقم اسی دن حضرت منجھلے میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاضر کئے تھے اعلیٰحضرت نے سید صاحب کی آواز سنتے ہی بکس کا وہ حصہ جس میں یہ رقم تھی لے کر سید صاحب کے پاس آئے اور ان کی خدمت میں پیش کرکے فرمایا "حضور یہ حاضر ہیں" سید صاحب اس رقم کو دیر تک دیکھتے رہے اس کے بعد ایک چونی اٹھا کر فرمایا "بس آپ لے جائیے" اسی دم حضور نے اپنے خادم سے فرمایا جب سید صاحب کو دیکھو ان کو ایک چونی نذر کردیا کرو ان کو سوال کرنے کی ضرورت نہ پڑے —— وہ سید صاحب بھی واقعی سید تھے اور ضرورت پیش آنے پر اس کے مطابق سوال کرتے تھے ورنہ اگر وہ چاہتے تو دس بیس روپے کے نوٹ اٹھا لیتے اور حضور کو کسی قسم کا ذرا بھی انقباض نہ ہوتا بلکہ آپ کو خوشی ہوتی۔

● سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ بارش کے موسم میں رات کے وقت سید محمود جان صاحب قادری نوری علیہ الرحمہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا حضور! جو میں انجموں عطا فرمائیں۔ اعلیٰحضرت نے ان کو جواب

مرحمت فرمایا "میرے امکان میں ہے تو ضرور حاضر کردوں گا" انھوں نے دوبارہ عرض کیا کہ "حضور کے امکان میں ہے" فرمایا تو مجھے کوئی عذر نہیں ہے فرمایا "کیا درکار ہے؟" سیّد صاحب نے عرض کیا "صرف ۲۲ گز کپڑا کفن کے لئے چاہتا ہوں" دوسرے دن بازار کھلتے ہی اعلیٰحضرت نے ۲۲ گز کپڑا منگوا کر سید صاحب کو نذر کردیا ع

برکریما کارہا دشوار نیست

● انھیں کا بیان ہے کہ جب آپ جبلپور تشریف لے گئے تو حضرت عمدۃ الاسلام جناب مولٰنا مولوی عبدالسلام صاحب علیہ الرحمہ نے ایک ہزار روپے سفید چینی کی بڑی قاب میں بھر کر حضور کی خدمت میں نذر پیش کیا اس کو قبول فرماتے ہوئے فرمایا یہی کم تھا جو آپ نے اس قت تک صرف کیا اس کے بعد حاجی کفایت اللہ صاحب سے فرمایا "اسے رکھ لو اور میرے وظیفہ کی صندوقچی اٹھالاؤ" حاجی صاحب نے وہ صندوقچی حاضر کی جس کی لمبائی کا اندازہ ایک فٹ ہے، اور اس میں سوائے وظیفہ کے کوئی دوسری چیز نہیں رہتی تھی اور نہ اس میں دوسری چیز کی گنجائش ہی تھی حضور اس کو کھولتے ہیں مگر اس کا ڈھکن بالکل نہیں اٹھاتے بلکہ تھوڑا سا اٹھا کر الٹے ہاتھ سے جھکائے رہتے ہیں اور سیدھا ہاتھ اس میں بار بار ڈال کر روپیہ نکالتے ہیں اور فرداً فرداً مولٰنا کے ملازمین، خدام و رضا کاران وغیرہم پر نہایت کشادہ دلی سے تقسیم فرماتے رہے حیرت ہوتی تھی اس منظر سے کہ اس قدر روپے اس چھوٹی سی صندوقچی میں کہاں سے آگئے اور یہی نہیں بلکہ مولٰنا

عبدالسلام صاحب کی بہو یعنی برہان میاں صاحب کی اہلیہ کو اور ان کی بچیوں کو طلائی زیورات اور سب سے چھوٹے بچے کے لئے سلا ہوا کرتہ ٹوپی بھی اسی صندوقچی سے نکال کر عطا فرمایا حالانکہ دوران سفر میں اکثر و بیشتر دیکھا گیا تھا کہ اس میں علاوہ وظیفہ کی کتاب کے اور کوئی دوسری چیز نہیں تھی۔ بے شک سع

" اولیا را ہست قدرت از الٰہ "

اللہ والوں کی زندگی میں اکثر ایسے واقعات پیدا ہوتے ہیں کہ دیکھنے والوں کی عقلیں حیران رہ جاتی ہیں مگر اس میں زیادہ حیرت و استعجاب کی بات نہیں کیونکہ جو بندہ صحیح معنی میں اللہ کا ہوجائے تو پھر ساری خدائی اس کے زیرنگیں ہوتی ہے ـــــ اگر وہ چاہے تو ایک اشارہ میں ذرہ کو آفتاب اور مٹی کو اکسیر بنا دے جس پر بہت سے اولیاء کرام کے حالات و واقعات شاہد ہیں۔

عبادت

آپ کا کوئی وقت بیکار نہیں گزرتا تھا ـــــ آپ کی زیارت کرنے والوں کا بیان ہے کہ حضور سیدی اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی پاک کے بیشتر لمحات تصنیف و تالیف کتب میں بسر کئے اس وجہ سے آپ زنانہ مکان میں تشریف رکھتے تھے کہ عوام کی باتوں میں کام نہ ہوگا صرف نماز پنجگانہ کے لئے باہر تشریف لاتے تاکہ مسجد میں باجماعت نماز ادا کریں یا کبھی کبھی کسی مہمان سے ملنے کے لئے باہر تشریف لائے البتہ بعد نماز عصر باہری پھاٹک میں تشریف رکھتے ـــــ حضور نے تمام عمر جماعت سے نماز ادا کی اور گرم مزاج رکھنے کے

باوجود انتہائی گرمی کے موسم میں بھی ہمیشہ دستار اور انگرکھے کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے خاص کر فرض نماز تو کبھی بھی صرف ٹوپی اور کرتہ پہن کر ادا نہیں کی ۔ آپ جس قدر احتیاط سے نماز پڑھتے تھے آج کل اس کی مثال دیکھنے میں نہیں آتی ــــ ایک دن نماز عصر پڑھا کر تشریف لے گئے مولوی محمد حسین صاحب فخری نظامی چشتی میرٹھی بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد ہی میں رہا کہ ایک صاحب مجھ سے کہتے ہیں کہ حضرت نماز پڑھ رہے ہیں مجھے اس بات پر یقین نہیں آیا کہ حضور ابھی ابھی نماز عصر سے فارغ ہو کر تشریف لے گئے ہیں اور بعد عصر نوافل وغیرہ بھی نہیں اور اگر نماز کسی وجہ سے نہیں ہوئی تھی تو حضرت کا ایسا حافظہ نہیں کہ بھول جاتے میں نے دیکھا تو در اصل آپ نماز میں تھے مجھے بیحد حیرت ہوئی سلام پھیرنے پر عرض کیا ارشاد فرمایا کہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد سانس کی حرکت سے میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا تھا چونکہ نماز تشہد پر ختم ہو جاتی ہے اس وجہ سے میں نے آپ سے نہیں کہا اور گھر جا کر بند درست کرا کے اپنی نماز دوبارہ ادا کر لی ہے ۔

● ایک بار آپ کی آنکھیں دُکھنے آگئی تھیں اس حال میں مسجد کی حاضری کے وقت متعدد بار ایسا ہوتا کہ کبھی نماز سے قبل اور کبھی نماز کے بعد کسی شخص کو اپنے قریب بُلا کر فرماتے دیکھئے تو آنکھ کے حلقہ سے باہر پانی تو نہیں آیا ہے ورنہ وضو کر کے نماز دہرانی پڑے گی ۔

مسجد کا احترام

ایک مرتبہ آپ اپنی مسجد میں اعتکاف کے لئے مقیم تھے سردی کا موسم رات کا وقت اس پر دیر سے سخت بارش ہو رہی تھی حضور کو نماز عشا کے لئے وضو کی فکر ہوئی کہ بارش میں کس جگہ بیٹھ کر وضو کیا جائے بالآخر مسجد کے اندر لحاف گدے کی چار تہ کر کے اسی پر وضو کیا لیکن ایک قطرہ مسجد کی فرش پر نہ گرنے دیا اور پوری رات اس انتہائی سردی اور بارش کے طوفان میں اذیت بیداری کی حالت میں ٹھٹھر ٹھٹھر کر گزار دی -

برسات کا زمانہ تھا رات کو ہوا کے تیز جھونکے سے تیل کا چراغ بار بار بجھ جاتا تھا جس کے روشن کرنے میں بارش کی وجہ سے سخت تکلیف ہوتی جس کا سبب یہ بھی تھا کہ خارج مسجد دیا سلائی جلانے کا حکم تھا کیونکہ اس کے جلانے میں گندھک کی بو نکلتی تھی ــــ اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے حاجی کفایت اللہ صاحب نے یہ ترکیب کی تھی کہ ایک لالٹین میں معمولی چار شیشے لگوا کر کپی میں رنڈی کا تیل ڈالا اور اس کو روشن کر کے حضور کے ساتھ ساتھ لا کر مسجد کے اندر رکھ دی حضور کی نگاہ اس پر پڑی تو فرمایا "حاجی صاحب! آپ نے یہ مسئلہ بارہا سنا ہوگا کہ مسجد کے اندر بدبودار تیل نہیں جلانا چاہیے" انھوں نے عرض کیا حضور اس میں انڈی کا تیل ہے فرمایا" راہ گیر دیکھ کر کیا سمجھیں گے کہ اس میں انڈی کا تیل جل رہا ہے" حاجی صاحب نے اسی دم اس لالٹین کو بجھا کر مسجد کے باہر کر دیا -

خدمتِ دین

جناب مولوی محمد حسین صاحب فخری نظامی چشتی میرٹھی کا بیان ہے کہ وہ ایک بار بریلی شریف حاضر ہوئے وہاں معلوم ہوا کہ حضور کی طبیعت ناساز ہے ڈاکٹروں نے کسی سے ملنے اور بات کرنے سے منع کر دیا ہے اسی سبب سے شہر سے باہر ایک کوٹھی میں اقامت گزیں ہیں اور آپ کے پاس عام لوگوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے مگر چونکہ ان سے لوگ واقف تھے اس لئے ان کو پتہ بتا دیا گیا جب وہ وہاں پہنچے تو دیکھا کوٹھی کا دروازہ بند ہے دستک دینے پر ایک صاحب اندر سے آئے اور ان کا نام پوچھ کر اندر اطلاع کرنے کے لئے واپس گئے جب ان کو اجازت ملی تو آ کر دروازہ کھولا انھوں نے دیکھا کہ بڑا مکان ہے اور صرف دو ایک آدمی ہیں نماز مغرب سے فارغ ہو کر حضرت اپنے پلنگ پر تشریف فرما ہوئے اور لوگ کرسیوں پہ بیٹھے اس کے بعد چار صاحب پہنچے مفتی اعظم حضرت مولینا محمد مصطفٰے رضا خاں صاحب مدظلہ العالی صدر الشریعۃ حضرت مولینا امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ جناب مولنٰا حشمت علی صاحب بریلوی (علیہ الرحمہ) اور ایک اور کوئی صاحب حضرت کے پلنگ کے پاس کرسیوں پر بیٹھ گئے اعلیٰحضرت نے خطوط کی ایک گڈی مولینا امجد علی صاحب کو دے کر فرمایا آج تینتیس خطوط آئے تھے ایک میں نے کھول لیا ہے اور باقی ۲۹ گن لیجئے انھوں نے تعمیل ارشاد عالی کر کے ایک لفافہ کھولا جس میں کئی ورق پر چند سوالات تھے وہ سب سنائے حضرت نے پہلے سوال کے جواب میں ایک جملہ فرمایا وہ اسے لکھنے لگے

اس کے بعد عرض کی حضور حضرت نے اس کے آگے کا جملہ فرمادیا وہ لکھ کر پھر حضور کہنے وہ سلسلہ وار اس کے آگے کا جملہ فرمادیا کرتے اور دوسرے صاحب نے حضور کہنے کے درمیان اپنا خط سنانا شروع کیا جب یہ حضور کہتے ہی وہ رک جاتے تو وہ اپنا خط سنانے لگتے اسی طرح انھوں نے پورا خط سنادیا اور ان کو بھی ان کے پہلے سوال کے متعلق جو فقرہ بتانا تھا وہ ارشاد فرمادیا اب دونوں صاحب اپنا اپنا جملہ پورا کرنے کے بعد حضور کہتے اور جواب ملنے پر اس کو لکھنا شروع کر دیتے ان دونوں صاحبان کے حضور کہنے کے درمیان کا جس قدر وقت بچتا اس میں تیسرے صاحب نے اپنا خط سنانا شروع کیا اور اسی طرح جواب لکھنا شروع کیا یہ حال دیکھ کر مجھے حقیقتاً پسینہ آگیا اور ایک صاحب نے اسی حالت میں کچھ مسائل دریافت کئے جنھیں سُن کر مجھے بہت ملال ہوا اور ساتھ ہی غصہ بھی آیا کہ اس شخص کو ایسی حالت میں سوال کرنے کا کوئی موقع نہیں مگر حضور نے اس کے باوجود ذرہ برابر ملال نہیں فرمایا اور نہایت اطمینان سے ان کو بھی جواب دیا اسی طرح وہ ۷۹ خطوط سنا کر پورے کئے گئے۔

● وہی بیان کرتے ہیں کہ حضور کا "مارانجبن" ہوا جس میں ۲۰ مُسہل ہوتے ہیں مگر کام کا سلسلہ بدستور جاری رہا عزیزوں نے آپ کو کام کرنے سے منع کیا مگر آپ نے مطلقاً پروا نہ کی طبیب سے کہا گیا کہ حضرت مسہل کے دن بھی برابر لکھتے ہیں جس سے آنکھوں کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے طبیب صاحب نے بہت سمجھایا تو ان کو جواب دیا " اچھا مُسہل کے دن میں خود نہیں

لکھوں گا دوسروں سے لکھوا دیا کروں گا۔"

ذہانت

ملک العلما حضرت مولینا ظفرالدین صاحب بہاری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ حضور اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار پیلی بھیت تشریف لے گئے اور حضرت مولینا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی علیہ الرحمہ کے مہمان ہوئے ان سے گفتگو کرنے کے درمیان "عُقُودُالدّریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ" کا تذکرہ آیا حضرت محدث سورتی صاحب نے فرمایا کہ وہ کتاب میرے کتب خانے میں موجود ہے حضور نے اس کے جواب میں فرمایا میں نے اس کو نہیں دیکھا ہے واپسی میں میرے ہمراہ کر دیجئے گا حضرت محدث سورتی صاحب نے بخوشی قبول کیا اور کتاب حاضر کر دی اور فرمایا ملاحظہ فرمالیں تو بھیج دیجئے گا اس لئے کہ آپ کے یہاں تو بہت کتابیں ہیں لیکن میرے پاس گنتی کی چند کتابیں ہوں گی جن سے فتویٰ دیا کرتا ہوں۔ حضور اعلیحضرت نے فرمایا "اچھا" ـــــ حضرت کی اسی دن واپسی تھی مگر آپ کے ایک جاں نثار نے آپ کی دعوت لے لی جس کے باعث قیام کرنا پڑا ـــــ رات کے وقت آپ نے "عُقود الدّریہ" جو دو جلدوں میں کافی ضخیم تھی شروع سے آخر تک ملاحظہ فرمالیا دوسرے روز بعد نماز ظہر بریلی شریف روانگی کا ارادہ فرمایا جس وقت آپ کا سامان باندھا جا رہا تھا وہ کتاب اسباب سے الگ کر دی اور فرمایا کہ اس کو محدث صاحب کو دے آؤ۔

مجھے حیرت ہوئی کہ حضرت اس کتاب کو ساتھ لے جانے کا ارادہ رکھتے تھے واپس کیوں فرما رہے ہیں لیکن مجھے کچھ بولنے کی ہمت نہ ہوئی — ارشاد عالی کے مطابق میں وہ کتاب محدث صاحب کے پاس لے کر حاضر ہوا جب کہ محدث صاحب اعلیٰحضرت سے ملنے اور اسٹیشن تک آپ کے ہمراہ جانے کے لئے زنانہ مکان سے باہر تشریف لا رہے تھے میں نے ان سے اعلیٰحضرت کا ارشاد فرمایا ہوا جملہ عرض کیا اور اس کتاب کو لئے ہوئے محدث صاحب کے ساتھ واپس ہوا حضرت محدث صاحب نے فرمایا کہ میرے اس کہنے کا کہ "جب ملاحظہ فرمالیں بھیج دیجئے گا" آپ کو ملال ہوا اس لئے اس کتاب کو واپس کر دیا آپ نے فرمایا کہ اس کو بریلی شریف ہمراہ لے جانے کا قصد تھا اور کل ہی جاتا تو کتاب کو ساتھ لے جاتا لیکن جب کل جانا نہ ہوا تو رات میں اور صبح کے وقت پوری کتاب دیکھ ڈالی ہے اب لے جانے کی ضرورت نہیں رہی حضرت محدث سورتی صاحب نے فرمایا ایک بار دیکھ لینا کافی ہو گیا — آپ نے اس کے جواب میں فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُمید ہے کہ دو تین مہینے تک تو جہاں کی عبارت کی ضرورت ہوگی فتویٰ لکھ دوں گا اور مضمون تو ان شاء اللہ تعالیٰ عمر بھر کے لئے محفوظ ہو گیا۔

مسلمانوں سے محبت
اور
دشمنانِ اسلام سے عداوت

حضور اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ' ایک کامل عارف باللہ ہونے کے ساتھ ساتھ شریعت کے عظیم المرتبت امام و پیشوا تھے اسی لئے آپ کی زندگی پاک کا ہر ہر لمحہ کتاب و سنت کے اتباع میں گزرتا تھا۔ آپ اہلِ اسلام کو نہایت محبت سے دیکھتے تھے اور دین حق سے فرمانِ خداوندی و ارشادِ رسالت پناہی کے مطابق نفرت و گریز رکھتے تھے مگر اس کے باوصف آپ دشمنوں کے ساتھ تندخوئی و سخت کلامی کے ساتھ پیش نہ آتے ـــــ انداز گفتگو میں اس قدر شیرینی و جاذبیت تھی کہ اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کے گرویدہ بن جاتے تھے اور یہ صفت آپ کی ذاتِ گرامی میں اس لئے ممتاز نظر آتی تھی کہ آپ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحیح نائب اور سچے وارث تھے۔ ایک حدیث شریف میں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب دین کا معاملہ آجائے کوئی خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہے ان کی شان میں ہلکی سی بھی گستاخی کرے تو پھر خاموش نہ بیٹھے ہاتھ سے جہاد کرے، قلم سے رد کرے، زبان سے تذلیل کرے اور دل سے برا جانے خواہ وہ اپنا عزیز سے عزیز تر ہی کیوں نہ ہو اس پر اعلیٰحضرت

رضی اللہ عنہ نے بکمال وخوبی عمل کر کے علماء اسلام اور عام مسلمانوں کے لئے درس عبرت چھوڑ دیا۔

دین کے دشمنوں بے دینوں اور گمراہ انسانوں نے بُری بُری گالیاں لفافوں میں رجسٹری کر کے آپ کے پاس روانہ کیں —— اخبارات کے کالم کے کالم آپ کی بُرائی میں سیاہ کئے گئے۔ آپ کے خلاف افتراو بہتان سے بھری ہوئی کتابیں شائع ہوئیں مگر آپ نے صبر و تحمل سے کام لیا اور اپنی کتابوں میں کہیں بھی تحریر نہیں فرمایا کہ مجھے فلاں نے یہ الزام دیا حالانکہ میں ایسا نہیں ہوں۔

ایک روز گالیوں سے لبریز ایک خط موصول ہوا جس کو حضرت ملک العلماء مولینا ظفر الدین صاحب بہاری مدظلہٗ نے چند سطریں پڑھ کر الگ رکھ دیا اور حضور سے عرض کیا کہ کسی وہابی نے اپنی شرافت کا ثبوت دیا ہے۔ ایک نئے مرید صاحب نے اس خط کو لے کر پڑھنا شروع کیا اتفاق سے خط بھیجنے والا انھیں کے اطراف کے تھے ان کو اور بھی صدمہ پہنچا اس وقت تو وہ خاموش ہی رہے لیکن جب حضور بعد نماز مغرب دولتکدہ کی طرف تشریف لے جانے لگے تو حضرت سے عرض کیا کہ وہ خط جسے مولینا ظفرالدین صاحب نے کچھ پڑھ کر علیحدہ رکھ دیا تھا اس میں جس کمینہ نے اپنی کمینہ پن ظاہر کی ہے اور آپ کے پاس گالیاں لکھ کر بھیجی ہیں میری رائے ہے کہ ان پر مقدمہ کیا جائے تاکہ دوسروں کو بھی عبرت ہو اور آیندہ کسی کو اس قسم کی جرأت نہ ہو آپ نے فرمایا تشریف رکھئے اس کے بعد اندر تشریف لے گئے اور

دس پندرہ خطوط لئے ہوئے باہر آئے اور فرمایا ان کو پڑھئے ہم لوگ حیرانی میں پڑ گئے کہ یہ کیسے خطوط ہیں خیال ہوا کہ شاید ان میں بھی گالیاں لکھی ہوئی ہیں جن کو اس لئے پڑھوانا چاہتے ہیں کہ یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ یہ سلسلہ زمانے سے جاری ہے ــــ مگر جب ان صاحب نے خطوط پڑھنے شروع کئے تو ان کا چہرہ خوشی و مسرت سے چمکنے لگا جب وہ تمام خطوط پڑھ چکے تو حضور نے ان سے فرمایا پہلے ان تعریف کرنے والوں بلکہ تعریف کا پُل باندھنے والوں کو انعام و اکرام جاگیر و عطیات سے مالامال کر دیجئے پھر گالی دینے والوں کو سزا دلوانے کی فکر کیجئے گا انھوں نے اپنی مجبوری و معذوری ظاہر کی اور کہا جی تو یہی چاہتا ہے کہ ان سب کو اس قدر انعام و اکرام دیا جائے کہ وہ نہ صرف ان کو بلکہ ان کے پُشتہا پُشت کے لئے کافی ہو مگر میری وسعت سے باہر ہے۔ فرمایا جب آپ مخلص کو نفع نہیں پہنچا سکے تو مخالف کو نقصان بھی نہ پہنچائیے ــــ سبحان اللہ کس قدر پاکیزہ زندگی تھی آپ کی کہ اس کے ہر ہر شعبہ میں اطاعت حق، پاس شریعت، حسن کردار اخلاق عظیمہ کی جھلکیاں موجود ہیں آپ کی یہ رباعی آپ کے مقدس احساس و تخیل کو پوری طرح نمایاں کر رہی ہے ؎

نہ مرا نوش نہ تحسیں نہ مرا نیش زطعن ۔۔۔ نہ مرا گوش بمدحے نہ مرا ہوش ذمی

منم و کنج خمولی کہ نہ گنجد در وے ۔۔۔ جز من و چند کتابی و دوات و قلمی

طرزِ زندگی

غذا آپ کی غذا نہایت ہی قلیل تھی ایک پیالی بکری کے گوشت کا شوربا بغیر مرچ کے اور ایک یا ڈیڑھ بسکٹ اور وہ بھی روز روز نہیں بلکہ بسا اوقات اس میں بھی ناغہ ہو جاتا تھا۔

● مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی بیان کرتے ہیں کہ ایک سال میں نے بریلی شریف میں رمضان شریف کی ۲۰ تاریخ سے اعتکاف کیا حضور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسجد میں آتے تو فرماتے جی بہت چاہتا ہے کہ میں بھی اعتکاف کروں مگر فرصت نہیں ملتی آخر ۲۶ ماہ مبارک کو فرمایا کہ آج سے میں بھی معتکف ہو جاؤں ——— آپ افطار کے بعد صرف پان کھا لیتے اور سحر کے وقت ایک چھوٹے سے پیالے میں فیرینی اور ایک پیالے میں چٹنی آیا کرتی تھی ایک دن میں نے عرض کیا کہ حضور فیرینی اور چٹنی کا کیا جوڑ فرمایا نمک سے کھانا شروع کرنا اور نمک ہی پر ختم کرنا سنت ہے۔

سونے کا نظام آپ کے خادم کا بیان ہے کہ حضور اعلیٰحضرت ۲۴ گھنٹہ میں صرف ڈیڑھ دو گھنٹہ آرام فرماتے تھے اور جب آرام فرماتے تو داہنی کروٹ اس طرح پر کہ دونوں ہاتھ ملا کر سر کے نیچے رکھ لیتے اور پائے مبارک سمیٹ لیتے کبھی کبھی خدام ہاتھ پاؤں دابنے بیٹھ جاتے اور عرض کرتے حضور دن بھر کام کرتے کرتے تھک گئے ہوں گے ذرا پائے مبارک دراز فرمالیں تو ہم درد نکال دیں اس کے جواب میں فرماتے کہ پاؤں تو

قبر کے اندر پھیلیں گے۔ ایک عرصہ تک آپ کے اس ہیئت پر آرام فرمانے کا مقصد نہیں معلوم ہوا اور نہ آپ سے پوچھنے کی کوئی ہمت ہی کر سکا لیکن پھر حضرت حجۃ الاسلام مولینا حامد رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے بتا دیا جس کی وضاحت ذیل کے چند اشعار سے بحسن وخوبی ہو رہی ہے ۔

چاند سے ان کے چہرے پر گیسوئے مشک فام دو
دن ہے کھلا ہوا مگر وقت سحر ہے شام دو

ہاتھ کو کان پر رکھو پا بادب سمیٹ لو
دال ہو ایک "ح" ہو ایک آخر حرف لام دو

وسط مُسبحہ پہ سر رکھیے انگوٹھے کا اگر
نام اللہ سے کھا ہُ اور الف ہے لام دو

نام خدا ہے ہاتھ میں نام نبی ہے ذات میں
مہر غلامی ہے پڑی لکھے ہوئے ہیں نام دو

نام حبیب کی ادا جاگتے سوتے ہو ادا
نام محمدی بنے جسم کو یہ نظام دو

یعنی دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھنے اور پاؤں سمیٹ کر سونے سے سر میم، کہنیاں ح کمر میم اور پاؤں دال گویا نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا نقشہ بن جاتا ہے۔

اس طرح سونے سے فائدہ یہ ہے کہ ستر ہزار فرشتے رات بھر اس نام مبارک کے گرد درود شریف پڑھتے ہیں اور وہ اس طرح سونے والے کے

نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

اسلامی مساوات جناب سید ایوب علی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ایک صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور اعلیٰحضرت بھی کبھی ان کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضور ان کے مکان پر رونق افروز تھے کہ ان کے محلہ کا ایک بیچارہ غریب مسلمان ٹوٹی ہوئی پرانی چارپائی پر بیٹھنے ہی جا رہا تھا کہ صاحب خانہ نے نہایت تلخ تیوروں سے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ ندامت سے سر جھکائے اٹھ کر چلا گیا حضور کو صاحب خانہ کی اس مغرورانہ روش سے سخت تکلیف ہوئی لیکن کچھ فرمایا نہیں کچھ دنوں کے بعد وہ حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضور نے ان کو اپنی چارپائی پر بٹھایا وہ بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں کریم بخش حجام حضور کا خط بنانے کے لئے آیا وہ اس فکر میں تھے کہ کہاں بیٹھوں حضور نے فرمایا کہ بھائی کریم بخش کھڑے ہو مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ان صاحب کے برابر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا وہ بیٹھ گئے پھر تو ان صاحب کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے سانپ پھنکارے مارتا ہے اور فوراً اٹھ کر چلے گئے اس کے بعد کبھی نہ آئے جب عرصہ گزر گیا تو حضور نے استفسار فرمایا اب فلاں صاحب تشریف نہیں لاتے ہیں —— پھر خود ہی فرمایا میں ایسے متکبر و مغرور شخص سے ملنا نہیں چاہتا۔

نشست آپ ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے زانو پر رکھ کر بیٹھنے کو ناپسند فرماتے —— چونکہ آپ کی کمر میں ہمیشہ درد رہا کرتا تھا

اس لئے گاؤ تکیہ سے ٹیک لگاتے تھے اس سے پہلے صحت کی حالت میں
اس کا استعمال کبھی نہ فرمایا کتب بینی یا لکھتے وقت پاؤں مبارک ہمیٹ کر
دو زانو اُٹھائے رہتے ورنہ سیدھا زانوئے مبارک اکثر اُٹھا رہتا اور دوسرا
بچھا رہتا اور کبھی بایاں زانو ضرور تا اُٹھاتے تو داہنا بچھا لیا کرتے تھے۔

احترام ذکر محبوب محفل میلاد شریف میں شروع سے آخر تک ادب
و احترام کے مد نظر دو زانو رہتے تھے اسی طرح
وعظ فرماتے اور دو تین گھنٹے تک دو زانو ہی منبر شریف پر رہتے ——
اخیر عمر شریف میں آپ نے پان کا استعمال ترک فرما دیا تھا مگر وعظ کے وقت
پان بالکل نہ کھاتے بلکہ ایک شیشہ کی چھوٹی صراحی پاس رکھی جاتی اس سے
خشکی رفع فرمانے کے لئے غزارہ کر لیا کرتے۔

ہر کام داہنی طرف سے شروع کرنا ناک صاف کرنے اور استنجی
فرمانے کے سوا آپ کے ہر کام
کی ابتدا سیدھے ہی جانب سے ہوتی تھی چنانچہ عمامہ مبارک کا شملہ سیدھے
شانہ پر رہتا، اس کے پیچ سیدھی جانب ہوتے اور اس کی بندش اس طور پر
ہوتی کہ بائیں دست مبارک میں بندش اور داہنا دست مبارک پیشانی پر
ہر پیچ کی گرفت کرتا تھا۔
ایک دن جناب سید محمود جان صاحب نوری مرحوم نے حضور کے عمامہ
باندھنے پر عرض کیا کہ حضور عمامہ باندھنے میں اُلٹا ہاتھ کام کرتا ہے فرمایا اگر
سیدھا ہاتھ ہٹا لیا جائے تو اُلٹے ہاتھ سے باندھ تو لیجئے اصل بندش تو

سیدھے ہی ہاتھ سے ہوتی ہے اگر کسی صاحب کو کوئی چیز دینی ہوتی اور اس نے
لینے کے لئے اپنا اُلٹا ہاتھ بڑھایا تو آپ فوراً دست مبارک روک لیتے
اور فرماتے سیدھے ہاتھ میں لیجئے اُلٹے ہاتھ میں شیطان لیتا ہے۔ اعداد
بسم اللہ شریف (۷۸۶) عام طور پر جب لوگ لکھتے ہیں تو ابتدا (۷) سے
کرتے پھر (۸) لکھتے ہیں اس کے بعد (۶) مگر حضور اعلیٰحضرت رضی اللہ
تعالیٰ عنہ پہلے (۶) تحریر فرماتے تھے پھر (۸) پھر (۷)

نماز جمعہ کے لئے جب وقت تشریف لاتے تو فرش مسجد پر قدم رکھتے ہی
حاضرین سے تقدیم سلام فرماتے اور اس پر بس نہیں بلکہ جس درجہ میں ورود
مسعود ہوتا تقدیم سلام ہوتی جاتی ۔ اس کی بھی آنکھیں شاہد ہیں کہ مسجد کے
ہر در میں وسطی در سے داخل ہوا کرتے اگرچہ آس پاس کے دروں سے داخل
ہونے میں سہولت ہی کیوں نہ ہو نیز بعض اوقات اوراد و وظائف شمالاً وجنوباً
ٹہلتے ہوئے پڑھا کرتے مگر منتہائے فرش مسجد سے واپسی ہمیشہ قبلہ رو ہو کر ہی
ہوتی کبھی پشت کرتے ہوئے کسی نے نہ دیکھا ۔

سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز فریضۂ فجر ادا کرنے کے لئے
خلاف معمول کسی قدر حضور کو دیر ہوگئی نمازیوں کی نگاہیں بار بار کاشانۂ اقدس
کی طرف اُٹھ رہی تھیں کہ عین انتظار کے عالم میں جلد جلد تشریف لائے
اس وقت برادرم قناعت علی صاحب نے اپنا یہ خیال مجھ سے ظاہر کیا کہ
اس تنگ وقت میں دیکھنا یہ ہے کہ حضور سیدھا قدم مسجد میں پہلے رکھتے ہیں
یا بایاں مگر قربان اس ذات کریم کے کہ دروازہ مسجد کے زینہ پر جس وقت

قدم مبارک پہنچتا ہے تو سیدھا تو سیعی فرش مسجد پر قدم پہنچتا ہے تو سیدھا قدمی فرش مسجد پر قدم پہنچتا ہے تو سیدھا آگے صحن میں ایک صف بچھی تھی اس پر قدم پہنچتا ہے تو سیدھا اور اس پر بس نہیں بلکہ ہر صف پر تقدیم پہلے قدم سے فرمائی یہاں تک کہ محراب میں مُصلّی پر قدم پاک سیدھا ہی پہنچتا ہے۔

ایک پُر لطف واقعہ آپ کو حُقّہ نوشی کا بہت شوق تھا کہیں تشریف بھی لے جاتے تو حُقّہ آپ کے ہمراہ ہوتا اور حضرت مولینا وصی احمد صاحب محدث سورتی علیہ الرحمۃ کو چائے پینے کا شوق تھا کہیں جاتے تو سماوار ساتھ جاتا۔ ایک مرتبہ پیلی بھیت جانا ہوا ایک مسہری پر اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز تشریف فرما تھے اور دوسری پر محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ آپ حُقّہ پی رہے تھے اور وہ چائے اکثر مریدین مین طرف کرسیوں اور مونڈھوں پر خاموش بیٹھے ہوئے تھے کہ مولینا وصی احمد صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا آپ کو حقہ سے بڑا شوق ہے جنت میں آگ کہاں ملے گی کہ آپ حُقّہ پئیں اس پر حضور اعلیٰحضرت قدس سرہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا مولینا آپ کے سماوار سے لے لی جائے گی۔

اعلیٰحضرت کا انجان لوگوں کے ساتھ ایثار

حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب قبلہ قادری بریلوی اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ جناب مولوی مقبول احمد خاں صاحب جو بعد میں زبردست عالم، مہتمم و صدر مدرس مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ ہوئے انھوں نے فرمایا کہ میری

طالب علمی کا زمانہ تھا ٹونک میں پڑھتا تھا کہ وہاں ایک بزرگ تشریف لائے جن کی دعا اور تعویذات کا بہت شہرہ اور حد سے زیادہ چرچا ہوا جس کو جس مقصد کے لئے تعویذ دیا تیر بہدف ثابت ہوا تعویذ ملتا اور کامیابی قدم چومتی پھر بعد میں وہ نذر بھی کافی دیتا ایک دن اُن بزرگ نے خود مجھ سے فرمایا کہ تم کوئی تعویذ نہیں مانگتے۔ میں نے عرض کیا میرے پاس نذر کے لئے روپیہ کہاں ہے کہ اس کی ہمت کروں۔ فرمایا کہ تم سے کوئی نذر نہیں لی جائے گی اس کے بعد مجھے خود ایک نقش عطا فرمایا اور فرمایا کہ سونے کے پتر پر شرف آفتاب میں کندہ کرا کے اس کو پہننا تسخیر و اکسیر ہوگی خدا کی شان کندہ کرنے والے بھی مل گئے اور اس قدر سونے کا بھی انتظام ہو گیا رہا شرف آفتاب معلوم کرنے کا مسئلہ تو مجھے لوگوں سے معلوم ہوا کہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت مولینا احمد رضا خاں صاحب اس فن میں کمال مہارت رکھتے ہیں چنانچہ ان کی خدمت میں عریضہ حاضر کیا اور دریافت کیا کہ امسال شرف آفتاب کب ہے اور کب سے کب تک رہے گا۔ خدا کی شان کہ جس دن یہ عریضہ بریلی پہنچا اُس کے دوسرے دن شرف آفتاب شروع تھا اور ظاہر ہے کہ بواپسی ڈاک بھی اعلیٰحضرت اگر جواب تحریر فرماتے تو بریلی سے ٹونک تک شرف آفتاب ختم ہونے کے بعد جواب پہنچتا اُس وقت مجھے بڑا صدمہ ہوتا ہر عقل والا اس کا اندازہ کر سکتا ہے کہ وہ صدمہ بیان سے باہر ہوتا اور ایک سال اُس وقت کا پھر انتظار کرنا پڑتا اعلیٰحضرت قبلہ نے ایک طالب علم کی اس تکلیف کا خیال فرماتے ہوئے اپنے پاس سے تار پر جواب دیا کہ کل ۱ بجے سے

شرف آفتاب شروع ہوگا اور ایک دن ایک رات رہے گا مجھے تار بھی ٹھیک وقت پر مل گیا اور میں صحیح وقت پر تعویذ کندہ کرا سکا اس تعویذ کی انگوٹھی ہر وقت میرے ہاتھ میں رہتی ہے۔ جس وقت اس انگوٹھی کو دیکھتا ہوں اعلیٰحضرت قبلہ کی پرشفقت یاد آتی ہے اور اُن کے اس احسان کو یاد کرتا ہوں کہ ایک طالب علم کی ضرورت کا انھوں نے کس درجہ خیال کیا ورنہ اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ غیر شناسا آدمی کے جوابی خط کا بھی جواب دینے کی زحمت گوارہ نہیں کرتے نہ کہ اپنے پاس سے تار دینا اور یہ خیال کرنا کہ وقت پر جواب نہ پہنچا تو کس کام کا یہ سچ ہے کہ بڑوں کی بڑی ہی بات ہوتی ہے۔

اعلیٰحضرت (قدس سرہٗ) کا علم و فضل

موافقین تو موافقین ہیں اُس دور کے اکابر مخالفین بھی اعلیٰحضرت قبلہ کی واحد علمی شخصیت مانتے تھے اور اپنی خصوصی صحبتوں میں اُن سے اس کا اعتراف بھی سنا گیا۔ اعلیٰحضرت قبلہ کا جب وصال ہوا ہے تو بیرونی اضلاع کو فوراً تار دیئے گئے۔ (اعلیٰحضرت قبلہ کا وصال جمعہ کے دن دو بجکے ۳۸ منٹ پر اُس وقت ہوا تھا جبکہ دنیائے اسلام میں خطیب منبروں پر کھڑے رب العزت کی بارگاہ میں عرض کر رہے ہوں گے کہ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ (یعنی اے پروردگار جس نے حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین پاک کی حمایت و مدد کی اُس کی مدد فرما اور ہم کو انھیں دین کے حامیوں اور مددگاروں میں سے

بتادے) ان کی رُوح پُرفتوح ان دعاؤں کے جُھرمٹ میں ملاء اعلیٰ پہنچی)
جب وہ تار مُراد آباد میں اُستاذ العلماء مولینا نعیم الدین صاحب (علیہ الرحمۃ) کو
پہنچا تو فوراً شہر میں اعلان کرنے کے لئے انھوں نے طلبہ کے چند گروہ روانہ
کر دیئے جو پہلے بیک آواز نعرۂ تکبیر سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے تھے
پھر بلند آواز سے ایک شخص اعلان کرتا تھا کہ آج نماز جمعہ کے وقت اعلیٰحضرت
قبلہ کا وصال ہو گیا اور کل اُن کی تجہیز و تکفین ہو گی جو صاحب جنازہ میں
شرکت کرنا چاہیں وہ نو بجے صبح تک بریلی پہنچ جائیں۔ یہ اعلان جب شاہی
مسجد کے قریب پہنچا تو مدرسہ شاہی مسجد کے صدر مدرس نے ایک طالب علم کو
حکم دیا کہ بازار میں دیکھو کیا اعلان ہو رہا ہے وہ طالب علم گیا اور لوٹا تو اس نے
مسکراتے ہوئے کہا کہ خاں صاحب بریلوی فوت ہو گئے اس پر صدر مدرس
بہت برہم ہوئے کہ یہ خوش ہونے کی بات ہے یا رونے کی بات ہے۔ مذہبی
اختلاف اپنی جگہ رہا مگر ہمیں غیر مسلم اقوام کے مقابلے میں اُن کی ذات کے
ساتھ ایک فخر قائم تھا کہ دُنیا کے سارے عُلوم اگر ایک ذات میں جمع ہو سکتے
ہیں تو وہ مسلمان ہی ہو سکتا ہے اور اس وقت ہم مسلمانوں میں ایک ایسا
شخص موجود بھی ہے کہ دُنیا بھر کے مُروّجہ علوم میں مہارت تامّہ رکھتا ہے اور
وہ مولینا احمد رضا خاں کی ذات تھی جن کی ذات تک ہمیں یہ فخر حاصل تھا
افسوس صد افسوس یہ فخر آج اُن کے ساتھ گیا اب مسلمانوں میں کوئی شخص
ایسا موجود نہیں ہے جس کا نام اس فخر کے ساتھ پیش کیا جا سکے یہ تھی
وہ بیہ کے اکثر اکابر کی رائے اعلیٰحضرت قبلہ کے علوم کے متعلق۔" والفضل

ما شہدت بہ الاعداءُ " حقیقی بڑائی وہ ہے جس کی گواہی دشمن دیں۔

اعلیٰحضرت قبلہ کا انکسار و تواضع عام مسلمانوں کیساتھ

ایک صاحب نے اعلیٰحضرت قبلہ سے الحاج بھیا بشیرالدین صاحب کے نام بسلسلۂ ملازمت ایک سفارشی خط لکھنے کی خواہش کی آپ نے اُنھیں اس مضمون کا خط لکھ کر دیا کہ۔

"میرے مخدوم (فلاں صاحب) آپ کے پاس بسلسلۂ ملازمت آتے ہیں آپ اُنھیں جگہ دے کر مجھے ممنون کرم بنائیں"

وہ صاحب یہ خط لے کر میرٹھ پہنچے اور خط پیش کیا وہ یہ خط دیکھ کر بڑی حیرت میں پڑ گئے کہ اعلیٰحضرت قبلہ میرے مخدوم ہیں اور یہ صاحب ان کے مخدوم ہیں اگر میں اُنھیں ملازم رکھ لوں تو اپنے مخدوم کے مخدوم سے کام کیسے لوں گا۔ اُس وقت مولٰنا عبدالسمیع صاحب موجود تھے اُنھوں نے وہ خط اُن کو دکھایا کہ میں اس کی کیسے تعمیل حکم کروں اگر رکھتا ہوں تو وہ میرے مخدوم کے مخدوم ہیں میں اُن سے کیا کام لے سکوں گا اُنھوں نے فرمایا کہ تم مولٰنا احمد رضا خاں صاحب (قدس سرہٗ) کی ان باتوں پر نہ جاؤ ہر سُنّی مسلمان جو ذرا متشرع ہو اُن کا مخدوم ہے اگر جگہ ہو تو جو صاحب آئے ہیں اُنھیں ضرور نوکر رکھو اور بے تکلف اپنا کام لو۔

خوش طبعی اور ادبی لطیفے

● حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن صاحب مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے

کہ ایک مرتبہ حضرت جدی سیدنا شاہ برکت اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کے عُرس پاک میں اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تشریف لائے اس سفر میں آپ کے بہنوئی بھی ساتھ تھے انھوں نے میرے خادم غلام نبی سے اس کی ذات پوچھی اس نے جواب دیا کہ "ہم پٹھان ہیں" اس پر انھوں نے کہا کہ تم میرے بھائی ہو ـــــ انھوں نے غلام نبی سے دریافت کیا تم کون سے پٹھان ہو چونکہ وہ صغر سنی و ناواقفی کے باعث جواب نہ دے سکتا تھا اور بار بار کے سوال سے چڑ گیا بولا "چمر پٹھان ہیں" اس پر اعلیٰحضرت نے اپنے بہنوئی سے مزاح کے طور پر فرمایا کہ آپ کی ذات کا آج پتہ چلا کہ یہ اپنے کو چمر پٹھان بتاتے ہیں اور آپ ان کو اپنا بھائی کہتے ہیں۔

● سید ایوب علی صاحب رضوی بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضور مسجد سے تشریف لا رہے تھے دیکھا کہ ایک بازیگر کے پاس لوگوں کا مجمع ہے اور وہ پانی کا بھرا ہوا کٹورہ ایک ڈورے کا سرا ڈال کر اُٹھا رہا ہے حضور نے اپنے پائے مبارک کا جوتا اتار کر اس کے سامنے ڈال دیا اور فرمایا تو اُسے لوٹ دے اس نے بہت کوشش کی مگر نہ اُلٹ سکا بالآخر اس کو پاؤں میں ڈال کر کاشانۂ اقدس میں تشریف لے گئے بازیگر اور بہت سے لوگ اس واقعہ سے نہایت حیران ہوئے۔

● کسی آریہ نے اپنے مذہب کے متعلق ایک کتاب لکھی اور اس کا نام "آریہ دھرم پرچار" رکھا جب وہ کتاب چھپی تو اس کے مصنف نے ایک جلد اعلیٰحضرت کی خدمت میں بھی بھیجی حضرت نے اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر جگہ جگہ اس کا رد حاشیہ پر تحریر فرمایا اور اسی طرح جلی قلم سیاہ روشنائی سے "پرچار کے

بعد ۲ صرف" بڑھا دیا اور "آریہ دھرم پرچار صرف" بنا دیا۔

● ایک دشمن صحابہ نے ایک کتاب لکھی اور عربی ادب کا اس میں بہت لحاظ کیا اور صنائع و بدائع کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا اور اسی وجہ سے اس کا نام "جناس الاجناس" رکھا اور ایک نسخہ آپ کے پاس بھی ارسال کیا حضرت نے اس کو ملاحظہ فرمانے کے بعد مولینا ظفر الدین صاحب کو دیا اور فرمایا کہ آج کی ڈاک سے یہ کتاب آئی ہے۔ مولینا فرماتے ہیں کہ اب جو میں اس کا نام پڑھتا ہوں تو "انجاس الخناس" ہے۔ اس نام سے میں حیرت میں پڑ گیا کہ مصنف نے یہ کیا نام رکھا لیکن جب غور سے دیکھا تو "جناس" سے اوّل الف بڑھا ہوا ہے اور "جناس" کو ملا کر نون کا شوشہ غائب کر دیا گیا ہے اور دوسرے لفظ سے لا کر سیاہی سے بھر دیا کہ پھول معلوم ہونے لگا "ج" سے اور الخ بڑھا دیا خاصہ "انجاس الخناس" ہو گیا۔

● ایک مرتبہ کسی بدمذہب نے ایک رسالہ بھیج دیا جس کا نام "القاسم" تھا اعلیحضرت نے اپنے قلم سے وہیں لکھ دیا "محروم" یہ قصہ مشہور ہوا تو اس کے ایک ہم خیال نے بڑے تاسف کے ساتھ کہا کہ رسالہ کا یہ نام کیوں رکھا گیا اور اگر رکھا گیا تھا تو اعلیحضرت تک کیوں پہنچایا گیا۔

● مولوی خرم علی بلھوری کی ایک مشہور مشرک گر کتاب ہے جس کا نام ہے "نصیحۃ المسلمین" لیکن اس میں باتیں وہی مسلمانوں کو بلا وجہ مشرک بنانے والی ہیں ۔۔۔ جس زمانہ میں حضرت کا کتب خانہ شروع کیا ایک کتاب "نصیحۃ المسلمین" نگاہوں سے گزری سمجھا کہ یہ کوئی مذاق کی کتاب ہے لیکن جب اُسے غور سے

دیکھا تو نصیحت کے نون کو سر سے کر ف بنا دیا گیا اور صاد پر نقطہ بڑھا دیا گیا ہے اور اس طرح کتاب کے نام کو مسمی کے مطابق "فضیحۃ المسلمین" قرار دیا ہے۔

● اسماعیل دہلوی کی مشہور کتاب "تقویۃ الایمان" جو از اول تا آخر اہانت و تنقیص رسالت اور شرک و بدعت سے بھری ہوئی ہے اس کے ق کے دونوں نقطوں کو اس طرح ملا دیا کہ نقطہ معلوم ہونے لگا جس سے "تقویۃ الایمان" کی بجائے "تفویۃ الایمان" اسم با مسمی ہوگیا۔

● اشرف علی تھانوی کی کتاب "حفظ الایمان" کو اعلیحضرت نے اس کی ف کو اس طرح بنا دیا کہ ب کا شوشہ معلوم ہو اور ح و ب کا نقطہ دے کر اس کا صحیح نام "خبط الایمان" کر دیا۔

● استاد محترم حضرت علامہ غلام جیلانی صاحب قبلہ اعظمی مدظلہ العالی (جنھوں نے اعلیحضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کا آخری زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے) بیان فرماتے ہیں کہ ان سے سید قناعت علی صاحب نے اپنا واقعہ ذکر کیا کہ حضور اعلیحضرت نے مجھ کو ایک کتاب عنایت فرمائی اور کہا کہ اس کی کل جلد بندھوا کر لے آئیے گا وہ کتاب جلد ساز کے پاس لے گئے لیکن وہ بہت مصروف تھا اس لئے وقت مقررہ پر دینے سے انکار کر دیا اب انھوں نے بازار سے تین پیسے میں جلد باندھنے کا سامان خریدا اور خود اپنے ہاتھوں سے جلد باندھ کر حضور کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اعلیحضرت نے استفسار فرمایا کہ اس کی اجرت کتنی ہوئی اس کے جواب میں انھوں نے عرض کیا تین پیسے۔ اس پر اعلیحضرت نے فرمایا کہ صرف تین پیسے میں

جلد کیسے تیار ہو سکتی ہے انھوں نے واقعہ بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضور سامان خرید کر میں نے ہی اپنے ہاتھوں سے باندھی ہے اس پر اعلیٰحضرت نے فرمایا بہت بڑے جلاد ہیں آپ ۔

○ جب مسئلہ اذان ثانی جمعہ میں اعلیٰحضرت نے مردہ سُنّت کو زندہ کیا کہ یہ اذان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین بلکہ ہشام کے زمانے تک بیرون مسجد ہی ہوا کرتی تھی اور باوجود تصریحات فقہائے کرام کہ اذان مسجد میں مکروہ ہے مگر لوگ ہیں کہ مسجد کے اندر خطیب کے سر پر دینے کے عادی ہو گئے ہیں اور خلاف شرع رسم و رواج کی اصلاح چاہی تو بعض علماء نے بھی اس کا خلاف کیا اور اخیر میں مولینا عبدالغفار صاحب رامپوری نے انتہائی کدو کاوش سے ایک رسالہ لکھا جس کا نام "حَبْلُ اللّٰہِ الْمَتِیْنِ لِهَدْمِ اٰثَارِ الْمُبْتَدِعِیْنَ" رکھا مگر یہ دائرہ میں اس طرح لکھا ...... (حبل اللہ المتین لہدم آثار المبتدعین) اعلیٰحضرت کے پاس جب یہ رسالہ پہنچا تو اولین نگاہ میں فرمایا کہ مولینا عبدالغفار خاں صاحب نے اپنے رسالہ کا نام بہت عمدہ رکھا ہے لوگ یہ سن کر شوق سے متوجہ ہوئے کہ اعلیٰحضرت اس کا نام کیا فرمانے ہیں اس لئے کہ رسالہ سب کے سامنے تھا جب سب لوگوں کا اشتیاق دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ مولینا نے اس کا نام "اٰثَارُ الْمُبْتَدِعِیْنَ لِهَدْمِ حَبْلِ اللّٰہِ الْمَتِیْنِ" رکھا ہے اس لئے کہ جو نام دائرہ میں لکھا جاتا ہے اس کے پڑھنے کا یہی قاعدہ ہے کہ نیچے سے اوپر کو پڑھا جاتا ہے اس لئے اس کا نام "آثار المبتدعین

لہدم حبل اشد المتین" ہے —— جب مولینا عبدالغفار صاحب کے کانوں تک یہ بات پہنچی تو انھوں نے نہایت سادگی کے ساتھ کہا مولینا کا ظلم دیکھئے کہ میرے رسالہ کا نام انھوں نے " آثار المبتدعین " قرار دیا اور ہم لوگوں کو مبتدع بتا دیا مولینا مقبول احمد خاں صاحب دربھنگوی وہاں تشریف رکھتے تھے انھوں نے فرمایا کہ جناب مبتدع تو پہلے آپ ہی نے ان کو بنایا اور رسالہ کا نام " حبل اشد المتین لہدم آثار المبتدعین " رکھا اب انھوں نے اسے لوٹ دیا " عطائے تو بلقائے تو " رہا نام کا بدل دینا تو یہ خود آپ کے مطبع کی غلطی تھی نام دائرہ میں لکھ کر انھوں نے خود اس کا موقع دیا مولینا پر کیا الزام ہے ۔

قرآن مجید کا ترجمہ

آپ نے قرآن مجید کا ترجمہ اگرچہ تھوڑے سے وقت میں فرمایا مگر وہ اپنی شان میں دنیا کے تمام ترجموں پر زبان کی سلاست معانی کی جامعیت اور حقائق و معرفت میں بے مثل و فائق ہے جس کے بڑے بڑے علماء مداح ہیں —— اس کی مقبولیت کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ مولوی اشرف علی بھی پکار اٹھے کہ قرآن عظیم کی معرفت اگر اس زمانے میں کسی کو حاصل ہے تو وہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہیں ۔ " الفضل ما شہدت بہ الاعداء " آپ کا یہ ترجمہ کلام حمید " کنز الایمان " کے نام سے مراد آباد اور کراچی کے کسی ایک مکتبوں سے ہزاروں کی

تعداد میں شائع ہو کر مسلمانوں کے ایمان میں تازگی و بالیدگی اور گمراہوں کو
حق و ہدایت کی راہ دکھا رہا ہے۔

تفسیر

حضور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پورے قرآن مجید کی
تفسیر نہیں کی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ فتویٰ نویسی مختلف
کتابوں کی تصنیف میں اس قدر مصروفیت رکھتے تھے کہ آپ کو اس کام
کے لئے فرصت ہی نہیں ملی ـــ مگر بعض حضرات کہتے ہیں کہ اگر آپ کی
تمام تصنیفات جمع کی جائیں تو شاید مکمل تفسیر سامنے آجائے اور وہ بھی
ترجمہ قرآن کی طرح اپنی نوعیت میں بے مثال ہوگی اس کے ثبوت میں صرف
یہ واقعہ کافی ہے کہ آپ نے صرف لفظ "بسم" کی تفسیر میں ایک طویل تقریر
فرمائی جس کو جمع کر کے "المیلاد النبویہ" کے نام سے شائع کی گئی ہے۔

ایک مرتبہ آپ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب علیہ الرحمہ کے عرس شریف
میں بدایوں گئے تو وہاں ۹ بجے صبح سے ۳ بجے تک کامل چھ گھنٹے سورہ "والضحیٰ"
پر بیان فرمایا پھر فرمایا کہ اس سورۂ مبارکہ کی کچھ آیات کریمہ کی تفسیر ۸۰ جز رقم
فرما کر چھوڑ دیا کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے کلام پاک کی تفسیر لکھ سکوں

حفظ قرآن کریم

ایک روز آپ ارشاد فرمانے لگے کہ بعض ناواقف حضرات میرے نام کے
ساتھ حافظ بھی لکھ دیا کرتے ہیں حالانکہ میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں
لیکن یہ ضرور ہے کہ اگر کوئی حافظ صاحب کلام پاک کا ایک رکوع پڑھ کر

سنا دیا کرتے تو دوبارہ مجھ سے سن لیتے چنانچہ یہ طے پایا اور عشا کا وضو فرمانے کے بعد جماعت سے قبل اس کے لئے نشست شروع کر دی گئی اور تیسویں روز آپ نے تیسوں پارے حفظ سنا دیئے اور یہ فرمایا کہ بحمد اللہ ہم نے کلام پاک ترتیب کے ساتھ یاد کر لیا اور یہ اس لئے کہ بندگان خدا کا کہنا غلط نہ ہو۔

وعظ و تقریر

وعظ و تقریر کے متعلق آپ ارشاد فرماتے تھے کہ اس کے الفاظ تو ہوا میں اڑ جاتے ہیں اور کتابیں جب تک محفوظ رہیں گی ایک دنیا ان سے مستفیض ہو کر اسلام و سنیت کی راہ پائے گی ـــــ اس وجہ سے آپ تقریر سے احتراز کرتے اور اپنی مبارک زندگی کے بیشتر قیمتی لمحات تصنیف کتب میں صرف کئے۔ آپ سال بھر میں صرف تین بار وعظ و تقریر کے مسند پر جلوہ افروز ہوتے۔ ایک وعظ جلسۂ دستار بندی کے سالانہ اجلاس میں دوسرا وعظ مجلس میلاد سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں (جو آپ کی جانب سے ہر سال ربیع الاول شریف کو صبح ۸ بجے ہوتی تھی اور یہ محفل اب بھی اسی طرح شان و شوکت کے ساتھ حضور مفتی اعظم ہند مولینا مصطفےٰ رضا خاں صاحب دام ظلہٗ کی ذات خاص سے منعقد ہوتی ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ بغیر اعلان و اشتہار کے اس میں شریک ہونے والوں کا مجمع اس قدر کثیر ہو جاتا ہے کہ مکان و سڑک پر جگہ نہیں ملتی) اور تیسرا وعظ حضرت سید شاہ آل رسول صاحب مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس میں فرماتے تھے یہ محفل عرس بھی

اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاشانۂ اقدس پر ہوتی تھی ۔۔۔۔ افسوس کہ آپ کی یہ قرآن و احادیث کے نکات سے لبریز و معمور تقریریں قلمبند نہیں ہو سکیں ۔

وصال

رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ میں آپ بھوالی تشریف رکھتے تھے اور اور آپ کی منجھلی صاحبزادی صاحبہ مرحومہ بغرض علاج نینی تال میں اقامت پذیر تھیں ۔۔۔ جب آپ نماز عید پڑھانے کے لئے نینی تال تشریف فرما ہوئے تو انھوں نے آپ سے شدت مرض کی کیفیت بیان کی آپ نے وہاں سے رخصت ہوتے وقت فرمایا کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ تمھارا داغ نہ دیکھوں گا حالانکہ وہ زیادہ بیمار تھیں اور حضور والا کے بعد صرف ۲۷ دن بقیہ حیات رہیں ۲۳ ؍ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ میں سفر آخرت کیا انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

۱۴ ؍ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ کو آپ بھوالی سے تشریف لائے مسلمانان بریلی شریف نے آپ کا نہایت شاندار استقبال کیا شہر میں ہر چہار جانب چہل پہل ہو گئی ۔ عقیدتمندوں کی جماعت بے حد مسرور و شاداں تھی بھوالی میں آپ کو درد پہلو کا دورہ پڑ چکا تھا اس سے جسم مبارک میں شدید ضعف پیدا ہو گیا تھا وطن اور دور دراز مقامات کے مسلمان آپ کی علالت کی خبر سن کر آپ کی مزاج پرسی و بیعت کے لئے گروہ گروہ آتے جاتے رہے

باوجود نقاہت ان کی ہر مجلس تذکیر و نصائح سے لبریز و معمور ہوتی تھی حتیٰ کہ کوئی محفل بھی سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر جمیل سے خالی نہ گئی۔
اس بیماری کے زمانے میں خصوصیت کے ساتھ اپنے اور تمام مسلمانوں کے لئے حسن خاتمہ کی دعا فرماتے تضرع و خشیت کی یہ حالت تھی کہ اکثر احادیث رقاق ذکر فرماتے کہ خود اپنی اور حاضرین کی روتے روتے ہچکی بندھ جاتی ــــ
اکثر اوقات ارشاد فرماتے کہ جس شخص کا خاتمہ ایمان پر ہوگیا اس نے سب کچھ پالیا۔ کبھی فرماتے اگر بخش دے تو اس کا فضل ہے اور اگر نہ بخشے تو عدل ہے۔
عرس شریف میں قل کے وقت لوگوں کو مکان میں بلایا یہ وعظ و نصیحت کی آخری صحبت تھی۔ حضرت مولینا امجد علی صاحب قبلہ اعظمی علیہ الرحمہ نے کچھ وصایا شریف محفوظ کر لئے تھے لیکن وہ کہیں کاغذات میں ایسے مل گئے کہ ان کا تلاش بسیار کے باوجود بھی پتہ نہ چلا ــــ عرس کے دن کچھ کلمات طیبات جو بطور پند و نصیحت آپ نے فرمائے تھے ان کو یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

"پیارے بھائیو! لَآ اَدْرِیْ مَا بَقَائِیْ فِیْکُمْ مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن تمھارے اندر ٹھہروں تین ہی وقت ہوتے ہیں، بچپن، جوانی اور بڑھاپا بچپن گیا جوانی آئی جوانی گئی پیری آئی اب چوتھا وقت کون سا آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے ایک موت ہی باقی ہے۔ اللہ قادر ہے کہ ایسی ہزار مجلسیں عطا فرمائے اور آپ سب لوگ ہوں میں ہوں اور میں آپ لوگوں کو سُناتا رہوں مگر بظاہر اب اس کی اُمید نہیں۔ اس وقت میں دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو اللہ و رسول جل جلالہٗ

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دوسری خودمیری - تم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو بھیڑیئے تمھارے چاروں طرف ہیں جو تم کو بہکانا چاہتے
ہیں اور فتنے میں ڈالنا چاہتے ہیں - تمھیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جانا چاہتے
ہیں ان سے بچو اور دور بھاگو دیوبندی ہوئے - رافضی ہوئے، نیچری ہوئے
قادیانی ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے یہ سب بھیڑیے ہیں اور تمھارے ایمان
کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے ایمان کو بچاؤ - حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم رب العزۃ جل جلالہٗ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے ان سے
تابعین روشن ہوئے تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے اور ان سے ائمہ مجتہدین
روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو
ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول
کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور
ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین
پاؤ پھر وہ تمھارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہ
رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ کیسا ہی تمھارا بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے
اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو --- میں پونے چودہ برس
کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت بھی یہی عرض کرتا ہوں - اللہ تعالیٰ ضرور
اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندے کو کھڑا کر دے گا مگر نہیں معلوم میرے بعد
جو آئے کیسا ہو اور تمھیں کیا بتائے اس لئے ان باتوں کو خوب سن لو حجۃ اللہ
قائم ہو چکی اب میں قبر سے اٹھ کر تمھارے پاس نہ آؤں گا جس نے اسے سنا اور

مانا قیامت کے دن اس کے لئے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا اس کے لئے ظلمت و ہلاکت ہے یہ تو خدا و رسول کی وصیت ہے جو یہاں موجود ہیں سنیں اور مانیں اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اس سے آگاہ کریں ـــــ اور دوسری میری وصیت یہ ہے کہ آپ حضرات نے کبھی مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دی میرے کام آپ لوگوں نے خود کئے مجھے نہ کرنے دیئے اللہ تعالیٰ آپ سب صاحبوں کو جزائے خیر دے مجھے آپ سب صاحبوں سے امید ہے کہ قبر میں بھی اپنی جانب سے کسی قسم کی تکلیف کے باعث نہ ہوں گے ـــــ میں نے تمام اہل سنت سے اپنے حقوق لوجہ اللہ معاف کردیئے ہیں آپ لوگوں سے دست بستہ عرض ہے کہ مجھ سے جو کچھ آپ کے حقوق میں فروگذاشت ہوئی ہے معاف کردیں اور حاضرین پر فرض ہے کہ جو حضرات یہاں موجود نہیں ان سے میری معافی کرالیں ـــــ ختم جلسہ کے وقت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس گھر سے فتوے نکلتے ۹۰ برس سے زائد ہوگئے ـــــ میرے دادا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدت العمر یہ کام کیا جب وہ تشریف لے گئے تو اپنی جگہ میرے والد ماجد قدس سرہ العزیز کو چھوڑا میں نے چودہ سال کی عمر میں ان سے یہ کام لیا پھر چند روز بعد امامت بھی اپنے ذمہ کرلی غرضکہ میں نے صغر سنی میں کوئی بار ان پر نہ رہنے دیا جب انہوں نے رحلت فرمائی تو مجھے چھوڑا اور اب میں تم دونوں کو چھوڑتا ہوں۔ تم جو (یعنی مولینا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ) مصطفےٰ رضا ہیں تمھارا بھائی حسنین ہے سب مل جل کے کام کروگے تو خدا کے فضل و کرم سے کرسکوگے

اللہ تمھاری مدد فرمائے گا" ــــ اس کے بعد آپ نے پس ماندوں کے حق میں خدمت دین و ترقی علم کی دعا فرمائی ان مبارک وصایا نے مجمع پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر روئے لوگوں کا اس روز بلک بلک کے رونا عمر بھر یاد رہے گا کچھ اس روز ہی اپنی رحلت کی طرف اشارہ نہ فرمایا بلکہ اس کے بعد سے یوم وصال تک لگاتار خبریں اپنی وفات شریف کی دیں اور ایسے وثوق سے کہ گویا منٹ منٹ کی خبر ہے۔

وصال سے دو روز قبل چہار شنبہ کو بڑی شدت سے لرزہ ہوا جناب بھائی حسنین رضا خاں صاحب کو نبض دکھائی تو ان کو نبض نہ ملی دریافت فرمایا نبض کی کیا حالت ہے انھوں نے گھبراہٹ میں عرض کیا کمزوری کے باعث نبض نہیں ملتی آپ نے فرمایا آج کیا دن ہے لوگوں نے عرض کیا چہار شنبہ ہے ارشاد فرمایا جمعہ پرسوں ہے یہ فرما کر دیر تک حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ پڑھتے رہے ــــ رات کو اہل خانہ نے چاہا کہ آپ بیدار ہوں شاید کوئی ضرورت ہو آپ نے منع فرمایا جب انھوں نے زیادہ اصرار کیا تو ارشاد فرمایا پچھلے جمعہ کو کرسی پر جاتا ہوا اور آج چارپائی پر جاتا ہوگا پھر فرمایا میری وجہ سے نماز جمعہ میں تاخیر نہ کرنا۔

جمعہ کے دن کچھ تناول نہ فرمایا بھائی حکیم حسنین رضا خاں صاحب حاضر خدمت تھے آپ کو خشک ڈکار آئی ارشاد فرمایا خیال رہے معدہ خالی ہے ڈکار خشک آئی ہے اس پر بھی احتیاطاً وصال سے کچھ قبل چوکی پر تشریف لے گئے جمعہ کے روز صبح سے سفر آخرت کی تیاریاں ہوتی رہیں جائداد کے

متعلق وقف نامہ مکمل فرمایا جائداد کی چوتھائی آمدنی مصرف خیر میں رکھی باقی حصے اپنے وارثوں پر شرع کے مطابق قائم کئے پھر وصیت نامہ مرتب فرمایا۔

"شروع نزع کے وقت کارڈ لف نے روپیہ پیسہ کوئی تصویر اس دالان میں نہ رہے۔ جنب یا حائض نہ آنے پائے۔ کتا مکان میں نہ گھسے سورۂ یٰسین اور سورۂ رعد بآواز پڑھی جائیں۔ کلمۂ طیبہ سینے پر دم آنے تک متواتر بآواز بلند پڑھا جائے۔ کوئی چلا کر بات نہ کرے۔ کوئی رونے والا بچہ مکان میں نہ آئے ــــ بعد قبض روح فوراً نرم ہاتھوں سے بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ کہہ کر آنکھیں بند کر دی جائیں۔ نزع میں نہایت سرد پانی ممکن ہو تو برف کا پلایا جائے ہاتھ پاؤں وہی پڑھ کر سیدھے کر دیئے جائیں پھر اصلاً کوئی نہ روئے نزع کے عالم میں میرے اور اپنے لئے دعائے خیر مانگتے رہو کوئی کلمہ برا زبان سے نہ نکلے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں۔ جنازہ اٹھنے پر خبردار کوئی آواز نہ نکلے غسل وغیرہ سب سنت کے مطابق ہو۔ جنازہ میں بلا وجہ شرعی تاخیر نہ ہو۔ جنازہ کے آگے خبردار کوئی شعر میری مدح میں نہ پڑھا جائے یونہی قبر پر بھی ــ قبر میں بہت آہستگی سے اتاریں۔ داہنی کروٹ پر وہی دعا پڑھ کر لٹائیں۔ پیچھے نرم مٹی کا پشتارہ لگائیں۔ جب تک قبر تیار ہو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ عَبْدَكَ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ بِجَاهِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ پڑھتے رہیں۔ (۱۰) اج قبر پر نہ لے جائیں یہیں تقسیم
کردیں وہاں بہت شور وغل ہوتا ہے اور قبروں کی بے حرمتی بعد
تیاری قبر سرہانے الٓمّٓ تا مُفۡلِحُوۡنَ پائنتی اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ
تا آخر سورہ پڑھیں اور سات بار باآواز بلند حامد رضا اذان کہیں
پھر سب وہاں سے واپس چلے آئیں اور متعلقین میرے مواجہ میں
کھڑے ہو کر تین بار تلقین کریں پیچھے ہٹ ہٹ کر پھر اعزہ واحباب
چلے جائیں اور ڈیڑھ گھنٹہ میرے مواجہ میں درود شریف ایسی آواز
میں پڑھتے رہیں کہ میں سنوں پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر کے
چلے آئیں اور اگر تکلیف گوارہ ہو سکے تو تین دن رات کامل پہرے
کے ساتھ دو عزیز یا دوست مواجہ میں قرآن مجید و درود شریف ایسی
آواز سے بلا وقفہ پڑھتے رہیں کہ اللہ چاہے تو اس نئے مکان سے
دل لگ جائے (جس وقت سے وصال فرمایا اُس وقت سے
غسل شریف تک قرآن عظیم باآواز پڑھا گیا پھر تین شبانہ روز مواجہ شریف
میں مسلسل تلاوت قرآن مجید جاری رہی) کفن پر کوئی دوشالہ یا
قیمتی چیز یا شامیانہ نہ ہو۔ کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔ اعزہ سے
اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو ہفتہ میں دو تین بار فاتحہ ان چیزوں سے
بھی کچھ بھیج دیا کریں۔ دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے
دودھ کا ہو۔ مرغ کی بریانی۔ مرغ پلاؤ خواہ بکری کا شامی کباب
پراٹھے اور بالائی فیرینی۔ اُردکی پھریری دال مع ادرک و لوازم۔

گوشت بھری کچوریاں سیب کا پانی سوڈے کی بوتل دودھ کا برف
اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے تو یوں کرو یا جیسے مناسب جانو مگر
بطیب خاطر میرے لکھنے پر مجبوراً نہ ہو۔ فاتحہ کے کھانے سے
اغنیا کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقرا کو دیں اور وہ بھی اعزاز و
خاطرداری کے ساتھ نہ کہ جھڑک کر غرض کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔"

فاتحہ کا یہ پرتکلف اہتمام محض اس لئے تھا کہ وہ غربا و مساکین جو ایسے کھانوں کو نہیں پاتے ان کو فاتحہ کے صدقہ میں نصیب ہو اسی لئے آپ نے وصیت نامہ میں فرمادیا ہے کہ مالدار لوگوں کو نہ دیا جائے غربا و مساکین کو نہایت اعزاز واکرام سے کھلایا جائے۔

وصال شریف کے تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے جب دو بجنے میں ۴ منٹ باقی تھے آپ نے وقت دریافت فرمایا عرض کیا گیا۔ فرمایا گھڑی کھلی سامنے رکھ دو یکایک ارشاد ہوا تصاویر ہٹا دو (یہاں تصویر کا کیا کام) یہ خطرہ گزرتا تھا کہ خود ارشاد فرمایا یہی کارڈ لفافہ روپیہ پیسہ پھر ذرا وقفہ سے حضرت مولینا حامد رضا خاں صاحب (علیہ الرحمہ) سے ارشاد فرمایا وضو کر آؤ قرآن عظیم لاؤ ابھی وہ نے کر نہ آئے تھے کہ حضرت مولینا مصطفےٰ رضا خاں صاحب (مدظلہ العالی) سے پھر ارشاد فرمایا اب بیٹھے کیا کر رہے ہو سورہ یٰسین شریف اور سورۂ رعد شریف تلاوت کرو اب عمر شریف سے چند منٹ رہ گئے ہیں۔
آپ کے حکم کے مطابق دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں اور آپ نے ان کو ایسے حضور قلب سے سنیں کہ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری نہ آئی یا

سبقت زبان سے زیر وزبر میں اس وقت فرق پڑا آپ نے اس کو خود تلاوت کرکے بتادی ـــــ اس کے بعد سید محمد جان صاحب ایک مسلمان ڈاکٹر عاشق حسین صاحب کو اپنے ہمراہ لے کر حاضر ہوئے ان کے ساتھ اور لوگ بھی آئے اس وقت جتنے حضرات اندر گئے سب کے سلام جواب دیئے اور سید صاحب سے دونوں ہاتھ بڑھا کر مصافحہ فرمایا ڈاکٹر صاحب نے آپ سے حال دریافت فرمانا چاہا مگر اس گھڑی حکیم مطلق کی طرف متوجہ تھے ان سے اپنے مرض یا علاج کے متعلق کچھ نہ ارشاد فرمایا سفر کی دُعائیں جن کا پڑھنا مسنون ہے تمام وکمال بلکہ معمول سے زیادہ پڑھیں پھر کلمہ طیبہ پورا پڑھا جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینہ پر دم آیا ادھر ہونٹوں کی حرکت وذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرۂ مبارک پر ایک لمعہ نور کا چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے اس کے غائب ہوتے ہی وہ جان نور جسم اطہر سے پرواز کرگئی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آپ نے خود اس زمانے میں ارشاد فرمایا تھا کہ جنھیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں وہ شوق دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جاتا معلوم بھی نہیں ہوتا ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو ٹھیک جمعہ کے وقت اسی چیز کا مشاہدہ ہوا کہ محبوبانِ خدا بڑی خوشی سے جان دیتے ہیں۔ جانکنی کا وقت سخت ترین وقت ہے لوگوں کے چہرہ پر وحشت چھا جاتی ہے مگر یہاں آپ کے چہرۂ انور پر کلفت کے آثار کی بجائے سرور ومسرت کے جلوے نظر آئے ـ

غسل میں علماء کرام، سادات عظام اور حفاظ ذوی الاحترام شریک تھے

جناب سید اظہر علی صاحب نے اپنے ہاتھوں سے لحد کھولی۔ حضرت مولینا
امجد علی صاحب اعظمی نے وصیت کے مطابق غسل دیا۔ عین غسل کے وقت
ایک حاجی صاحب اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے آئے انھیں وصال
کی خبر ہوئی تحفہ میں زمزم شریف، مدینہ طیبہ کا عطر اور دیگر تبرکات ساتھ لائے
تھے۔ زمزم شریف میں کافور تر کیا گیا اور خلعت رخصت میں لگا دیا گیا مدنی تاجدار
صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے سرکاری عطائیں عین وقت پر پہنچیں۔ گھر میں
عورتوں اور باہر مردوں کا ایک ہجوم تھا سب نے اس مرد خدا اور شریعت کے عظیم
پیشوا کے چہرۂ پُر نور کی زیارت کی ـــ کاندھا دینے کے شوق میں آدمی پر آدمی
گر رہے تھے لوگوں کی بیخودی کا ایک ایسا عالم تھا جو کسی اور کے جنازے میں
نہیں دیکھا گیا حالت یہ تھی کہ جو شخص جنازے کے پاس پہنچ جاتا وہ اپنی جگہ سے
ہٹنے کا نام نہیں لیتا تھا۔ اس میں صرف سُنّی ہی نہیں بلکہ وہابی۔ رافضی اور
نیچری کافی تعداد میں شریک تھے ـــ ایک رافضی انتہائی کوشش اور پوری
قوت صرف کر کے جنازے تک پہنچ پایا اسے ایک سُنّی نے یہ کہہ کر ہٹا دیا کہ حیات العمر
اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کو تم لوگوں سے نفرت رہی جنازہ کو کاندھا نہ دینے دوں گا
اس نے کہا کہ اب ایسے حق گو مجھے کہاں ملیں گے بشر اب نہ روکو جنازہ ہر وقت
کم از کم چھتیس کاندھوں پر رہتا شہر میں کسی جگہ نماز کی گنجائش نہ تھی اس لئے
عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔ پہلے سے عیدگاہ کے کسی معین راستہ کا
اعلان نہ تھا مگر دور دو یہ چھتیں عورتوں سے اور راستے مردوں سے بھرے ہوئے
آپ کے جنازے کے منتظر تھے چنانچہ امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس

آخری جلوس کا نظارہ کتنوں ہی پُرنم آنکھوں نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر خوب خوب کیا معلوم ہوتا تھا کہ آج لوگوں کی عزیز ترین چیز دُنیا سے رخصت ہو رہی ہے اور وہ لوگ حسرت بھری نگاہ سے اس کو دیکھ رہے ہوں۔ "مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ" (یعنی ایک عالم دین کی موت دُنیا کی موت ہے) نقشہ دیکھنے والے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے — وصیت کے مطابق اہل عقیدت نعت خواں "کعبہ کے بدرالدجیٰ تم پہ کروروں درود" پڑھ رہے تھے جو آپ کے مشہور دیوان حدائق بخشش میں موجود ہے ؎

سالہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

کا حقیقی پیکر اور صحیح تصویر علم و دانش کی بزم کو ویران چھوڑ کر رحمت الٰہی کی آغوش میں جا رہا تھا — فقہ کی جزئیات کا ماہر دُنیا سے رخصت ہو رہا تھا۔ شمع شبستان عشق نبوت موت کی زبردست آندھیوں کی زد میں آکر خاموش ہو چکی تھی — صرف اپنوں ہی سے نہیں بلکہ غیروں سے بھی خراج عقیدت وصول کرنے والا جہان فانی سے منہ موڑ چکا تھا۔ اس موقع پر ہزاروں دل آپ کی جدائی کے صدمے سے بے قرار و مضطرب ہو رہے تھے ؎

جب سے ترے نائب خیر البشر پردے میں ہے پڑ گیا پردہ کچھ ایسا ہر نظر پردے میں ہے
ان کی تصنیفات عالی بعد ان کے دیکھئے رہبری کو اپنی ہیں گو راہبر پردے میں ہے
ایسی روپوشی کے صدقے ایسے پردے پر نثار چاندنی پھیلی ہوئی ہے اور قمر پردے میں ہے

یہی وہ پاک ہستیاں ہیں جن پر بظاہر موت کا ایک حجاب پڑ جاتا ہے لیکن بباطن اس زندگی سے بھی کہیں بہتر خدائے عزوجل کی بارگاہ سے وہ حیات جاوید

نصیب ہوتی ہے جس پر ہزاروں زندگیاں قربان کی جاسکتی ہیں ——— یہی وہ مردانِ خدا وخاصانِ کبریا ہیں جن کی عظمت و رفعت کے پاکیزہ و درخشاں نقوش مرورِ ایام ولیال سے دن بدن تابندہ تر ہوتے جاتے ہیں اور اس کے عروج و ارتقا کی ایک منزل ایسی بھی آتی ہے کہ جب اس کی شعاعیں کائنات پر چھا جاتی ہیں۔ یہی وہ شہیدانِ عشق و محبت ہیں جن کی حیاتِ مستعار کا ایک ایک لمحہ نغمۂ توحید و رسالت کے سنانے اور سننے میں بسر ہوتا ہے اور دنیا سے ان کی وابستگی صرف اس قدر ہوتی ہے جس قدر ان کے محبوب کی رضا کے مطابق ہوتی ہے ——— یہی وہ پاکباز انسان ہیں جو اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کے لئے اپنا عظیم سا عظیم سرمایہ اور عزیز سی عزیز ترین دولت خوشی کے ساتھ قربان کر دیتے ہیں۔ یہی وہ رہبرانِ راہِ اسلام ہیں جو راہ کی کلفتوں اور دشواریوں سے بے نیاز اپنی منزل کی جانب رواں دواں رہتے ہیں۔ کتے بھونکتے رہتے ہیں اور ان کا کاررواں تیز گام رہتا ہے ——— دنیا ان کو مجنون و پاگل گمان کرتی ہے لیکن وہ اس کے جنون و پاگل پن پہ مسکراتے ہیں ——— "جو ہیں دیوانے محمد کے وہی ہشیار ہیں"۔

یہ لوگ خداوند قدوس کے احکام و ارشادات مخلوق تک پہنچانے کے لئے آتے ہیں اور جذبۂ حق پرستی اور ایمان و ایقان کی ترویج و اشاعت میں باطل اور باطل پرستوں کو تھپک تھپک کر سلاتے نہیں بلکہ ان کو اپنی ٹھوکروں سے پامال کر کے صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیتے ہیں ——— ان کی ذاتِ مقدسہ جہاں رحمتِ الٰہی و رافتِ خداوندی کی شبنم ہوتی ہے وہاں قہرِ الٰہی کا نمونہ بھی

بن جاتی ہیں۔ شریعت کے مطابق جو شخص جس سلوک و برتاؤ کا اہل ہوتا ہے اس کے ساتھ ویسا سلوک و برتاؤ روا رکھتے ہیں ـــــ ان کی سختی بھی رحمت ہوتی ہے اور نرمی بھی کیونکہ ان کا ہر کردار و عمل کسی کو راضی و ناراض کرنے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ رضائے الٰہی کے لئے ہوتا ہے یہ اپنی طرف سے کوئی کام نہیں کرتے جو کرتے ہیں اور جو کہتے ہیں وہ حکم الٰہی سے ہوتا ہے ـــــ گویا ان کی نگاہ اس حقیقت کی پابند ہوتی ہے ؎

جب فی اللہ بغض فی اللہ کن شعار　　تا بیابی بر در دلدار بار

ماشاء اللہ کیا شان ہے ان لوگوں کی ؎

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود　　گرچہ از حلقوم عبداللہ شود

دشمنوں نے اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت قدس سرہ العزیز کو جادۂ حق سے برگشتہ و منحرف کرنے کے لئے کیا کیا نہ سازشیں کیں ـــــ آپ کو شریعت مطہرہ کے خلاف قدم اٹھانے پر کس کس طرح نہ مجبور کیا ـــــ وہابیوں دیوبندیوں رافضیوں اور دیگر مذاہب باطلہ و ادیان فاسدہ کے پرستاروں نے آپ کو ذلیل و رسوا کرنے کی خاطر کیسے کیسے منصوبے بنا لئے۔ مگر خود انھیں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ان کی تمام سازشیں اور ہر ایک ناپاک آرزو پوری ہونے سے پہلے مٹی میں مل گئی اور ایک محبوب خدا و مقبول بارگاہ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کی ذلت و رسوائی و تباہی و بربادی کا خواب دیکھنے والے خود ہی ذلیل و رسوا ہو گئے اور ان کے ناپاک تخیلات و نجس احساسات کی تیار کی ہوئی عمارت دھڑام سے زمین پر گر گئی جس کی حوصلہ شکن آواز پر صرف بند و پاک ہی کے

باطل پرست نہیں بلکہ دیگر ممالک کے حریفان حق وصداقت سرنگوں زمین پر آ رہے ـــــ وہابیت خاک میں مل گئی۔ دیوبندیت نے اپنا سر پیٹ لیا ـــــ رافضیت کا جنازہ شاہراہوں پر لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ قادیانیت کی تمام قوتوں نے دم توڑ دیا ـــــ نیچریت کی چلتی ہوئی مشین فیل ہو کر رہ گئی۔ غرضیکہ مجدد اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صدائے حق سے دنیا کی ہر ایک بد مذہبی وگمراہی کا شیرازۂ ہستی وعناصر وجود بکھر کر رہ گئے ـــــ باطل اور اہل باطل نے حامی حق کی فتح مبین کا رُوح پرور نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور انھوں نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ نصرت حق ان کے ساتھ نہیں بلکہ احمد رضا کے مبارک سر پر جلوہ فگن ہے ـــــ لیکن ان میں ایسوں کی تعداد بہت کم تھی جن کو ہدایت نصیب ہوئی اکثریت آفتاب حق کی کرنوں کو عالمگیر ہوتے ہوئے دیکھنے کے باوجود باطل کے ناپاک دامن سے اپنی وابستگی وتعلق ختم نہ کر سکے بالآخر اپنی اس ضد وہٹ دھرمی کے باعث رسوائے عالم و بدنام زمانہ ہو گئی۔

اور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے حقیقت پرست متبعین و اہل محبت روز اوّل کی طرح منزل حق وجادۂ تسلیم پر آخر تک گامزن رہے اور اپنے کامل الیقان وایمان اور جذبۂ حمایت اسلام وسنیت کے باعث چاند سورج کی طرح چمکتے رہے اور اب بھی چمکتے ہیں اور قیامت تک چمکتے رہیں گے کیونکہ حق تعالیٰ اپنے ایسے ہی جانباز ونیک سیرت بندوں کی مدد فرماتا ہے ـــــ حقیقی عزت وشوکت خدا کی جانب سے انھیں ایمان والوں کو میسر آتی ہے

اور مجلہ اقوام عالم پر انھیں کو بلندی و برتری حاصل ہوتی ہے۔" وانتم الاعلون ان کنتم مومنین" کی بشارت عظمیٰ انھیں لوگوں کو ملی ہے۔ آیت فتح مبین انھیں کے سروں پر سایہ گستاں ہوتی ہے اور یہ سعادت ہر بشر کو نہیں صرف ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جن کے ذریعہ رب تبارک تعالیٰ اپنے دین پاک کی ترویج و اشاعت و نشر و تبلیغ کا اہم کام پایۂ تکمیل تک پہنچاتا ہے ۔

ایں سعادت بزور بازو نیست　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ایسے مقدس گروہ سے جو فرد بھی الگ ہو جاتا ہے وہ بد مذہبی و گمراہی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس جماعت کا شیرازہ جس نے بکھیرنا چاہا وہ خود ہی انتشار و افتراق کی زد میں آگیا ــــ اس حزب خداوندی سے جس نے دشمنی مول لی وہ دین و ایمان کی عظیم نعمت سے محروم ہو کر دنیا کی نگاہوں میں ذلیل و رسوا ہو گیا ۔

اس جبل مستحکم سے دنیا کی جو بھی طاقت ٹکرائی پاش پاش ہو گئی ــــ اس بزم تابناک کو جس نے بھی خیر باد کہا وہ تاریکی و ظلمت کی ویرانیوں میں بھٹکنے لگا ــــ اس گلشن سے جس نے بھی منھ موڑا اس کو خزاں کے آتشیں تھپیڑوں نے جھلس جھلس کر موت کی آغوش میں سلا دیا ــــ اس سفینۂ نجات کو جس نے بھی چھوڑا وہ خوفناک لہروں میں پہنچ کر گم ہو گیا ــــ جو ان باخبروں سے بے خبر ہوا اس سے اپنے پرائے سب بے خبر ہو گئے اور اس کو خود اپنی بھی اس وقت تک کوئی خبر نہیں ملی جب تک وہ ان باخبروں کے دامن میں

نہیں آگیا ——— حضور سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی ذات گرامی ان ذوات مقدسہ میں ایک تھی جن کے لئے دُنیا ایک دو دن نہیں ہفتہ دو ہفتہ نہیں مہینہ دو مہینہ نہیں، برس دو برس نہیں بلکہ برسوں تک آنسو بہاتی رہتی ہے تعریف و توصیف کی آوازیں بلند کرتی رہتی ہے ۔ عقیدت و محبت سے نام لیتی رہتی ہے اور صرف دوست ہی نہیں بلکہ دشمنوں کی کثیر جماعت بھی ان کے فضل و کمال کا ذکر اچھے لفظوں میں کیا کرتی ہے

ع اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ بزرگی وہ ہے جس کا اعتراف دشمن بھی کریں ـــ آپ کے سانحۂ ارتحال پر کتنوں بد مذہبوں نے بھی آنسو بہائے اور انھوں نے نہایت تاسف کے ساتھ کہا کہ اسلامی علوم و فنون کا سب سے بڑا عالم دُنیائے رنگ و بو سے کوچ کر گیا اب کون ہے جو علم و دانش کی شمعیں روشن کرے گا ؎

جس نے روشن کر دیئے ہیں علم و دانش کے چراغ

پھر زمانے کو وہی احمد رضا درکار ہے

اب کس کی ذات عالی ہوگی جو گم گشتگان جادۂ حق کے لئے شمع منزل بن جائے گی۔ اب کس کی عظیم ترین شخصیت ہوگی جو مذہب و ملت کے رازہائے سربستہ کو نمایاں کرے گا ـــ اب کس کا وجود گرامی ہوگا جو بد مذہبوں کو خاموش کر کے ان کی لایعنی تقریروں اور تخریبی عناصر سے لبریز تحریروں مسلمانوں کے سنجیدہ طبقہ کو نجات دے گا ـــ اب کس کے میخانہ میں تشنہ کامان معرفت جام طریقت و ساغر عرفاں پی کر مست و سرشار ہو جائیں گے ؎

معارف کا سمندر موجزن ہے جس کے سینے میں وہ مقبولِ در خیر البشر احمد رضا تم ہو

اب کون بطلِ اعظم ہوگا جو حق و صداقت کی شمشیرِ بُراں بن کر باطل کو زیر و زبر کر دے گا — اب کون عالمِ حق گو ہوگا جو قصرِ نجدیت کے میناروں کو سرنگوں کر کے سُنّیت کے پرچم کو بلند و بالا کر دے گا ؎

جھکا دینا سکھا دو قصرِ نجدی کے مناروں کو غلامِ تاجدارِ بحر و بر احمد رضا تم ہو

اب کون عاشقِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوگا جو بُلبلِ باغِ مدینہ کی طرح نغمہ ریز و نوا سنج ہو کر دل کی پژمردہ کلیوں کو کھلا دے گا — اب کون شاعرِ سحر بیاں ہوگا جس کی تعریف و توصیف میں اس طرح کہا جائے گا ؎

یہی کہتی ہے بُلبلِ باغِ جناں کہ رضاؔ کی طرح کوئی سحر بیاں

نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیٔ طبع رضاؔ کی قسم

اے اسلام و سُنّیت کے مقدس تاجدار — اے شریعت و طریقت کے عظیم راہبر — اے علماء و فقہاء کے مُسلّم امام — اے علوم و معارف کے بحرِ بے پایاں — اے محفلِ ایمان و یقین کے محبوب مسند نشین — اے پروانۂ شمعِ رسالت —

تمھاری ذاتِ گرامی پر دل کی گہرائیوں سے ہزاروں سلام ہو ——

خدارا ہم غلاموں کی طرف بھی ایک نظر ؎

غلاموں کو بتا دو رہ شناسِ منزلِ عرفاں

کہ اس منزل کے اچھے راہبر احمد رضا تم ہو

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاَرْضَاہُ عَنَّا بِالرِّضَی السَّرْمَدِیِّ

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی مقبولیت

استاذ محترم جلالۃ العلم حضرت مولینا حافظ عبدالعزیز صاحب مرادآبادی دام ظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور ضلع اعظم گڈھ بیان فرماتے ہیں کہ میری زندگی کا سب سے بہترین زمانہ دارالخیر اجمیر شریف کی حاضری کا وہ دور طالب علمی ہے جس میں نو سال تک خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضری نصیب ہوئی اور استاذ محترم حضرت صدرالشریعۃ علیہ الرحمہ کی کفش برداری کا شرف حاصل رہا۔ اس مبارک زمانے میں اکثر علماء و مشائخ و بزرگان دین کی زیارت میسر آتی تھی انھیں بزرگوں میں سے حضرت دیوان سید آل رسول صاحب سجادہ نشین آستانۂ عالیہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں صاحب قبلہ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جو بڑے بلند پایہ بزرگ تھے" دیوان صاحب کے یہاں تشریف لایا کرتے تھے موصوف کی خدمت میں حاضری ہوا کرتی تھی وہ اکثر بزرگان دین کے واقعات بیان فرمایا کرتے تھے ـــــ ایک روز حضرت موصوف نے فرمایا کہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ میں ایک شامی بزرگ دہلی سے تشریف لائے ان کی آمد کی خبر پاکر ان سے ملاقات کی۔ بڑی شان و شوکت کے بزرگ تھے طبیعت میں بڑی بے نیازی تھی مسلمان جس طرح عربوں کی خدمت کیا کرتے ہیں اسی طرح ان کی بھی خدمت کرنا چاہتے تھے نذرانہ پیش کرتے تھے مگر وہ قبول نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے بفضلہٖ تعالیٰ میں فارغ البال

ہوں مجھے ضرورت نہیں ان کے اس استغنا اور طویل سفر سے تعجب ہوا عرض کیا
حضرت! یہاں تشریف لانے کا سبب کیا ہے فرمایا مقصد تو بڑا زریں تھا
لیکن حاصل نہ ہوا جس کا افسوس ہے واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ رصفر ۱۳۴۰ھ کو
میری قسمت بیدار ہوئی خواب میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب
ہوئی دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور صحابہ کرام
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضر دربار ہیں لیکن مجلس پر ایک سکوت
طاری ہے قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی کا انتظار ہے میں نے بارگاہ رسالت
میں عرض کیا فِدَاكَ أَبِيْ وَ أُمِّيْ کس کا انتظار ہے فرمایا احمد رضا کا
انتظار ہے میں نے عرض کیا احمد رضا کون ہیں فرمایا ہندوستان میں بریلی
کے باشندے ہیں بیداری کے بعد میں نے تحقیق کی معلوم ہوا مولنٰنا احمد رضا
خاں صاحب بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور بقید حیات ہیں مجھے مولنٰنا
کی ملاقات کا شوق ہوا میں ہندوستان آیا اور بریلی پہنچا تو معلوم ہوا کہ ان کا
انتقال ہوگیا اور وہی ۲۵ رصفر ان کی تاریخ وصال تھی میں نے طویل سفر حضرت
ان کی ملاقات کے لئے ہی کیا تھا لیکن افسوس کہ ملاقات نہ ہو سکی ——
اس سے اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبولیت بارگاہِ رسالت میں
معلوم ہوتی ہے کیوں نہ ہو عاشقانِ رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم یوں ہی
نوازے جاتے ہیں ؎

پلا دو ہم کو بھی پیالہ حبِ رسول اللہ
کہ محبوب دو خیرالبشر احمد رضا تم ہو

علماءِ مکہ معظمہ کی نظر میں

حضور سیدی وسندی ومولائی اعلیحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی تعریف وتوصیف میں علماء مکہ مکرمہ نے جو کچھ کہا ہے وہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ آپ کی شان وشوکت اور عزت وعظمت کا ایک پہلو اس سے اُجاگر ہوتا ہے کیوں کہ یہ خیالات عوام کے نہیں بلکہ ان جلیل القدر مفتیوں اور گرامی قدر عالموں کے ہیں جن کے قلب ونظر میں ایمان وایقان کی شمع روشن تھی اور اس جادۂ حق کے راہرو تھے جو انسانیت کی عظیم ترین منزل سے ہم کنار کرتا ہے ....

- استاد علماء حرم مولینا سید اسعد اللہ صاحب مفتی شافعیہ تحریر فرماتے ہیں۔

  "اُن دماہر جو اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی طرف سے جہاد وجدال کرتا ہے۔ میرے بھائی میرے معزز حضرت احمد رضا خاں اللہ انھیں ان کے بیان پر عمدہ جزا عطا فرمائے ان کی کوشش قبول کرے اہل کمال کے دلوں میں اس کی عظیم وقعت پیدا کرے۔ آمین

- مکہ معظمہ کے خطیب اور اماموں کے سردار مولینا شیخ ابوالخیر مراد صاحب کی تحریر۔

  "علامۂ فاضل کہ اپنی آنکھوں کی روشنی سے مشکلوں اور دشواریوں کو حل کرتا ہے احمد رضا خاں جو اسم بامسمیٰ ہے اس کے کلام کا موتی اس کے معنی کے جوہر سے مطابقت رکھتا ہے بار کیونکہ

خزانہ گنجینوں سے چھپا ہوا معرفت کا آفتاب جو ٹھیک دوپہر کو چمکتا ہے
علموں کی مشکلات ظاہرہ و باطن نہایت عقدہ کھولنے والا جو اس کے
فضل پر آگاہ ہو کہے کہ اگلے پچھلوں کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے ۔
اللہ تعالیٰ اس کی ذات اور اس کی تصنیفات سے اگلوں پچھلوں
کو نفع بخشے اور اس کی زندگی سے تمام جہان کو بہرہ مند کرے
اللہ تعالیٰ اعلیٰحضرت کو سب مسلمانوں کی طرف سے جزائے کثیر دے
وہ رہتی دنیا تک حق کا نشان بلند کرتا اہل حق کو مدد دیتا رہے۔
ہمیشہ عنایات الٰہی کی نگاہ اس پر رہے ۔ قرآن عظیم ہر دشمن
وحاسد و بدخواہ کے مکر سے اس کی حفاظت کرے صدقہ ان کی
وجاہت کا جو انبیاء و مرسلین کے خاتم ہیں "

● سابق مفتی حنفیہ مولینا صالح کمال صاحب ۔

" عالم علامہ فضائل کا دریا ۔ علمائے عمائد کی آنکھوں کی
ٹھنڈک حضرت مولینا محقق زمانے کی برکت احمد رضا خاں بریلوی
الٰہی درود وسلام نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے
آل وصحابہ اور نیک پیروؤں پر بالخصوص احمد رضا خاں
اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے "

● آفتاب علوم مولینا شیخ علی بن صدیق کمال ۔

" امام پیشوا روشن ستارہ وہابیہ کی گردن پر تیغ براں
اُستاد معظم نامور مشہور ہمارا سردار ہمارا پیشوا احمد رضا خاں بریلوی

اللہ اُسے سلامت رکھے دین کے دشمنوں پر اس کو فتح دے
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت کا صدقہ اور اس پر سلام ہو۔"

- عالم کبیر شیخ محمد عبدالحق مہاجر الہ آبادی

"علامہ عالم جلیل دریائے زخار پر گو بسیار فضل کثیر الاحسان دلیر دانائے بلند ہمت ذہین دانشمند۔ بحر ناپیدا کنار شرف وعزت وسبقت والا صاحب ذکا ستھرا نہایت کرم والا ہمارا مولیٰ کثیر الفہم الحاج احمد رضا خاں وہ جہاں ہو اللہ اس کا ہو ہر جگہ اس کے ساتھ لطف فرمائے۔"

- محافظ کتب حرم محترم مولینا سید اسمٰعیل خلیل صاحب کی تحریر۔

"عالم باعمل فاضل کامل منقبتوں اور فخروں والا اس کا مثل ظاہر کرے اگلے پچھلوں کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے۔ یکتائے زمانہ اپنے وقت کا یگانہ مولینا حضرت احمد رضا خاں صاحب وہ کیوں نہ ایسا ہو کہ علماء اس کے لئے ان کے فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں۔ اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا تو علماء مکہ اس کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے بلکہ میں کہتا ہوں اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو البتہ حق وصحیح ہو۔ اللہ بڑا احسان والا اُسے سلامت رکھے اللہ اسے دین اور اہل دین کی طرف سے سب میں بہتر جزا عطا کرے اسے اپنے احسان اپنے کرم سے اپنا فضل اپنی رضا بخشے۔"

● زینت علماء مولینا سید مرزوق ابو حسین صاحب ۔

"بیشک مجھ پر اللہ کا احسان ہوا کہ میں حضرت عالم علامہ
سے ملا زبردست عالم دریائے عظیم الفہم جن کی فضیلتیں وافر،
بڑائیاں ظاہر دین کے اصول و فروع میں تصانیف متکاثر ہیں میں نے
ان کا اچھا ذکر اور بڑا مرتبہ پہلے ہی سنا تھا اور ان کے بعض تصانیف
کے مطالعہ سے مشرف ہوا تھا جن کے نور سے حق روشن ہو تو ان کی
محبت میرے دل میں جم گئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے ان کی ملاقات
سے احسان فرمایا میں نے وہ کمال ان میں دیکھے جن کا بیان
طاقت سے باہر ہے میں نے علم کا کوہ بلند دیکھا جس کے نور کا
ستون اونچا ہے اور فتوؤں کا دریا جس سے مسائل نہروں کی
طرح چھلکتے ہیں ۔ سیراب ذہن والا ایسے علوں کا صاحب جن سے
فساد بند کئے گئے ۔ تقریر علوم دین میں طاقتور زبان والا جو
علم کلام وفقہ و فرائض پر غلبہ کے ساتھ حاوی ہے توفیق الٰہی سے
مستحبات وسنن وواجبات و فرائض پر محافظت والا عربیت
حساب کا ماہر منطق کا دریا جس سے اس کے موتی حاصل کئے
جاتے ہیں ۔ علم اصول کا آسان طریقہ (ایجاد) کرنے والا حضرت مولینا
علامہ فاضل بریلوی حضرت احمد رضا مجھے انھیں دیکھ کر یہ قول یاد آیا

؎ قافلے جانب احمد سے جو آتے تھے یہاں
حال دریافت پہ سنا تھا نہایت اچھا

جب ملے ہم تو خدا کی قسم ان آنکھوں نے
اس سے بہتر نہ تھا جو نظر نے دیکھا

ان حضرات کے علاوہ عالم باعمل شیخ عمر بن ابی بکر باجنید صاحب سردار علما رمکہ مالکیہ مفتی مولینا عابد حسین صاحب، حضرت مولینا علی بن حسین صاحب مالکی، جناب مولینا جمال بن محمد بن حسن صاحب، مولینا اسعد بن احمد صاحب مدرس حرم شریف، سردار المدرسین مولینا شیخ عبدالرحمن صاحب دہان، مولینا محمد یوسف صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ، مولینا شاہ امداد اللہ صاحب مکی مدرس مدرسہ احمدیہ حرم شریف، زینت علما مولینا محمد بن یوسف خیاطی صاحب، حضرت مولینا محمد صالح بن محمد فاضل صاحب، مولینا شیخ محمد سعید بن محمد یمانی صاحب اور حضرت مولینا حامد احمد محمد صاحب جداوی نے بھی آپ کے فضل و کمال خداداد علمی قابلیت، تقویٰ پرہیزگاری، مرتبہ احیار سنت وتجدید ملت، اشاعت اسلام وسنیت، حق گوئی و بیباکی، و دیگر خوبیوں کا اعتراف احترام و عقیدت سے لبریز تحریروں سے کیا ہے جن کو بخوف طوالت کتاب یہاں نقل نہیں کیا گیا۔

علماء مدینہ منورہ کی نظر میں

● جناب تاج الدین الیاس صاحب مفتی حنفیہ کی تحریر۔

"عالم ماہر علامہ مشہور جناب مولینا فاضل حضرت احمد رضا خاں کو علمائے ہند سے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے

ثواب کو بسیاری دے ان کا انجام خیر کرے۔ اللہ انھیں اپنے نبی اور دین و مسلمین کی طرف سے سب میں بہتر جزا عطا فرمائے ان کی عمر میں برکت دے یہاں تک کہ اس کے سبب بد بخت گمراہوں کے سب شبہے مٹا دے۔"

- مفتی مدینہ مولینا عثمان بن عبد السلام داغستانی کی تحریر۔

"ہمارا مولی علامہ دریائے عظیم الفہم حضرت احمد رضا خاں اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے انھوں نے اپنے فتوی سے شفا دی اللہ تعالیٰ حضرت احمد رضا خاں کو جزائے خیر عطا کرے ان میں اور ان کی اولاد میں برکت رکھے اسے ان میں سے کرے جو قیامت تک حق بولیں گے۔"

- شیخ مالکیہ سید شریف سردار مولینا سید احمد جزائری کی تحریر۔

"حضرت جناب احمد رضا خاں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کی زندگی سے بہرہ مند فرمائے سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں اس کی تائید اس کی مدد حضرت احمد رضا خاں پر اللہ تعالیٰ انھیں درازی عمر اور اپنی جنتوں میں ہمیشگی نصیب کرے۔"

- حضرت خلیل بن ابراہیم خربوتی صاحب کی تحریر۔

"عالم علامہ فاضل کامل مولوی احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ ادنیک مسلمانوں کو اس سے نفع پہنچائے اسے اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے خیر جزا عطا فرمائے۔"

● مولانا سید محمد سعید شیخ الدلائل صاحب کی تحریر۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے جسے پسند کیا اسے خدمت شریعت کی توفیق بخش اور نہایت تیز فہم عطا کر کے مددی تو جب شبہ کی رات اندھیری ڈالے وہ اپنے آسمان علم سے ایک چودھویں رات کا چاند چمکاتا ہے ان حافظان شریعت اعلیٰ درجہ کے کامل علماء پر کھنے والوں میں سب سے زیادہ عظمت والوں سے کثیر العلم عظیم الفہم حضرت جناب مولوی احمد رضا خاں"۔

● فاضل جلیل مولینا محمد بن احمد عمری صاحب کی تحریر۔

"عالم علامہ مرشد محقق کثیر الفہم عرفان ومعرفت والا اللہ عز وجل کی پاکیزہ عطاؤں والا ہمارا سردار استاد دین کا نشان وستون فائدہ لینے والے کا معتمد و پشت پناہ فاضل حضرت احمد رضا خاں اللہ تعالیٰ اس کی زندگی سے بہرہ مند فرمائے اس کے فیض کے نوروں سے علموں کے آسمان روشن رکھے اسلام ومسلمین کی طرف سے سب سے زیادہ کامل پیمانہ سے اس کا ثواب ادا کرے"۔

● مولینا سید عباس بن سید محمد رضوان صاحب کی تحریر۔

"علامہ امام تیز ذہن بالا ہمت خبردار صاحب عقل صاحب جلالت یکتائے دہر و زمانہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی حنفی وہ ہمیشہ معرفتوں کا پھولا پھلا باغ ہے اور علوم وفقہ کی منزلوں میں سیر کرتا ہوا ماہ تمام اللہ تعالیٰ مجھے اور اُسے ثواب عظیم عطا فرمائے

حسن عاقبت نصیب کرے ہم سب کو حسن خاتمہ روزی کرے ان کے
ہم سایہ میں جو سارے جہاں سے بہتر اور چودھویں رات کے
چاند ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"۔

- شاخ آراستہ مولینا عمر بن حمدان کی تحریر۔

"عالم علامہ کمال ادراک عظیم فہم والا ایسی تحقیق والا جو عقل کو
حیران کردے جناب حضرت احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ اس کی
جان کی نگہبانی فرمائے۔ اور اس کی شادمانی ہمیشہ رکھے"۔

- جناب سید محمد صاحب بن محمد مدنی کی تحریر۔

"عالم علامہ مشکلات علوم کا کشادہ کرنے والا اپنی توضیح شافی
وتقریر کافی سے ان منطوق ومفہوم کا ظاہر کردینے والا حضرت
احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ اس کا حال وکام اچھا کرے آمین
اللہ تعالیٰ اس کو بہترین اُمت سے نہایت کامل جزا عطا کرے اُسے
اور جتنے لوگ اس کی پناہ میں ہیں انھیں اپنا قرب بخشے اس سے
سنّت کو قوت دے اور بدعت کو ڈھائے آمین اللہم آمین"۔

آپ کے خُلفائے کرام

خود آپ کی کتاب "الاستمداد" کی روشنی میں

تیرے رضا پہ تیری رضا ہو — اس سے غضب تھراتے یہ ہیں
بلکہ رضا کے شاگردوں کا — نام لئے گھبراتے یہ ہیں
حامد[۱] منّی اَنا من حامد — حمد سے ہمد کراتے یہ ہیں
عبد[۲] سلام سلامت جس سے — سخت آفات میں آتے یہ ہیں
میرے ظفر[۳] کو اپنی ظفر دے — اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں
میرا امجد[۴] مجد کا پکا — اس سے بہت کچیاتے یہ ہیں

---

[۱] حضرت مولینا حجۃ الاسلام محمد حامد رضا خاں صاحب قادری نوری برکاتی خلف اکبر وخلیفہ اعلیحضرت علیہ الرحمہ ۱۲

[۲] حضرت حامی السنن مولنٰا مولوی محمد عبد السلام صاحب علیہ الرحمہ قادری برکاتی رضوی جبلپوری خلیفہ اعلیحضرت قدس سرہ العزیز ۱۲

[۳] حضرت ملک العلما مولنٰا مولوی محمد ظفرالدین صاحب بہاری قادری برکاتی رضوی (علیہ الرحمہ) خلیفۂ اعلیحضرت علیہ الرحمہ ۱۲

[۴] حضرت صدرالشریعہ مولینا حکیم محمد امجد علی صاحب اعظمی قادری برکاتی رضوی مصنف بہار شریعت خلیفہ اعلیحضرت علیہ الرحمہ ۱۲

میرے نعیم الدین[۵] کو نعمت | اس سے بلائیں سماتے یہ ہیں
احمد اشرف[۶] حمد و شرف لے | اس سے ذلت پاتے یہ ہیں
مولینا دیدار علی[۷] کو | کب دیدار دکھاتے یہ ہیں
مجبور احمد مختار[۸] ان کو | کرتا ہے مرجاتے یہ ہیں
عبد علیم[۹] کے علم کو سُن کر | جہل کی بہل بھگاتے یہ ہیں
ایک اک وعظ عبد الاحد[۱۰] پر | کتنے سنکھنے پھُلاتے یہ ہیں
بخش رحیم[۱۱] پہ رحمت جس سے | آرے کے نیچے آتے یہ ہیں

---

۵ حضرت صدر الافاضل مولینا نعیم الدین صاحب چشتی اشرفی قادری برکاتی خلیفہ اعلیحضرت رضی اللہ عنہ ۱۲

۶ حضرت بابرکت مولینا سید ابو المحمود احمد اشرف اشرفی جیلانی تلمیذ اعلیحضرت قدس سرہ العزیز ۱۲

۷ حضرت مولینا مولوی ابو محمد سید دیدار علی صاحب رضوی الوری علیہ الرحمہ خلیفہ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲

۸ حضرت مولینا مولوی احمد مختار صاحب صدیقی میرٹھی قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمہ خلیفہ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲

۹ حضرت مولینا مولوی حاجی محمد عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی قادری برکاتی رضوی خلیفہ اعلیحضرت علیہ الرحمہ ۱۲

۱۰ سلطان الواعظین حضرت مولینا مولوی حاجی عبد الاحد صاحب قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمہ خلیفہ اعلیحضرت علیہ الرحمہ ۱۲

۱۱ حضرت مولینا مولوی محمد رحیم بخش صاحب آروی قادری برکاتی رضوی خلیفہ اعلیحضرت قدس سرہٗ

جوہر منشی لعلؔ پہ ہیرا   کھا مرے کو منگاتے یہ ہیں
آل الرحمٰنؔ برہانؔ الحق   شوق پہ برق گراتے یہ ہیں
تازہ ضرب شفیع احمدؔ سے   کہنہ بچھنار اٹھاتے یہ ہیں
دے حسنینؔ وہ تقبیح ان کو   جس سے برے کھسیاتے یہ ہیں
ان پہ کرم رکھ سر پہ قدم رکھ   تیرے ہی کہلاتے یہ ہیں

تیرے گدا ہیں تجھ پہ فدا ہیں
تیرا ہی کھاتے گاتے یہ ہیں

۱۲؎ حضرت مولینا مولوی منشی حاجی محمد لعل محمد خاں صاحب مدراسی قادری برکاتی رضوی خلیفۂ اعلیحضرت علیہ الرحمہ ۱۲

۱۳؎ شاہزادۂ اعلیحضرت مولنا مولوی محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب مفتی اعظم ہند مدظلہ العالی قادری، برکاتی نوری خلیفۂ اعلیحضرت علیہ الرحمہ ۱۲

۱۴؎ حضرت مولینا مولوی محمد عبد الباقی برہان الحق جبلپوری قادری برکاتی رضوی خلف رشید حضرت مولینا عبد السلام صاحب وخلیفۂ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲

۱۵؎ حضرت مولینا مولوی محمد شفیع احمد صاحب بیسلپوری قادری برکاتی رضوی خلیفۂ اعلیحضرت علیہ الرحمہ ۱۲

۱۶؎ حضرت مولینا مولوی حسنین رضا خاں صاحب بریلوی قادری برکاتی نوری نبیرہ و خلیفۂ اعلیحضرت و خلف اوسط حضرت مولینا حسن رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ ۱۲

اکابر اسلام کی نظروں میں

● ایک روز حضور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ' روتے روتے سو گئے' تو خواب میں حضرت جد امجد مولینا مفتی شاہ رضا علی خاں صاحب علیہ الرحمہ کی زیارت ہوئی، فرماتے ہیں عنقریب ایک صاحب آئیں گے جو آپ کے دل کی دنیا بدل دیں گے چنانچہ چند روز کے بعد حضرت مولینا شاہ عبدالقادر صاحب قادری بدایونی علیہ الرحمہ جلوہ آرائے بریلی ہوئے آپ سے ملاقات ہوئی اور اپنے ہمراہ حضرت فیض الدرجت سیدنا شاہ آل رسول صاحب قادری برکاتی قدس سرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لے گئے حضرت نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا تشریف لائیے ہم تو کئی روز سے انتظار کر رہے ہیں — آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت کیا اور اسی وقت خلافت سے بھی سرفراز فرمایا حاضرین مجلس یہ کیف منظر دیکھ کر حیران تھے عرض کی حضور یہ اس بچے پر اتنا کرم کیسے ہوا فرمایا۔

"اے لوگو تم احمد رضا کو کیا جانو کل بروز قیامت مولیٰ عزوجل فرمائے گا اے آل رسول تو دنیا سے کیا لایا تو میں احمد رضا کو پیش کر دوں گا، یہ چشم و چراغ خاندان برکات ہیں"

● حضرت سیدنا شیخ المشائخ مولانا علی حسین صاحب کچھوچھوی علیہ الرحمہ اپنے خدام و مریدین سے فرمایا کرتے تھے میرا مسلک شریعت و طریقت میں وہی ہے جو حضور پُرنور اعلیٰحضرت مولینا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ عنہ' کا ہے لہذا میرے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہنے کے لئے سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ

کی تصانیف ضرور زیر مطالعہ رکھو۔

● حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولینا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی کے والد محترم حضرت استاذ الشعراء مولینا محمد معین الدین صاحب نزہت کا واقعہ ہے کہ وہ پہلے بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی کے مرید ہو گئے یہ وہ زمانہ تھا کہ بد مذہب بڑی عیاری اختیار کئے ہوئے تھے۔ بانی مدرسہ دیوبند نے حضرت کو میلاد شریف صلاۃ وسلام کے ساتھ پڑھنے کی اجازت دیدی اور بہت اچھا عمل بتایا لیکن جب آپ کو حسام الحرمین شریف دکھایا تو حیران رہ گئے اور بیعت توڑ کر سیدنا اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ سے مرید ہو گئے اور فرمایا ؎

پھرا ہوا ہوں اس گلی سے نزہت ہوں جس میں گمراہ شیخ و قاضی
رضائے احمد اسی میں سمجھوں گا مجھ سے احمد رضا ہوں راضی

● دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ وصال کے بعد جب آپ کے مزار پاک پر حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ حاضر ہوئے تو بچشم اشکبار فرماتے کہ حقیقت یہ ہے کہ دین ملا تو یہاں سے ان کو اعلیحضرت کی تحقیقات پر اتنا اعتماد تھا کہ فرمایا کرتے تھے کہ میری نظر میں اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کی تحقیقات علامہ شامی کی تحقیقات سے کئی درجہ بلند ہیں۔

● حضرت صدر الشریعۃ علامہ حکیم مولینا محمد امجد علی صاحب قبلہ مصنف بہار شریعت علیہ الرحمہ کی بلند پایہ جامع معقول و منقول شخصیت سے جب علماء و فضلاء متاثر ہوتے اور داد و تحسین سے یاد کرتے تو حضرت فرمایا کرتے کہ یہ سب سرکار اعلیحضرت کی نظر عنایت ہے۔

● حضرت شیخ المحدثین مولینا سید محمد دیدار علی صاحب الوری علیہ الرحمہ کے صدر الافاضل علیہ الرحمہ سے دوستانہ تعلقات بہت وسیع تھے ایک دفعہ آپ مراد آباد جلوہ آرا ہوئے صدر الافاضل (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ بریلی شریف میں اعلیحضرت مولینا شاہ احمد رضا خاں صاحب (جو ایک بہت بڑے عالم باعمل ہیں) کی زیارت کے لئے چلئے حضرت نے فرمایا میں انھیں جانتا ہوں پٹھان خاندان سے ہیں طبیعت سخت اور غصہ زیادہ ہے الغرض مختصر یہ کہ حضرت صدر الافاضل اپنے دوستانہ زور کے تحت لے گئے جب مصافحہ ہوا تو حضرت شیخ المحدثین نے کہا حضور مزاج کیسے ہیں ؟ تو سیدنا اعلیحضرت نے فرمایا بھائی کیا پوچھتے ہو پٹھان خاندان سے ہوں طبیعت سخت اور غصہ زیادہ ہے حضرت شیخ المحدثین حیران تھے دست بوسی فرمائی سلسلۂ عالیہ میں داخل ہوئے اور خلافت سے بھی نوازے گئے ۔

● شیخ وقت حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد میاں صاحب شرقپوری علیہ الرحمہ کو خواب میں حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ السبحانی کی زیارت ہوئی میاں صاحب نے دریافت کیا حضور ! اس وقت دُنیا میں آپ کا نائب کون ہے ۔ ارشاد فرمایا "بریلی میں احمد رضا" بیداری کے بعد حضرت قبلہ میاں صاحب جلوہ آرائے بریلی ہوئے اور حضور اعلیحضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مُشرف ہوئے واپس آکر فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک پردہ سے پیچھے حضور علیہ الصلاۃ والتسلیم بتاتے ہیں اور احمد رضا بولتے ہیں ؎

پلا دو مجھ کو بھی پیالہ حب رسول اللہ کہ محبوب در خیر البشر احمد رضا تم ہو

نگارشاتِ گرانمایہ

بارگاہِ رضویت میں اہلسنّت کے جلیل القدر علماء و مشائخ کا نذرانۂ عقیدت

"مجدد اسلام" کی کتابت کے دوران ذی الحجہ [illegible]ھ؍ اپریل [illegible]ء کی ایک شب میں ماہنامہ "تجلیات" ناگپور کے خاص نمبر "مجدد اعظم" کی زیارت کا شرف حاصل ہوا - یہ خاص نمبر دو تین ماہ قبل ہی سے میرے پاس تھا مگر میں اس کی افادیت و جامعیت سے قطعاً بے خبر رہا - اس میں علماء اہلسنت کے مستند و مشہور اکابر کے گرانقدر و بصیرت افروز مضامین نظم و نثر نگاہوں سے گزرے تو مجھے فوراً اشتیاق ہوا کہ یہ مضامین جو حضور سیدی اعلیحضرت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ کی عظیم علمی شخصیت پر بھرپور روشنی ڈالنے والے ہیں اگر "مجدد اسلام" میں شریک کر لئے جائیں تو آپ کی بارگاہِ عالی سے وابستہ حضرات کے لئے نہایت معلوماتی اور بیحد مفید ثابت ہوں گے -

دوسرے دن ڈاک سے محترمی محمد سعید صاحب انصاری مالک جیلانی کتبخانہ کانپور کو خط لکھا کہ "مجدد اسلام" کی کتابت رکوا دیں کچھ بہترین مضامین کتاب کے مناسب مقامات پر ضم کرنے ہیں، یہ خط سپرد ڈاک کرنے کے بعد مجھے یک گونہ

مسرت ہوئی اور میری عقیدت نے فیصلہ کیا کہ یہ گرانقدر مضامین کا اضافہ حضور اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے روحانی تصرّف کا نتیجہ وثمرہ ہے۔

حسب ذیل "نگارشات گرانمایہ" کو آپ بھی ملاحظہ فرمانے کے بعد یہی کہیں گے کہ کتاب میں ان کی شمولیت نے چار چاند لگا دیئے ہیں اور کتاب کی وقعت وعظمت میں دلکشی ومقبولیت کے پہلو بہت ہی اُجاگر کر دیئے ہیں۔ حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمہ کا مضمون "مجدد اعظم" سب سے زیادہ بسیط اور حضور اعلیحضرت کی "شان تجدید" کے اظہار وبیان میں معرکۃ الآرا مضمون ہے۔

حضرت مولینا الحاج مفتی علامہ شاہ محمد برہان الحق صاحب قادری رضوی جبلپوری مدظلہ العالی کے مضمون کا عنوان ہے "تنویر جلال مجدد اعظم" جو مجدد اعظم بریلوی قدس سرہٗ کے علمی وتجدیدی کارناموں کی عالمانہ ومحققانہ طرز پر وضاحت کر رہا ہے۔ حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب قادری بریلوی مدظلہ العالی نے "ایک تاریخی خط" پیش کر کے وہابیت نواز اور دیوبندیت وندویت کے دمساز افراد وانجمنوں کو قبولیت حق کی دعوت اور فکر ونظر کا پیغام دے رہے ہیں ساتھ ہی "مجدد اسلام" کی مجددانہ عظمت ورفعت کی ایمان افروز داستان بھی سُنا رہے ہیں۔

خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آبادی نے "امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ" کی بارگاہ میں عقیدت ومحبت کا نذرانہ اس انداز میں پیش کیا ہے کہ ایمان ویقین کی بہاریں حیات افروز نغمے جھوم جھوم کر گانے لگتی ہیں اور ساز فطرت سے وہ آواز اُبھرنے لگتی ہے جو دل کی دنیا میں ایک خوشگوار روحانی وعرفانی انقلاب برپا کر دیتی ہے۔ حضرت مولینا الحاج

محمد رجب علی صاحب قادری رضوی مفتی اعظم نانپارہ کی نظم "مجدد اعظم امام اہلسنت" ان کی دلی عقیدت و محبت کی پُرسوز آواز اور پُر خلوص جذبات کی عکس جمیل ہے ع

کہتے ہی کہتے عمر گزر جائے گی مری

(مرتب)

۸۶۔

مجددِ اعظم قدس سرہٗ

از محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمہ

خطبۂ صدارت جو جشن یوم ولادت اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے موقع پر ماہ شوال ۱۳۷۹ھ میں ناگپور کے ایک عظیم الشان جلسہ میں خطیب مشرق حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

(غلام محمد خاں ناظم جماعت اہلسنت کرگنج ناگپور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمد اللہ الاحد رضاہ لسیدنا احمد واصلی واسلم علی سیدنا احمد رضاء اللہ الواحد الصمد وعلی جمیع من رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ احمد الرضاء من الازل الی الابد اما بعد۔ پیارے سنی بھائیو! یہ شوال کا مہینہ ہے اور

یہ اپنی ایک عظیم خصوصیت کی وجہ سے مستحق ہے کہ ہم اس ماہ کا نام اہل سنت وجماعت ہند کا مہینہ نام رکھیں کیونکہ اس مہینہ میں ہندوستان میں اس قدم کا ظہور ہوا جس کی بلندی کو نہ صرف ہند بلکہ عرب وعجم کے تمام دینی وروحانی اراکین دین متین واساطین حق مبین کے جھکے ہوئے سروں نے قبول کرلیا اور اس قدم کے نشان کو بھی معظم ومکرم رکھا۔

یادگار منانے پر عقلی ونقلی دلیل

ہمارا اور آپ کا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ زندہ قومیں ان کی قومیت کی شیرازہ بندی جن کے ہاتھوں سے ہو چکی اس کی یادگار مناتی ہیں اور اس کو اپنی قومی زندگی کا بیمہ سمجھتی ہیں۔ دنیا نے مان لیا ہے کہ جو قوم اپنے قومی محسنوں کو بھول گئی تو زندگی نے ساری قوم کو بھلا دیا اور موت کے منہ میں ڈال دیا یہ قومیت کا فطری جذبہ نہ کسی دلیل نقلی کا محتاج ہے نہ برہان عقلی کا، اس کا تعلق صحیح انسانیت اور درستی ہوش وحواس سے ہے جو افراد محسنین قوم کی یادگار منانے سے چڑھنے لگتے ہیں تو ان کو دنیا نے نہ صرف یہ کہ قومیت سے خارج قرار دیا بلکہ انھیں ایک خاص قسم کا پاگل سمجھ لیا گیا۔

یادگار منانا چونکہ فطری جذبہ ہے۔ لہذا اسلام جس کا دوسرا نام ہی دین فطرت ہے اس میں اس جذبہ کو اجاگر رکھنے کی تعلیم اپنے روحانی انداز میں بہت صاف وصریح ہے، یہ جو قرآن عظیم میں ارشاد ہوا کہ وذکرھم بایام اللہ اللہ تعالیٰ کے دنوں کو یاد دلاتے رہو تو یوں تو سب دن اللہ کے ہیں مگر کچھ ایسے دن بھی تو ہیں جن دنوں کو خاصان حق وبرگزیدان حق نے خصوصیات

عطا فرما دیں اور جن کی یاد سے اللہ تعالیٰ یاد آجاتا ہے جس کے اذن عطا نے اس دن کو سنوار دیا ۔ ایسے دن جس کی بدولت حاصل ہوں اس کا گویوم ولادت سے وقت وفات تک کا ہر دن اور وفات سے لے کر حشر تک کا ہر دن وللاٰخرۃ خیرٌ لک من الاولیٰ والے آقا کے وسعتِ دامان میں پلتا ہی رہتا ہے اور بڑھتا ہی رہتا ہے۔ مگر ان سارے دنوں میں انتخاب قدرت یوم پیدائش ویوم وصال ویوم حشر ونشر ہے ۔

یادگار منانے پر اعتراض اور جواب

چونکہ بات ایسی آپڑی ہے جس کا زیادہ واضح کر دینا ضروری ہو چکا ہے لہٰذا اس سلسلہ میں چند منٹ میں آپ کے اور لوں گا ۔ واقعہ یہ ہے کہ پچھلے سالوں میں شہر بہرائچ کے ایک فرقہ وارانہ اجتماع میں مدرسۂ دیوبند کے مہتمم نے عید میلاد النبی منانے والوں پر جارحانہ حملہ کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ کسی شخصیت کی اہمیت کی تاریخ اس کی پیدائش کی تاریخ میں نہیں کیونکہ پیدائش تو برابر اچھوں اور بروں کی ہوتی رہتی ہے اور تاریخ پیدائش پہ کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا مستقبل کیا ہوگا ۔ اہمیت تو اس تاریخ کو حاصل ہے جس تاریخ پر شخصیت کو اہمیت حاصل ہوتی ہے ۔ یہ عید میلاد النبی ایک غیر عاقلانہ اور غیر شرعی چیز ہے اگر یادگار منانی ہے تو اس تاریخ کی یادگار منائی جائے جب نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) نے اظہار نبوت فرمایا ۔ اور کار نبوت شروع فرما دیا تھا۔ بات ایسے انداز میں کہی گئی اور لہجہ ایسا بھولا تھا کہ سطحی طور پر بعض دماغ واقعی بھول میں پڑ گئے تھے لیکن ابھی ان کے

پیغام کو ۴۸ گھنٹے کی زندگی نہ ملی تھی کہ میں شہر بہرائچ پہنچ گیا اور تعلیم یافتہ و متدین صف اول کے لوگوں نے مجھ سے اس کا تذکرہ کرکے جواب کا مطالبہ کیا میں نے چند گھنٹے کے بعد وہاں ایک عظیم الشان اجتماع کو مخاطب کرکے کہا تھا کہ عید میلاد النبی کو غیر عاقلانہ کہتے ہوئے اگر سب قوموں کی تاریخ دماغ سے نکل گئی تھی تو اس چشم دید چیز سے آنکھیں کیوں بند ہو گئی تھیں کہ آج جس بغل میں ان کے فرقے کی اکثریت پل رہی ہے اور جہاں جینتی اور مرتیو منانے میں عبادت گزارانہ اسپرٹ کے ساتھ شرکت کی جاتی ہے کیا اس نے عقل کو اتنی روشنی نہیں بخشی کہ قوموں نے یوم میلاد و یوم ممات کے منانے ہی کو قومی حق مانا ہے ۔

یادگار منانے پر قرآن حکیم سے دلیل

قرآن کریم نے اپنے معجز انداز روحانی میں مسئلہ کی اہمیت کو اس طرح اجاگر فرمایا ہے کہ جو لوگ قرآن پاک کی تلاوت کا شرف اس لئے حاصل کرتے ہیں کہ اس کو سمجھیں اور اس کو ہدایت کی روشنی جان کر اپنے کو سنواریں اگر ایسے لوگوں کا سایہ بھی راہ چلتے معترض مذکور پر پڑ گیا ہوتا تو یوم ولادت و یوم عرس منانے پر جو غیر اسلامی کہہ کر حملہ کر دیا ہے اس کی جرأت نہ کر سکتے۔ قرآن کریم میں مقبولان درگاہ حق کے لئے یہ بھی ارشاد فرمایا گیا ہے کہ سلام علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہے۔ ان کی پیدائش کے دن اور ان کے وصال کے دن اور جب وہ میدان حشر میں اٹھیں گے۔ اور اسی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے ایک مقبول بندے

سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا واضح بیان مذکور ہے کہ سلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاً۔ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہے۔ میری پیدائش کے دن اور میرے وصال کے دن اور جب میں میدان حشر میں ہوں گا۔

کوئی بتائے کہ اگر کوئی عقل و دین کا بوکس ہی سہی قرآن کو بادل ناخواستہ اپنے دنیا ہی کے لئے سہی لیکن کلام الٰہی کہنے پر مجبور ہو۔ اس کو کیا حق ہے کہ نص قطعی قرآنی کا رد صرف اپنے جذبۂ عناد کی بناء پر کرے۔ جو اللہ والوں سے اس میں وراثتہً چلی آ رہی ہو بالکل ظاہر ہے کہ خاصان حق کی ہر گھڑی جب سے زمانہ کی تخلیق ہوئی اور جب تک سلسلۂ زماں رہے گا ایسی ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہے۔ آیا درود شریف کا جملہ اسمیہ اس دوام و استمرار کو ظاہر فرما رہا ہے ہمارے آقا رسول پاک کو مخاطب بنا کر صاف کہہ دیا گیا کہ وللآخرۃ خیرٌ لک من الاولیٰ۔ ہر پچھلی ساعت پہلی ساعت سے آپ کی بہتر ہے۔ بایں ہمہ اس دوامی و استمراری دور کے پورے عہد مبارک میں خود اللہ رب العزت جل وعلا اور اس اولوالعزم رسول نے تین دن کا انتخاب فرمایا۔ یوم پیدائش ویوم وصال ویوم حشر ونشر قرآن کریم میں ایسے ایام کو ایام اللہ بھی فرمایا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ وذکرھم بایام اللہ ایام کی یادگار رمناؤ۔ یقیناً اللہ والوں کا دن اللہ ہی کا دن ہے۔ غرض آیات قرآنیہ نے تعیین تاریخ کو معاذاللہ بدعت ضلالہ کہنے والوں پر جا بجا طمانچے مارے ہیں اور دین فطرت نے ہماری فطرت سے ہم کو روکا نہیں۔ بلکہ اس کو اہمیت عطا فرما کر یادگار منانے پر مامور فرمایا ہے۔

ظاہر ہے کہ ہر اہمیت رکھنے والی شخصیت کی اہمیت دیکھ لینے کے بعد وہ دن یاد آجاتا ہے۔ جبکہ اس نے سب سے پہلے زمین پر قدم رکھا۔ پھر وہ دن اہمیت رکھتا ہے جب اس نے دوسرے عالم کا سفر کر دیا جس کو دیوبندی گروپ کے صف اوّل کے لوگ چہلم اور مرتیہ منانا کہتے ہیں اور مسلمان اس کو یوم میلاد و یوم عرس کہتے ہیں اور مناتے ہیں۔ یہ خیال رہے کہ تعیین و تخصیص ان اللہ والوں کے لئے جو انبیاء علیہم السلام ہیں۔ عبارۃ النص ہے تو ان اللہ والوں کے لئے جو علمائے اعلام و اولیائے کرام ہیں۔ اقتضاء النص ہے۔ یعنی دونوں کے لئے قرآن کی نص قطعی منصوص ہے۔

بات میں بات نکلتی ہے یہاں جملہ معترضہ سن لیجئے کہ قرآن کریم میں خاصان خدا کے تین دنوں کی تعیین فرمائی گئی ہے جو منائی جائے یوم میلاد جیسا کہ ہم مسلمان میلاد شریف کی محفل کرتے ہیں۔ دوسرے یوم وصال جیسا کہ ہم مسلمان اعراس بزرگان دین کرتے ہیں لیکن تیسرا دن یوم حشر ہے جبکہ مقبولان بارگاہ الٰہی کی شفاعت فرمانے کا دن ہوگا اور اس کی یادگار منانا ہمارے بس کی بات نہیں۔ یہ وہ خود ہم پر کرم فرما کر منائیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ منائیں گے تو قرآنی تعبیر یہ ہوئی کہ مسلمانو! یہ تین دن ہیں ان میں پیدائش و وصال منانا تمھارا کام ہے۔ اگر تم اس یادگار منانے کے عادی ہو جاؤ تو تیسرا دن محبوبان خدا کی شفاعت کا دن ہے۔ اس کے مستحق ہو جاؤ گے۔ اور جو تعیین کرنا ہے اگر نہ کیا تو شفاعت سے محروم رہو گے یہی دیکھنے میں بھی آرہا ہے جو ان دو دن کی یادگاروں کے منانے پر غم و غصہ سے بھر جاتے ہیں وہ آج کھلم کھلا مسئلہ شفاعت کا انکار کرتے ہیں۔

یا اقرار ایسا کرتے ہیں جو انکار سے بھی بدتر ہے وہ انبیاء و اولیاء سے اس طرح مایوس ہو چکے ہیں کہ قرآن میں جس کو کما ئیس الکفار من اصحاب القبور فرمایا گیا ہے۔

امام بریلوی قدس سرہٗ کی یادگار

بہرحال ہم اور آپ قرآن کریم کا سہارا لے کر اس مہینہ کی یادگار منانے کے لئے یکجا ہوئے ہیں جس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کا ایک مقبول بندہ اور رسول پاک کا سچا نائب علم کا جبل شامخ اور عمل صالح کا اسوۂ حسنہ معقولات میں بحر ذخار منقولات میں دریائے ناپیدا کنار، اہلسنت کا امام واجب الاحترام اور اس صدی کا باجماع عرب وعجم مجدد تصدیق حق میں صدیق اکبر کا پرتو باطل کو چھانٹنے میں فاروق اعظم کا مظہر، رحم و کرم میں ذوالنورین کی تصویر باطل شکنی میں حیدری شمشیر دولت فقہ و درایت میں امیر المومنین اور سلطنت قرآن و حدیث کا مسلم الثبوت وزیر المجتہدین اعلیحضرت علی الاطلاق امام اہلسنت فی الآفاق مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ اعلم العلماء عند العلماء وقطب الارشاد علی لسان الاولیاء، مولانا ذو جمیع الکمالات اولانا فانی فی اللہ والباقی باللہ عاشق کامل رسول اللہ مولانا شاہ احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ کے قدم اول اول اس خاکدان دنیا میں جلوہ فرما ہوئے۔

امام بریلوی کا مقام

تیرھویں صدی کی یہ واحد شخصیت تھی جو ختم صدی سے پہلے علم وفضل کا آفتاب فضل وکمال ہو کر اسلامیات کی تبلیغ میں عرب وعجم پر چھا گئی اور چودھویں صدی کے شروع ہی میں

پورے عالم اسلامی میں اس کو حق وصداقت کا منارۂ نور سمجھا جانے لگا میری طرح سے سارے حل وحرم کو اس کا اعتراف ہے کہ اس فضل وکمال کی گہرائی اور اس علم راسخ کے کوہ بلند کو آج تک کوئی نہ پا سکا۔

وائس چانسلر علی گڑھ امام بریلوی کی خدمت میں

مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری مرحوم مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کو لے کر جب اس لئے حاضر خدمت ہوئے کہ ایشیا بھر میں ڈاکٹر صاحب ریاضی و فلسفہ میں فرسٹ کلاس کی ڈگری رکھتے ہوئے ایک مسئلہ کو حل کرنے میں زندگی کے قیمتی سال لگا کر بھی حل نہ کرنے پائے تھے اور فیثا غورثی فلسفۂ کشش ان پر چھایا ہوا تھا۔ تو اعلیحضرت نے عصر ومغرب کی درمیانی مختصر مدت میں مسئلہ کا حل بھی قلمبند کرا دیا اور فلسفۂ کشش کی کھینچ تان کو بھی ختم فرما دیا جو رسالہ کی شکل میں چھپ چکا ہے۔ اس وقت ڈاکٹر صاحب حیران تھے کہ ان کو یورپ کا کوئی تھیوریوں والا درس دے رہا ہے یا اسی ملک کا کوئی حقیقت آشنا ان کو سبق پڑھا رہا ہے انھوں نے اس صحبت کے تاثرات کو اجمالاً یہ کہا تھا کہ اپنے ملک میں جب معقولات کا ایسا ایکسپرٹ موجود ہے تو ہم نے یورپ جا کر جو کچھ سیکھا اپنا وقت ضائع کیا۔

معقولات میں امام بریلوی کا مقام

یہ روز کا معمول تھا کہ فلکیات وریاضیات کے ماہرین اپنے علمی مشکلات کو لے کر آتے اور دم بھر میں حل فرما کر ان کو شاد وشاد رخصت فرما دیتے۔

میں نے تو یہی دیکھا کہ ماہرین نجوم فن آئے اور فنی دشواریوں کو پیش کیا تو اعلیٰحضرت نے ہنستے ہوئے اس طرح جواب دے کر خوش کر دیا کہ گویا یہ دشواری اور اس کا حل پہلے سے فرمائے ہوئے تھے ۔ ایک بار صدرا کے مایۂ ناز حماری اور شکل عروسی کے بارے میں مجھ سے سوال فرما کر جب کتابی جواب کی دیکھی تو اپنی تحقیق بیان فرمائی تو میں نے محسوس کیا کہ حماری کی حمایت بے پردہ ہو گئی اور عروسی کا عروس ختم ہو گیا۔ مسئلہ بخت و اتفاق شمس بازغہ کا سرمایۂ تفلسف ہے مگر اس بارے میں اعلیٰحضرت کے ارشادات جب مجھ کو ملے تو اقرار کرنا پڑا کہ ملا محمود آج ہوتے تو اعلیٰحضرت کی طرف رجوع کرنے کی حاجت محسوس کرتے اعلیٰحضرت نے کسی ایسے نظریے کو بھی صحیح و سلامت نہ رہنے دیا جو اسلامی تعلیمات سے متصادم رہ سکے اگر آپ وجود فلک کو جاننا چاہتے ہوں اور زمین و آسمان دونوں کا سکون سمجھنا چاہتے ہوں اور ستاروں کے بارے میں کل فی فلک یسبحون کو ذہن نشین کرنا چاہتے ہوں تو ان رسائل کا مطالعہ کریں جو اعلیٰحضرت کے رشحات قلم ہیں اور یہ راز آپ پر ہر جگہ کھل جائے گا کہ منطق و فلسفہ و ریاضی والے اپنی راہ کے کس موڑ پہ گرفتار ہو جاتے ہیں ۔

امام کے علوم وفنون سے میری حیرانی

علوم وفنون کا کیا حال تھا۔ اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ آج کی علمی دنیا پچاس علوم وفنون کے نام سے بے خبر ہے اور اعلیٰحضرت کے قلم مبارک سے پچاس علوم وفنون کے مبسوط رسائل تیار ہیں۔ ایک دن ایسا ہوا کہ اعلیٰحضرت نے نماز عصر کے لئے وضو فرماتے ہوئے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ

سے عرض شجرہ کا حساب یونانیوں نے جس وقت سے کیا تھا اب دنیا پر ظاہر ہو گیا کہ یونان بلکہ دُنیا کے ہر پہاڑ سے بلند کوہ ہمالیہ کی ایورسٹ چوٹی ہے کیا اس سے حساب لگا دوگے۔ میں نے دو دن کی مہلت مانگی اور رات دن صفحات کو سیاہ کرتا ہوا جب صحیح حساب تیار کر کے حاضر ہوا تو فرمایا تو کیا آپ کا جواب یہ ہے؟ میں نے ہاں تو عرض کر دیا مگر حیران تھا کہ جس حساب میں میرا مغز سر سوکھ گیا وہ برجستہ ارشاد فرمانے والا صرف ایک عالم ہے یا وہ ایسا ہے کہ لغت میں اس کے لئے کوئی لفظ ہی نہیں ہے۔ میرے صحیح جواب پر جو دعائیں فرمائیں آج وہ ہی میرے لئے سب کچھ ہیں۔

امام بریلوی کے مسلم کمالات میرے مشاہدہ میں

آج میں آپ کو جگ بیتی بلکہ آپ بیتی سُنا رہا ہوں کہ جب تکمیل درس نظامی و تکمیل درس حدیث کے بعد میرے مربیوں نے کار افتاء کے لئے اعلیٰحضرت کے حوالہ کیا زندگی کی یہی گھڑیاں میرے لئے سرمایۂ حیات ہو گئیں اور میں محسوس کرنے لگا کہ آج تک جو کچھ پڑھا تھا وہ کچھ نہ تھا اور اب ایک [illegible] دنیا [illegible] کے [illegible] ساحل کو پالیا ہے علم کو راسخ فرمانا اور ایمان کو رگ و پے میں اتار دینا اور صحیح علم دے کر نفس کا تزکیہ فرما دینا یہ وہ کرامت تھی جو ہر ہر منٹ پر صادر ہوتی رہتی تھی۔

افتاء کی خداداد عظیم صلاحیت

عادت کریمہ تھی کہ استفتاء ایک ایک مفتی کو تقسیم فرما دیتے اور پھر ہم لوگ دن بھر محنت کر کے جوابات مرتب کرتے پھر عصر و مغرب کے درمیانی

مختصر ساعت میں ہر ایک سے پہلے استفتا پھر فتوے سماعت فرماتے اور بیک وقت سب کی سنتے اسی وقت مصنفین اپنی تصنیف دکھاتے، زبانی سوال کرنے والوں کو بھی اجازت تھی کہ جو کہنا ہو کہیں اور جو سنانا ہو سنائیں اتنی آوازیں اس قدر جداگانہ باتیں اور صرف ایک ذات کو سب کی طرف توجہ فرمانا جوابات کی تصحیح و تصدیق و اصلاح مصنفین کی تائید و تصحیح اغلاط زبانی سوالات کا تشفی بخش جواب عطا ہو رہا ہے اور فلسفیوں کے اس خبط کی کہ لا یصدر عن الواحد الا الواحد کی دھجیاں اڑ رہی ہیں جس ہنگامۂ سوالات و جوابات میں بڑے بڑے اکابر علم و فن سر تھام کر چپ ہو جاتے ہیں کہ کس کی سنیں اور کس کی نہ سنیں وہاں سب کی شنوائی ہوتی تھی اور سب کی اصلاح فرمادی جاتی تھی یہاں تک کہ ادبی خطا پر بھی نظر پڑ جاتی تھی اور اس کو درست فرمادیا کرتے تھے۔

حیرت انگیز قوت حافظہ یہ چیز روز پیش آتی تھی کہ تکمیل جواب کے لئے جزئیات فقہ کی تلاش میں جو لوگ تھک جاتے تو عرض کرتے، اسی وقت فرمادیتے کہ ردالمحتار جلد فلاں کے صفحہ فلاں کی سطر فلاں میں ان لفظوں کے ساتھ جزئیہ موجود ہے۔ درمختار کے فلاں صفحہ فلاں سطر میں یہ عبارت ہے عالمگیری میں بقید جلد و صفحہ و سطر یہ الفاظ موجود ہیں۔ ہندیہ میں خیریہ میں مبسوط میں ایک ایک کتاب فقہ کی اصل عبارت بقید صفحہ و سطر یہ الفاظ موجود ہیں۔

ارشاد فرمادیتے اب جو کتابوں میں جا کر دیکھتے تو صفحہ و سطر و عبارت وہی پاتے جو زبانی اعلیٰحضرت نے فرمایا تھا اس کو آپ زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں

کہ خداداد قوت حافظہ سے ساری چودہ سو برس کی کتابیں حفظ تھیں یہ چیز بھی اپنی جگہ پر حیرت ناک ہے مگر میں تو یہ کہہ سکتا ہوں کہ حافظ قرآن کریم نے سالہا سال قرآن عظیم کو پڑھ کر حفظ کیا روزانہ دُہرایا ایک ایک دن میں سو سو بار دیکھا حافظ ہوا محراب سنانے کی تیاری میں سارا دن کاٹ دیا اور صرف ایک کتاب سے واسطہ رکھا حفظ کے بعد سالہا سال مشغلہ رہا ہو سکتا ہے کہ کسی حافظ کو تراویح میں لقمے کی حاجت نہ پڑی ہو گو ایسا دیکھا نہیں گیا اور ہو سکتا ہے کہ حافظ صاحب کسی آیت قرآنیہ کو سُن کر اتنا یاد رکھیں کہ اُن کے پاس جو قرآن کریم ہے اُس میں یہ آیہ کریمہ داہنی جانب ہے یا بائیں جانب ہے گو یہ بھی بہت نادر چیز ہے مگر یہ تو عادۃً محال اور بالکل محال ہے کہ آیت قرآنیہ کے صفحہ و سطر کو بتایا جا سکے تو کوئی بتائے کہ تمام کتب متداولہ و غیر متداولہ کے ہر جملہ کو بقید صفحہ و سطر بتانے والا اور پورے اسلامی کتب خانے کا صرف حافظ ہی نہیں بلکہ یہ وہ اعلیٰ کرامت کا نمونہ ربانیہ ہے جس کے بلند مقام بیان کرنے کے لئے اب تک ارباب لغت و اصطلاح لفظ پانے سے عاجز رہے ہیں۔

میری شرارت مجھے اپنی یہ شرارت یاد ہے کہ جان بوجھ کر اپنے جانے بوجھے جزئیات فقہ کو دریافت کرتا تو اعلیٰحضرت مسکرا کر بتا دیتے اور مزید حوالے عطا فرماتے مع صفحہ و سطر و عبارت نوٹ کر لیتا کہ شاید کبھی صفحہ یا سطر یا عبارت میں کسی لفظ و نقطہ کی بھول ہو جائے۔ مگر آج میں بڑی مسرت کے ساتھ باقرار صالح اپنا بیان دیتا ہوں کہ میری شریرانہ خواہش ہمیشہ ناکام رہی۔

حیرت انگیز علم حساب چونکہ میں نے حساب کی تعلیم سکول میں پائی تھی

لہٰذا فرائض کے حساب کی مشق بڑھی ہوئی تھی اور ایسے استفتے میرے سپرد فرماتے تھے ۔ ایک مرتبہ پندرہ بطن کا مناسخہ آیا ظاہر ہے کہ مورث اعلیٰ کی پندرھویں پشت میں درجنوں ورثہ ہوں گے مجھ کو اس کے جواب میں دو رات اور ایک دن مسلسل محنت کرنی پڑی اور آسانی سے درجنوں ورثاء کے حق کو قلمبند کر لیا ۔ نماز عصر کے بعد بیٹھا کر استفتاء سناؤں وہ بہت طویل تھا ۔ فلاں مرا اور فلاں کو وارث چھوڑا پھر فلاں مرا اور اس نے اتنے وارث چھوڑے اس میں صرف ناموں کی تعداد اتنی بڑی تھی کہ فلس کیپ سائز کے دو صفحے بھرے ہوئے تھے ۔ جب یہ استفتاء میں پڑھ رہا تھا تو دیکھا کہ اعلیٰحضرت کی انگلیاں حرکت میں ہیں ادھر استفتاء ختم ہوا ادھر بلا کسی تاخیر کے ارشاد فرمایا کہ آپ نے فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا درجنوں نام بنام لوگوں کا حصہ بتا دیا ۔ اب میں حیران و ششدر کہ استفتاء کو بیس مرتبہ تو میں نے پڑھا ہر ایک نام کو بار بار پڑھ کر ان کا حصہ قلمبند کیا لیکن مجھ سے صرف سب الاحیاء کا نام کوئی پوچھے تو بغیر استفتاء اور جواب کو دیکھے نہیں بتا سکتا یہ کیا تبحر ، کیا وسعت مدارک تو بہ تو بہ یہ کتنی شاندار کرامت ہے کہ ایک بار استفتاء سنا تو درجنوں ورثاء کا ایک ایک نام یاد رہا اور ہر ایک کا صحیح حصہ اس طرح بتا دیا کہ جیسے کئی مہینے تک کوشش کر کے حصہ و نام کو رٹ لیا گیا ہو ۔

میری عرض و تمنا

میں اس سرکار میں کس قدر شوخ تھا یا شوخ بنا دیا گیا تھا اپنا جواب اعلیٰحضرت کی نشست کی چارپائی پر رکھ کر عرض کرنے لگا کہ حضور کیا اس علم کا کوئی حصہ عطا نہ ہوگا جس کا علمائے کرام میں نشان بھی نہیں ملتا مسکرا کر فرمایا کہ میرے پاس علم کہاں جو کسی کو دوں ۔ یہ تو

آپ کے جدِ امجد سرکارِ غوثیت کا فضل و کرم ہے۔ اور کچھ نہیں۔ یہ جواب مجھ ننگِ خاندان کے لئے تازیانۂ عبرت بھی تھا کہ لوٹنے والے لوٹ کر خزانہ والے ہو گئے اور میں پدرم سلطان بود کے نشہ میں پڑا رہا اور یہ جواب اس کا بھی نشان دیتا تھا کہ علم راسخ والے مقام تواضع میں کیا ہو کر اپنے کو کیا کہتے ہیں۔ یہ شوخی میں نے بار بار کی اور یہی جواب عطا ہوتا رہا۔ اور ہر مرتبہ میں ایسا ہو گیا کہ میرے وجود کے سارے کل پُرزے معطل ہو گئے ہیں۔

علم قرآن علم قرآن کا اندازہ اگر حضرت اعلیٰحضرت کے اس اُردو ترجمے سے کیجئے جو اکثر گھروں میں موجود ہے اور جس کی کوئی مثال سابق نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں اور نہ اُردو میں۔ اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ لایا نہیں جا سکتا جو بظاہر محض ترجمہ ہے۔ مگر درحقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اُردو زبان میں قرآن ہے۔ اس ترجمہ کی شرح حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا شاہ نعیم الدین علیہ الرحمۃ نے حاشیہ پر لکھی ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ دوران شرح میں ایسا کئی بار ہوا کہ اعلیٰحضرت کے استعمال سے کردہ لفظ کے مقام استنباط کی تلاش میں دن پر دن گزرے اور رات پر رات کٹتی رہی اور بالآخر ماخذ ملا تو ترجمہ کا لفظ اٹل ہی نکلا۔ اعلیٰحضرت خود شیخ سعدی کے فارسی ترجمہ کو سراہا کرتے تھے لیکن اگر حضرت سعدی اُردو زبان کے اس ترجمہ کو پاتے تو فرما ہی دیتے کہ ترجمہ قرآن شئے دیگر است و علم القرآن شئے دیگر۔

علم الحدیث و علم الرجال علم الحدیث کا اندازہ اس سے کیجئے کہ جتنی حدیثیں فقہ حنفی کی ماخذ ہیں ہر وقت پیش نظر

اور جن حدیثوں سے فقہ حنفی پر بظاہر زد پڑتی ہے اس کی روایت و درایت کی خامیاں ہر وقت از بر۔ علم الحدیث میں سب سے نازک شعبہ علم اسماء الرجال کا ہے۔ اعلیٰحضرت کے سامنے کوئی سند پڑھی جاتی۔ اور راویوں کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو ہر راوی کی جرح و تعدیل کے جو الفاظ فرما دیتے تھے اٹھا کر دیکھا جاتا تو تقریب و تہذیب و تذہیب میں وہی لفظ مل جاتا تھا۔ یحییٰ نام کے سیکڑوں راویان حدیث ہیں۔ لیکن جس یحییٰ کے طبقہ اور استاد و شاگرد کا نام بتا دیا تو اس فن کے اعلیٰحضرت خود موجد تھے کہ طبقہ و اسماء سے بتا دیتے کہ راوی ثقہ ہے یا مجروح اس کو کہتے ہیں علم راسخ اور علم سے شغف کامل اور علمی مطالعہ کی وسعت اور خداداد علمی کرامت فسبحان الذی فضل عبدہٗ علیٰ جمیع اھل زمانہٖ ولله الحمد احمد رضا ثاقب۔

امام بریلوی قدس سرہ کے شاہکار

اب ذرا اعلیٰحضرت کے چند شاہکار ملاحظہ ہوں یہی زمانہ تھا جبکہ وہابیت جنم لے رہی تھی اور جیسا کہ دستور ہے کہ تحریک باطل اپنے ابتدائی دور میں تہافت و تخالف میں مبتلا رہتی ہے ابھی کچھ کہا پھر اس سے مکر کر اس کے خلاف کچھ کہا۔ صراط مستقیم میں کسی چیز کو بزرگوں کا ارشاد بتایا، تقویۃ الایمان میں اسی کو بدعت و ضلالت لکھ مارا ایک نے کچھ کہا دوسرے نے کچھ کہا۔ مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے کو آغا تقی سمجھ کر فتوے دیدیا کہ آغا تقی کے باغ میں کوا حلال ہے کوا کھانے کو کار ثواب قرار دیا۔ بکرے کے کپورے بھی ہضم کرنے لگے ہولی دیوالی میں ہنود کے چڑھاوے کے تحفے قبول کرنے لگے اور اس طرح

تحلیل ما حرم اللہ کا سلسلہ چل پڑا تو دوسری طرف سارے اعیان فرقہ نے میلاد شریف کی شیرینی اور آستانجات اولیاء کے چڑھاوے، محرم کی سبیل، بارھویں شریف اور گیارھویں شریف کے تبرکات کے لئے نجس حرام اور کوڑی پلاؤ کی بکواس شروع کر دی یعنی تحریم ما احل اللہ کا سلسلہ بھی قائم ہو گیا مسئلہ توحید کی آڑ لے کر یہ اسپرٹ پیدا کی گئی کہ انبیاء اور اولیاء کو عام بشریت سے بالاتر جاننا ہی شرک ہے اگر موحد ہو تو انبیاء اور اولیاء سے الگ ہو جاؤ ان کا تذکرہ بھی نہ کرو اور اگر تھا نوی جی کی بولی میں پھنس جاؤ تو لحاظ رہے کہ تعریف ایسی کرو جو بشریت عامہ سے بلند نہ ہو بلکہ جہاں تک ہو سکے ایسی بولی بولو جس سے لوگ سمجھیں کہ بشریت بھی بڑی چیز ہے۔ انبیاء اور اولیاء کو بشریت سے کم باور کراؤ اس کے بعد قدرتی طور پر جب اعمال متعلقات عقائد کو برا بھلا کہہ چکے تو عقائد پر براہ راست حملہ جارحانہ شروع کر دیا۔ اعلان کیا گیا کہ کلام الٰہی میں بھی جھوٹ کا دخل ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کو سچا یہ سمجھ کر نہ کہو کہ وہ ہر عیب سے وجوباً پاک ہے اور جھوٹ اس کے کلام میں محال ہے بلکہ اگر اللہ تعالیٰ کو پاک و بے عیب کی مجبوری آ پڑے تو سمجھ کر کہو کہ عادتاً اگر جھوٹ نہیں بولتا لیکن اگر بول دے بلکہ اپنے کو سارے عیوب میں ملوث کر دے تو وہ قادر و مختار ہے نہ عقلاً باطل ہے نہ شرعاً۔ رسول پاک کے بارے میں لکھا گیا کہ وہ تو مر کر مٹی میں مل گئے ان کا مرتبہ عند اللہ چوہڑے چمار یا زیادہ سے زیادہ گاؤں کے چودھری ایسا تھا۔ ایک بولا کہ علم میں رسول پاک کے اندر کوئی شان تخصیص نہ تھی ان کو اگر غیب کا علم تھا تو کوئی بات نہ تھی۔ ایسا

علم غیب تو ہر زید وعمر بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کو حاصل ہے۔
وہ ایک بولے کہ علم کی وسعت دیکھنی ہے تو ہمارے فرقے کے عالم عزازیل کے علم کو
دیکھو کہ رسول کے علم سے کتنا بڑھا ہوا ہے اگر رسول کے لئے وہ علم کو مانو گے تو
مشرک ہو جاؤ گے ایک ان کے امادے کے بانی نے عمل کی پیمائش کی تو امتی کو
نبی سے بڑھا دیا غرض رسول پاک کے علم کو بھی گھٹا دیا اور عمل کو بھی گھٹا یا۔
ذرا اس جرأت کا فرادہ کو تو دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول پاک کو صاف صاف
خاتم النبیین فرمایا تو فرقہ کے ایک ذمہ دار نے قرآن میں توڑ مروڑ شروع کر دی
کہ پچھلے نبی ہونے میں کیا رکھا ہے ایسا سمجھنا عوام کا طریقہ ہے لفظ خاتم النبیین
کی دلالت مطابقی صرف ختم ذاتی پر ہے ختم زمانی پر اگر دلالت ہے تو ضمنی ہے وہ
عبارۃ النص نہیں ہے وہ عقائد ضروریہ نہیں ہے ضروری عقیدہ ختم ذاتی کا
ہے اس بولنے والے نے بہت زور باندھا کہ مسئلہ کی تبلیغ کے بعد ان کے امام کا
خواب تعبیر پائے مگر قرآن کو توڑ مروڑ کرنے والے اور عقیدہ ضروریہ سے منہ
موڑنے والے یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ غلام احمد قادیانی نے اعلان کر دیا کہ اگر
اب بھی نبی ہو سکتا ہے تو جیز ہو سکتی ہے اس کے ہو جانے میں کون سی قباحت
ہے نبی ہو سکنے کے ذمہ دار دیوبند پارٹی ہے اگر وہ اپنے دعوے کو نباہ سکے تو
ہم اپنے نبی ہو جانے کو نباہ لیں گے اب آپ بتائیے کہ دین پاک کے ساتھ یہ
استہزاء کیا جائے یہ کا فرانہ غداریاں کی جائیں اور اللہ و رسول کی شان میں
گستاخیاں بدزبانیاں کی جائیں تو کوئی اگر فنا فی الدنیا ہو کر خود ہی ذکر ے۔
کوئی عاقبت کے خیال سے آزاد اس پر دھیان ہی نہ دے کوئی دین و

دینداری سے غافل محض مولویوں کی مولویت قرار دے کر الگ ہو جائے
غرض جس نے دین سے کوئی مضبوط رشتہ نہ رکھا وہ چُپ رہے تو چُپ رہے
مگر وہ کیسے خاموش رہے جس کو پوری صدی کے دین پاک کا ذمہ دار ہونا ہے
وہ اللہ کا فنافی اللہ اور باقی باللہ بندہ جو جیب تو عیب ہے کسی عنصر
وکمال میں بھی اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ امکان کا استعمال اس ذات قدیم
کے صفاتِ قدیم کے لئے جائز قرار دے وہ عیب کے امکان کو کیسے برداشت
کرے۔ جو رسول پاک کا عاشق صادق ہو وہ رسول پاک شان میں بدلگامیوں کو
کیسے سُنتا رہے۔ چنانچہ یہی ہوا بکمال احتیاط بکواس والوں کو خط لکھا کہ کیا
یہ تمہاری ہے کیا تم اس بکواس سے راضی ہو۔ کیا اس بکواس کی اشاعت
تمہاری اجازت سے ہے۔ گویا اس محتاط اعظم نے سمجھا دیا کہ کسی بہانے یا
جھوٹ سے اپنی ذمہ داری چھوڑ دے۔ مگر رجسٹریوں پر رجسٹریاں گئیں اور
اہل باطل کی آنکھوں پر ایسی عنادی پٹی بندھی رہ گئی کہ رعایت سے فائدہ حاصل
نہ کیا اور سخن سازی اور رکیک سے رکیک تاویل غیر ناشی عن الدلیل کی بدولت
جس جہنم میں کفر نے قدم رکھا تھا اس میں دھنستے چلے گئے۔ اس وقت فاروقی
دُرّہ اور حیدری ذوالفقار کا بے نیام ہونا واجب ہو گیا تھا چنانچہ دُنیا نے
دیکھا کہ جرائم پیشہ مجرموں کے ایک ایک جرم کو آشکارا اس طرح کر دیا کہ کفر و
ارتداد کے ملزموں کو عرب و عجم کے علماء و مشائخ کے سامنے ننگا کر کے کھڑا کر دیا
اور ان عادی مجرموں کو حل و حرم میں اتنے ا!!! مشائخ و علماء نے مجرم کفر و ارتداد کا
فتوٰے دیا کہ چودہ صدیوں میں کسی فرقہ کے کسی مجرم فرد پر اتنی بڑی تعداد کا

اتفاق تاریخ میں موجود نہیں۔ یہ تھا وہ واقعہ جس کا مقابلہ اس باطون پروپگنڈے سے کیا جانے لگا کہ آستانۂ رضویہ بریلی میں کفر کی مشین ہے وہاں مسلمانوں کو کافر بنایا جاتا ہے۔ ان عقل کے دشمنوں کو یہ نہ سوجھی کہ کوئی بھی کسی دوسرے کو کافر بنانے کی سکت ہی نہیں رکھتا کفر بکنے والا خود اپنے کو کافر بناتا ہے۔ البتہ اس کے کفر بکنے اور کافر بننے سے امت اسلامیہ کو باخبر کر دیا جاتا ہے تاکہ ان سے بچیں اور کفریات سے اپنے کو محفوظ رکھیں۔ دُنیا جانتی ہے کہ مجرموں کو سزا اس لئے دی جاتی ہے کہ جرم کا انسداد ہو۔ چور کو چور مجسٹریٹ نہیں بناتا بلکہ اس کے چوری کے جرم نے اس کو چور بنایا مجسٹریٹ نے تو چور کو اس لئے سزا دی کہ دوسرا اس جرم کا ارتکاب نہ کرے یہ تھی خالص دینی و اسلامی سیاست کہ بے جھجک اور بے رعایت نہ کسی کی مولویت دیکھی جائے نہ کسی کے مسجدوں کی پرواہ کی جائے۔ اگر وہ ارتکاب جرم کر چکا ہے تو مجرم ہے۔ اس کو فوراً سخت سے سخت سزا دی جائے۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے ملک بے سیاست کو زندہ رہنے کا حق نہ دیا۔ وہ بھی سیاست ہے جس میں جرم کی تعزیز فوراً کی جائے اور ارتکاب جرم کے حوصلے کو دبا کر رکھ دیا جائے۔ اگر کاش ہمارے ملک کے ہمارے کلمہ گو اس سیاست کو جان لیتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے تو بھارت سے لے کر امریکہ تک وہ بکواس نہ ہو سکتی جس کی بدولت ناموس رسول کے نام پر جیل جانے کی نوبت آتی رسول پاک کے بارے میں اس زمانے کا گندہ لٹریچر ایک لازمی نتیجہ ہے اس ناپاک ہمدردی کا جو مجرموں کے ساتھ برتی گئی اور دیکھئے کہ اس غلط کاری کے بدولت آئندہ امت اسلامیہ کو کیا کیا

بھگتنا ہے وہ تو کہئے کہ اعلیٰحضرت نے ماضی وحال کے ساتھ مستقبل کو ایسا بھانپ لیا تھا اور مجرموں کا ایسا تعاقب فرمایا تھا کہ ان کو چلنے کی راہ نہیں ملتی تھی اور روز انہ کی کفری بکواس کا سلسلہ توڑ دیا گیا تھا۔ ورنہ اگر خفیف الکلامی اور شوخ بیانی کا سلسلہ جاری رہتا تو آج معاذ اللہ اسلام کے نام پر کفر نوازی بے پناہ ہو چکی ہوتی۔

امام بریلوی کا دُنیائے اسلام پر احسان

یہ تو اعلیٰحضرت کا دُنیائے اسلام و سنیت پر احسان عظیم ہے کہ بکواس والوں کی لمبی لمبی زبانوں کو کاٹ کر رکھ دیا۔ اور کفر بکتے رہنے کی جرأت کو کمزور کر دیا۔ اور اس طرح مجرموں کو برہنہ کر کے مسلمانوں کو ان کے کفری انداز کے شکار ہونے سے بچا لیا۔ یعنی اعلیٰحضرت نے کسی کو کافر نہیں بنایا بلکہ کافر بننے والوں کے جرائم کفریہ کو واضح فرما کر مسلمانوں کو کافر بننے سے بچا لیا۔ اعلیٰحضرت کی اس شان احتیاط کو دیکھئے کوئی ممکن رعایت ایسی نہ تھی جو مجرم کو عطا نہ فرمائی گئی ہو اگر کسی کی توبہ مشہور ہو گئی تو اس کے کفریات گن کر حکم لگاتے وقت ایسی رعایت برتی کہ کچھ لوگ اس رعایت ہی کو برداشت نہ کر سکے۔ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے جس مجرم کے قول کو قال المرید المرتد کہہ کر نقل فرمایا۔ وہ صرف اعلیٰحضرت کا محتاط قلم ہے جس نے منصب قضا کی ذمہ داریوں کو نہ چھوڑا اور غم سہا، دکھ اٹھایا۔ مگر قانون کی ہر رعایت کو فطری غیظ و غضب پر غالب رکھا۔ یہ تو جب غلام احمد قادیانی نے اپنے کفری دعوائے نبوت کو کسی طرح نہیں چھوڑا نانوتوی نے ختم زمانہ کے عقیدہ

حق کی ضرورت سے انکار کر دیا اور اسی پر جما رہا گنگوہی اور انبیٹھوی نے رسول پاک کے علم کے بارے میں حضور کے مقابلے پر شیطان کے علم کو بڑھایا اور باز نہ آئے۔ تھانوی علم رسول کی سطح کو ہر زید و عمرو صبی و مجنون و بہائم حیوانات کی سطح پر لایا۔ اور ضد کو نہ چھوڑا تو گلگتی کے انھیں جیسے چند مجرموں کی توبہ سے مایوس ہو کر اس فرض شرعی کو ادا فرمایا کہ امت اسلامیہ کو ہوش ہو اور وہ جس کشمکش میں پڑ گئے ہیں کہ مجرموں کا ساتھ دیں تو دامنِ رسول ہاتھوں سے نکل جاتا ہے اور رسول پاک کے دامن کو تھامے رہیں تو مولوی نما مولویوں سے بے تعلق ہونا پڑتا ہے۔ اعلیٰحضرت نے اس کشمکش کا یہ علاج بتایا کہ دامنِ رسول ہی مسلمانوں کی پناہ گاہ ہے اور اس کے لئے کسی مولوی مُلّا کی پروا نہ کی جائے۔ رسولِ پاک کا دامن دین و ایمان کا دامن ہے اس کو چھوڑ کر خواہ کچھ ہو جائے مگر مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اس صاف اور سادہ اور ناقابلِ انکار بلکہ روشن پیغام کو کفری مشین کہہ کر پروپگنڈا کرنا حقیقتًا اس حقیقت کو مان لینا ہے کہ مجرموں اور ان کے ساتھیوں کے پاس جرم سے برأت کا کوئی سامان ہی نہیں ہے ان کا دل اس کی شکایت نہیں کرسکتا کہ وہ بیگناہ ہیں۔ البتہ ان کو غم اس کا ہے کہ ہمارے جرائم کو عالم آشکارا کیوں کیا گیا جس کا جواب خود اُن کے علم میں بھی ہے کہ جب توبہ و انابت الی اللہ سے مجرموں کو محروم پایا تو وہ مواخذہ فرمایا کہ جو شرع مطہر سے فرض عین ہو گیا تھا۔

چنانچہ دیوبندیت کے نقیب و رئیس المناظرین حسن چاند پوری نے چھاپ کر اعلان کر دیا کہ ہمارے بڑوں کے کلمات کے ظاہری معنی جو اعلیٰحضرت نے پائے تو ہمارے کفر کے حکم میں توقف ظاہر کرتے تو خود کافر ہو جاتے۔

اعلیٰحضرت نے اس حقیقت کو واضح فرمادیا کہ دیوبندی کی توحید بتوں اور اصنام کے خلاف نہیں ہے بلکہ وہ صرف انبیاء و اولیاء ہے۔ توحید ان کی بولی کا صرف فریب کاری کا لیبل ہے جس بوتل میں شرک و کفر و بدعت بھرا ہوا ہے۔

اعلیٰحضرت نے اس کو فرمایا کہ دیوبندوں کا ایمان بارسول بایں معنی نہیں ہے کہ رسول پاک سید المرسلین ہیں۔ خاتم النبیین ہیں شفیع المذنبین ہیں۔ اکرم الاولین والآخرین ہیں۔ اعلم الخلق اجمعین ہیں۔ محبوب رب العالمین ہیں بلکہ صرف بایں معنیٰ ہے کہ زیادہ سے زیادہ بڑے بھائی ہیں جو مر کر مٹی میں مل چکے ہیں۔ وہ ہمیشہ سے بے اختیار اور عنداللہ تعالیٰ بے وجاہت رہے اگر ان کو بشر سے کم قرار دو تو تمھاری توحید زیادہ چمکدار ہو جائے گی۔ ان حقائق کے واضح کر دینے کا یہ مقدس نتیجہ ہے کہ آج مسلمانوں کی جمہوریت اسلامیہ بڑی اکثریت کے ساتھ دامن رسول سے لپٹی ہوئی ہے اور دشمنان اسلام کے فریب سے بچ کر مجرموں کے منہ پر تھوک رہی ہے۔

فجزاہ اللہ تعالیٰ عنا وعن سائر اھل السُّنَّۃ والجماعۃ خیر الجزاء

دنیا کو اس حقیقت کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اعلیٰحضرت جن کے قلم کی ضرب کی مار نے کسی کی آنکھیں پھوڑ دیں کسی کو فردو والی سزا دی کسی کو مبہوت کر کے رکھ دیا۔ یہاں تک کہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے۔ یہاں پر بھی کراہتے رہے اور وہاں بھی پہنچے ہیں مگر اتنی جرأت آج تک کوئی نہ کر سکا کہ اعلیٰحضرت کی کسی تصنیف کا برائے نام ہی سہی، رد لکھ کر چھاپ دے۔ میدانِ رزم اس مردِ دانا

کی خداداد ہیبت وجلالت کا یہ عالم ظاہر کرتا ہے کہ اعلیٰحضرت کا یہ ارشاد ایک
طرح سے اظہار حقیقت ہے وہ رضا کے نیزے کی مار ہے۔

امام بریلوی قدس سرہ کاملین کی نگاہ میں

میرے استاد فن حدیث کے امام کو
بیعت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی سے تھی مگر حضرت کی
زبان پر پیرو مرشد کا ذکر میرے سامنے کبھی نہ آیا۔ اور اعلیٰحضرت کے بکثرت تذکرے
محبت کے ساتھ فرماتے رہتے، میں اس وقت تک بریلی حاضر نہ ہوا تھا۔ اس
انداز کو دیکھ کر میں نے ایک دن عرض کیا کہ آپ سے آپ کے پیرو مرشد کا
تذکرہ نہیں سنتا اور اعلیٰحضرت کا آپ خطبہ پڑھتے رہتے ہیں فرمایا کہ جب میں نے
پیرو مرشد سے بیعت کی تھی بایں معنی مسلمان تھا کہ میرا سارا خاندان مسلمان سمجھا
جاتا تھا۔ مگر جب میں اعلیٰحضرت سے ملنے لگا تو مجھ کو ایمان کی حلاوت مل گئی۔ اب
میرا ایمان رسمی نہیں بلکہ بعونہٖ تعالیٰ حقیقی ہے جس نے حقیقی ایمان بخشا اس کی
یاد سے اپنے دل کو تسکین دیتا رہتا ہوں۔ حضرت کا انداز بیان اور اس وقت
چشم پرنم۔ مگر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ واقعی ولی را ولی مے شناسد و عالم را
عالم می داند میں نے عرض کیا کہ علم الحدیث میں کیا وہ آپ کے برابر ہیں۔ فرمایا
کہ ہرگز نہیں پھر فرمایا کہ شہزادہ صاحب آپ کچھ سمجھے کہ ہرگز نہیں کا کیا مطلب ہے
سمجھئے کہ اعلیٰحضرت اس فن میں امیر المومنین فی الحدیث ہیں کہ میں سالہا سال
صرف اس فن میں تلمذ کروں تو بھی ان کا پاسنگ نہ ٹھہروں۔

بریلی کی طرف میری کشش

حضرت محدث[1] صاحب قبلہ کے اسی قسم کے ارشادات نے میرے دل کو بریلی کی طرف کھینچا اور بالآخر آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اعلیٰحضرت کیا ہیں۔ اس کا اندازہ بڑے سے بڑا مبصر بھی نہیں کر سکتا۔

انداز تربیت

ذرا انداز تربیت دیکھئے کہ راقم کے لئے جب بریلی حاضر ہوا تو میرے اندر لکھنؤ میں ۸ سال رہنے کی خو بو کافی موجود تھی شہر کے جغرافیہ میں بازار اور تفریح گاہوں کو وہاں کے لوگوں سے پوچھتا رہا۔ کہ جمعہ کے دن کی فرصت میں کچھ سیر سپاٹا کروں۔ جمعہ کا دن آیا تو میں مسجد میں سب سے پہلی صف میں تھا۔ نماز ہوگئی تو مجھے دریافت فرمایا کہ کہاں ہیں۔ میں بریلی کے لئے بالکل نیا شخص تھا۔ لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے یہاں تک کہ اعلیٰحضرت خود کھڑے ہو گئے۔ اور باب مسجد پر مجھ کو دیکھ لیا تو مصلے سے اٹھ کر صف آخر میں آکر مجھ کو مصافحہ سے نوازا اس سے زیادہ کا ارادہ فرمایا تو میں تھرا کر گر پڑا۔ اعلیٰحضرت پھر مصلے پر تشریف لے گئے اور سنن و نوافل ادا فرمانے لگے۔ مسجد کے ایک ایک شخص نے اس کو دیکھا اور بڑی حیرت سے دیکھا۔ میں نے بازار اور کتب خانہ کی سیر کو طے کر رکھا تھا شام کو جب چلا تو شہامت گنج کی موڑ پر پہلے پان کھانے کی خواہش ہوئی ابھی پان والے سے کہا بھی نہ تھا کہ ہر طرف سے السلام علیکم آنے لگے اور مجھ کو جواب دینا پڑے اب پان والے کی

---

[1] خاتم المحدثین حضرت مولینا وصی احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مراد ہیں جو حضرت محدث اعظم ہند مدظلہ کے استاد حضرت مجدد اعظم قدس سرہ کے معاصر ہیں ۱۲ مجیب الاسلام نسیم اعظمی

دُکان کے سامنے کھڑا ہونا بھی میرو دشوار ہوگیا۔ سلام و مصافحہ کی برکت سے
سارا پروگرام ختم کردیا، وہ دن ہے اور آج کا دن ہے کہ ریلی کا ذکر نہیں۔
کلکتہ، بمبئی، مدراس میں بھی پا پیادہ نہیں بلکہ موٹر میں بیٹھ کر بھی صرف سیر بازار
کے لئے نہیں نکلا سارا لکھنوی انداز ہمیشہ کے لئے ختم فرمادیا۔

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حیرت انگیز عقیدت

دوسرے دن کار
افتار پر لگانے سے پہلے خود گیارہ روپیہ کی شیرینی منگائی۔ اپنے پلنگ پر مجھ کو بٹھا کر
اور شیرینی رکھ کر فاتحہ غوثیہ پڑھ کر دست کرم سے شیرینی مجھ کو بھی عطا فرمائی اور
حاضرین میں تقسیم کا حکم دیا کہ اچانک اعلیٰحضرت پلنگ سے اُٹھ پڑے سب
حاضرین کے ساتھ میں بھی کھڑا ہوگیا کہ شاید کسی شدید حاجت سے اندر تشریف
لے جائیں گے لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی کہ اعلیٰحضرت زمین پر اُکڑوں
بیٹھ گئے۔ مجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہورہا ہے۔ دیکھا تو یہ دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی
غفلت سے شیرینی کا ایک ذرہ زمین پر گر گیا تھا۔ اور اعلیٰحضرت اس ذرے کو
نوک زبان سے اُٹھا رہے ہیں اور پھر اپنی نشست گاہ پر بدستور تشریف فرما ہوئے
اس کو دیکھ کر سارے حاضرین سرکار غوثیت کی عظمت و محبت میں ڈوب گئے
اور فاتحہ غوثیہ کی شیرینی کے ایک ایک ذرے کے تبرک ہوجانے میں کسی
دوسری دلیل کی حاجت نہ رہ گئی اور اب میں نے سمجھا کہ بار بار مجھ سے جو فرمایا
گیا کہ میں کچھ نہیں یہ آپ کے جدِ امجد کا صدقہ ہے وہ مجھے خاموش کردینے کے لئے
ہی نہ تھا اور نہ صرف مجھ کو شرم دلانا ہی تھی۔ بلکہ درحقیقت اعلیٰحضرت غوث پاک کے

ہاتھ میں چوں قلم در دست کاتب تھے جس طرح کہ غوثِ پاک سرکارِ دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں چوں قلم در دست کاتب تھے اور کون نہیں جانتا کہ رسول پاک اپنے رب کی بارگاہ میں ایسے تھے کہ قرآن کریم نے فرمادیا۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ۔

امام بریلوی قدس سرہ کا لغزشوں سے محفوظ رہنا

علمائے دین کے اعلیٰ کارنامے چودہ صدی سے چلے آرہے ہیں۔ مگر لغزشِ قلم و فلتتِ لسان سے بھی محفوظ رہنا یہ اپنے بس کی بات نہیں۔ زورِ قلم میں بکثرت تفرد پسندی میں آگئے بعض مجدد پسندی پر اُتر آئے تصانیف میں خود رائیاں بھی ملتی ہیں۔ لفظوں کے استعمال میں بھی بے احتیاطیاں ہو جاتی ہیں۔ قولِ حق کے لہجہ میں بھی بوئے حق نہیں ہے حوالہ جات میں اصل کے بغیر نقل پر ہی قناعت کر لی گئی ہے لیکن ہم کو اور ہمارے ساتھ سارے علمائے عرب و عجم کو اعتراف ہے کہ یا حضرت شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی یا حضرت مولانا بحر العلوم فرنگی محلی یا پھر اعلیحضرت کی زبان و قلم کا یہ حال دیکھا کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اور زبان و قلم نقطہ برابر خطا کرے اس کو ناممکن فرمادیا۔ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ اس عنوان پر غور کرنا ہو تو فتاویٰ رضویہ کا گہرا مطالعہ کرڈالئے۔

امام بریلوی کی شعر گوئی

کتنی عجیب بات ہے کہ ایسے امام الوقت مسندِ اعظم کے پاس جس کو رات دن کے کم سے کم

بیس گھنٹے میں صرف عشر علم دین سے واسطہ ہو جس کے ایوان علم میں اپنے ساتھ قلم دوات اور دینی کتابوں کے سوا کچھ نہ ہو جو عرب و عجم کا رہنما ہو اس کو شعر کہنے کو کیا کہا جائے کسی سے شعر سننے کی فرصت کہاں سے ملتی ہے مگر شان جامعیت میں کمی کیسے ہو اور مملکت شاعری میں برکت کہاں سے آئے اگر اعلیحضرت کے قدم اس کو نہ نوازیں حضرت حسان رضی اللہ عنہ جس شرف جاں سے سرفراز تھے اس کی طلب تو ہر عاشق کے لئے سرمایۂ حیات ہے چنانچہ اعلیحضرت کے حمد و نعت کا ایک مجموعہ کئی حصوں میں شائع ہو چکا ہے جس کا ایک ایک لفظ خود مست ہے اور سننے والوں کو مستی عطا کرتا رہتا ہے ایک مرتبہ لکھنؤ کے ادیبوں کی شاندار محفل میں اعلیحضرت کا قصیدۂ معراجیہ میں نے اپنے انداز میں پڑھا تو سب جھومنے لگے میں نے اعلان کیا کہ اردو ادب کے نقطۂ نظر سے میں ادیبوں کا فیصلہ اس قصیدہ کی زبان کے متعلق چاہتا ہوں تو سب نے کہا کہ اس کی زبان تو کوثر کی دھلی ہوئی زبان ہے۔

اس قسم کا ایک واقعہ دہلی میں پیش آیا تو سرآمد شعراء دہلی نے جواب دیا کہ ہم سے کچھ نہ پوچھئے آپ عمر بھر پڑھتے رہئے اور ہم عمر بھر سنتے رہیں گے۔

فن زیجات و فن تکسیر

فن زیجات و فن تکسیر میں شان امامت کے نمونے آج اعلیحضرت کے تلامذہ سے معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ اعلیحضرت کے ارشد تلامذہ حضرت ملک العلماء ظفر الملۃ والدین اس عہد میں دونوں فن کے ماہر مانے جاتے ہیں۔ علم جفر میں اعلیحضرت ساری دنیا میں فرد یکتا تھے بڑے بڑے مدعیان فن مستفسرہ تک پہنچ کر آگے

معذور ہو جاتے ہیں اور اُن کے حساب میں جواب سے پہلے کوئی نہ کوئی کسر آجاتی ہے بڑے بڑے رمّال و جفار نے اعتراف کیا کہ ہم اعلیحضرت کے آگے طفل دبستاں ہیں۔

عجیب واقعہ

اس سلسلہ میں ایک واقعہ یاد آگیا کہ حضرت مولانا ہدایت رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ریاست رامپور میں عظیمی منصب پر تھے نواب صاحب کی بیگم بیمار پڑیں جن کی بیماری نواب صاحب کے لئے ناقابل برداشت تھی ان کو بیماری کا انجام جاننے کے لئے اعلیحضرت کی خدمت میں بھیجا پہلے تو اعلیحضرت نے ٹال دیا مگر مولانا کا سوکھا سا منہ دیکھ کر رحم آگیا اور لکھ کر دیدیا کہ اگر رفض سے توبہ نہ کی تو اسی ماہ محرم میں رامپور کے اندر مرجائے گی۔ نواب صاحب نے طے کرلیا کہ ماہ محرم تو رد کا نہیں جا سکتا مگر رامپور سے چلا جانا ممکن ہے مع بیگم کے نینی تال چلے گئے کہ وہاں موت واقع ہوئی تو وہ نینی تال ہے رامپور نہیں ہے مگر وہ جو کہ فرمایا گیا ہے جف القلم بما ہو کائن۔ آخر یہ ہو کر رہا کہ کانپور کی مسجد شہید گنج کے ہنگامے میں لفٹنٹ گورنر مسٹر مسٹن کی بےچینی حد سے بڑھی تو نواب صاحب کو تار دیا کہ رامپور آتا ہوں جلد آکر ملو۔ نواب صاحب اکیلے جانے کو تیار ہوئے تو بیگم نے نہ مانا اور بالآخر دونوں ماہ محرم میں جیسے ہی رامپور پہنچے کہ بیگم کا انتقال ہوگیا۔ اعلیحضرت نے مولانا سے فرمایا تھا کہ اس پر ایمان نہ لانا۔ مگر ہوگا ایسا ہی۔ چنانچہ وہ ہو کر رہا۔ کارخانۂ قدرت کے حسن مجوبہ کاری میں دُنیا نے یہ دیکھا کہ علامۂ شامی کی وہ مبارک ہستی تھی جس سے وہابیہ نجدیہ کو باغی قرار دے کر اس کے خلاف

آواز بلند کی اور دہلی کے شاہ صاحب نے اپنے گھر کی وہابیت کو چھپا کر دفن کر دیا یا اس کا رد فرما دیا اور اعلیٰحضرت نے وہابیت نجدیت اور دیوبندیت کی وہ بے مثال گردن زدنی فرمائی کہ عرب و عجم نے امامت و مجددیت کا تاج زریں فرق مبارک پر رکھ دیا۔

وفات شریف کی غائبانہ اطلاع

میں اپنے مکان پر تھا اور بریلی کے حالات سے بے خبر تھا میرے حضور شیخ المشائخ قدس سرہ العزیز وضو فرما رہے تھے کہ یکبارگی رونے لگے یہ بات کسی کی سمجھ میں نہ آئی کہ کیا کسی کیڑے نے کاٹ لیا ہے۔ میں آگے بڑھا تو فرمایا کہ بیٹا میں فرشتوں کے کاندھے پر قطب الارشاد کا جنازہ دیکھ کر رو پڑا ہوں چند گھنٹے کے بعد بریلی کا تار ملا تو ہمارے گھر میں کہرام پڑ گیا۔ اس وقت حضرت والد ماجد قبلہ قدس سرہٗ کی زبان پر بیساختہ آیا کہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ اسی وقت ایک خاندانی بزرگ نے فرمایا کہ اس سے تو تاریخ وصال نکلتی ہے۔ آج ہم اور آپ اسی یکتائے روزگار امام و مجدد قطب الارشاد کی بارگاہ عالی میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کو جمع ہیں اور ان کی روح مبارک کی سنیت نوازی سے دارین کا آسرا لگائے ہوئے ہیں۔ فرحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ورضی اللہ تعالیٰ احمد رضاہ۔ فقط

فقیر اشرفی و گدائے جیلانی ابوالمحامد
سید محمد غفرلہٗ کچھوچھوی نزیل
ناگپور

محمد اعظم ۱۰۶۲ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نائب جلال ۹۲۶

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما ۱۳ھ ۹۶

از حضرت برہان الملۃ والدین مولانا مفتی محمد برہان الحق صاحب قادری رضوی سلامی مفتی اعظم جبلپوری (ایم۔ اے)

الحمد للہ الذی صلی علی حبیبہ محمد وجعل رضائہ رضاہ والصلاۃ والسلام علی من حمد اللہ تعالیٰ بحمد لا یحمدہ سواہ فکل حمد لاحمد وکل صلاۃ لمحمد فاطلب من اللہ الاحد الاحمد رضاء محمد علیہ وعلی الہ وصحبہ وابنہ الاکرم الغوث الاعظم وعلی کل من ینتمی الیہ صلوات الواحد الصمد اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد المائۃ الحاضرۃ۔ موئد الملۃ الطاہرۃ۔ سنام ذروۃ الایمان۔ انسان عین الاعیان الذی لم یکتحل بمثلہ طرف الاوان قطب المکان۔ غوث الزمان۔ برکۃ الاعیان۔ اٰیۃ من اٰیات الرحمٰن سیدنا وسندنا ومرشدنا واستاذنا العلامۃ احمد رضا خاں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقدسنا باسرارہ ونفعنا بمیامنہ وبرکاتہ فی کل زمان ومکان کی ذات والا صفات علم وفضل وکمال کا ایسا نور بار آفتاب ہے جس کی ظاہری، صوری بے پایاں علوم کی روشن شعاعیں صراط مستقیم شریعت کے لئے۔ اور روحانی سلاسل مقدسکی باطنی معنوی انوار افروز کرنیں۔ رہروان راہ طریقت کے لئے آج بھی۔ بظاہر افق حیات دائمی میں پردہ پوش ہو جانے کے باوجود اسی طرح تاباں و درخشاں اہل سنت وجماعت کے لئے۔ ایمان افروز مشعل ہدایت ہیں

جس طرح حیات ظاہری میں دنیائے اسلام اور چمن و گلزار حقیقت کے لئے بادان رحمت تھیں۔

ابو داؤد کی حدیث شریف میں ہے ان اللہ تعالیٰ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ یعنی بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک ایسی ذات کو مبعوث فرمائے گا جو اس امت کے لیے دین کی تجدید فرماتا رہے گا۔

اس حدیث شریف کے مطابق ہر صدی کے شروع میں مجدد تشریف لاتے رہے اور اپنے اپنے زمانے کے ماحول کی مناسبت سے سنت کو بدعت سے۔ ہدایت کو ضلالت سے علیحدہ و ممتاز فرماتے رہے اور اہل بدعت و ضلالت کے سروں کو کچل کر انھیں ذلیل کیا۔ مجدد کا یہی منصب ہے۔ مناوی شریف میں اسی حدیث شریف کے تحت فرمایا۔ ای یبین السنۃ من البدعۃ ویذل اھلھا۔ یعنی مجدد سنت کو بدعت سے علیحدہ اور آشکارا فرمائے گا اور اہل بدعت کو ذلیل کرے گا۔

مجدد کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ جب لوگ کتاب و سنت پر عمل کو ترک کر رہے ہوں اور سنت معطل جا رہی ہو تو سنت کو زندہ رکھنا اور مقتضائے کتاب و سنت پر عمل کے لئے حکم دینا اور کوشش کرنا۔ سراج منیر میں۔ علقمی سے ہے معنی التجدید الاحیاء ما اندرس من العمل بالکتاب والسنت والامر بمقتضاھا یعنی تجدید دین کا معنی ہے کتاب و سنت پر عمل کو زندہ کرنا جو مٹتا جا رہا ہو اور کتاب و سنت کی منشا کے مطابق حکم جاری کرنا۔

عین الودود میں ہے قال السیوطی عن سفیان ابن عینیہ۔ بلغنی انہ یخرج بکل مائۃ سنۃ بعد موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجل من العلماء یقوی اللہ بہ الدین۔ یعنی امام سیوطی نے سفیان بن عینیہ سے روایت کی کہ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد یقیناً ہر سو سال پر علماء میں سے ایک ایسا شخص ظاہر ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ دین کو قوت دے گا۔

مرقاۃ الصعود میں اپنے وقت کے مجدد علامہ اجل امام جلال الدین سیوطی سے ہے۔ والذی ینبغی ان یکون المبعوث علی راس المائۃ رجلاً مشہوراً معروفاً مشاراً الیہ وقد کان قبل کل مائۃ ایضاً من یقوم بامر الدین والمراد بالذکر من انقضت المائۃ وھو حی عالم مشہور مشار الیہ یعنی اس حدیث شریف سے واضح ہوا کہ ہر صدی کے شروع میں جسے تاج مجددیت سے سرفراز فرمایا جائے۔ ایسا شخص ہونا چاہئے جو علم وفضل وکمال وتقویٰ وسیرت حسن میں مشہور ومعروف ہو اور دینی معاملات میں اُسی کی طرف اشارہ کیا جاتا ہو اور صدی شروع ہونے سے پہلے بھی اُس نے امر دین کو مضبوط رکھا ہو اور اس ذکر سے مراد یہ ہے کہ ختم ہونے والی صدی میں وہ ہونہار مجدد زندہ ہو مشہور عالم ہو اور اُس زمانے کے علماء کا مشارالیہ مرجع ہو۔

علوم کے تعدد وتنوع ودرجات کے لحاظ سے عون الودود میں، امام جلال الدین سیوطی سے ہے۔ ذھب بعض العلماء الی ان الاولی ان یحمل الحدیث علی عمومہ فلا یلزم ان یکون المبعوث علی

راس المائة رجلا واحدا بل قد یکون واحدا فاکثر۔ فان انتفاع الامة بالفقهاء وان عم فی امورالدین فان انتفاعھم بغیرھم کاولی الامروا صحاب الحدیث والقرأة والوعاظ واصحاب طبقات من الزھاد کثیر اذ ینفع کل بفن لا ینفع فیہ آخر یعنی بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ بہتر یہ ہے کہ حدیث شریف کو اُس کے عموم معنی پر رکھا جائے۔ اس سے یہ لازم نہ ہوگا کہ ہر صدی کے شروع میں بھیجا جانے والا مجدد ایک ہی شخص ہو۔ بلکہ ایک ہو یا زیادہ کیونکہ امت مسلمہ کو اگرچہ عام طور پر دین کے معاملات میں فقہاء کرام ہی سے کام پڑتا ہے لیکن امت کے بہت سے مسائل ایسے بھی ہیں جن کا فقہاء کے علاوہ دوسرے اکابر سے بھی تعلق ہوتا ہے۔ جیسے اولوالامر صاحب حکومت۔ محدثین، قارئین، واعظین اور مختلف طبقات کے زہاد وغیرہم بکثرت حضرات ہیں کیونکہ ہر شخص جس فن سے تعلق رکھتا ہے اُس فن کے امام ہی سے نفع حاصل کر سکتا ہے دوسرے سے نہیں۔

چودھویں صدی کے مجدد اعظم

تصریحات متعددہ کے مطابق ہر صدی میں مجدد تشریف لاتے ہوں گے اور ماحول کے مطابق احیاء سنت و تجدید دین متین بھی فرمائی ہوگی۔

ہمارے مجدد اعظم، سیدنا۔ استاذنا۔ مرشدنا۔ اعلیحضرت مجدد مائۃ حاضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ کے لمحات مقدسہ پر نظر ڈالی جائے۔ تو ولادت سراپا سعادت سے وفات حسرت آیات تک ہر لمحہ حدیث شریف اور

اُس کی شروح و توضیحات کے مطابق الحرف بالحرف نظر آئے گا اور بعض
واقعات وحالات غیر معمول نوعیت کے ایسے ملیں گے جنہیں خرق عادات سے
تعبیر کیا جاسکتا ہے ۔

ولادت شریفہ مائۃ ماضیۃ ۱۲۷۲ھ ۱۸۵۶ء میں ہوئی چار سال
کا ہونے پر عموماً بچے کی بسم اللہ شروع کرائی جاتی ہے لیکن مجددیت عظمیٰ کی پہلی
علامت یہ ہے کہ آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن کریم ختم فرمالیا ۔

چودہ سال کی عمر عام طور پر کھیل کود کی ہوتی ہے ۔ تعلیم کی طرف رجحان کم
ہوتا ہے ۔ اعلیٰ حضرت نے چودہ سال کی عمر میں تمام علوم و فنون کی تکمیل فرماکر
مسند افتا کو زینت بخشی اور والد ماجد کو اس عظیم ذمہ داری سے سبکدوش فرمادیا ۔
مجددیت عظمیٰ کی دوسری نشانی تھی ۱۲۸۶ھ میں مسند افتا پر جلوہ افروز ہوکر
حسب تصریح امام علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ وقد کان قبل کل مائۃ ایضا
یقوم بامر الدین ۔ مجددیت کے راس مائۃ سے پہلے ہی امر دین کو سنبھالا ۔
اور بڑے بڑے عمر رسیدہ علماء اعلام کے مرجع و مشار الیہ ہوئے ۔

ہندوستان کے انقلابی دور میں مجدد اعظم کا جہاد بالقلم

۱۸۵۷ء کے بعد کا دور ۔ بڑا سخت انقلابی اور آزمائشی دور تھا ۱۸۶۹ء
میں جب آپ نے افتاء کی ذمہ داریاں سنبھالیں ۔ اُس وقت ہندوستان کی
سیاست بہت پیچیدہ اور اُلجھی ہوئی تھی ۔ سلطنت مغلیہ کا چراغ گل ہوچکا تھا ۔
طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا ۔ امن مفقود تھا ۔ اور مسلمان انگریز کا مشق ستم

بنا ہوا تھا۔ چونکہ مسلم سلطنت انگریز کے دستبرد کا شکار ہوئی تھی مسلمان ہی کے وقار و اقتدار کو انتشار میں تبدیل کرنے کی تدبیریں انگریز کے زیر غور تھیں۔ انگریز جانتا تھا کہ مسلمان کا مذہب ہی سب کچھ ہے اس لئے جس طرح بھی ہو اُسے مذہب سے بیگانہ بنا کر ہی ہندوستان پر چین سے حکومت کی جاسکتی ہے چنانچہ ایسے لوگوں کو تلاش کیا گیا جو با اثر اور اس مقصد کے لئے موزوں ہوں ہندوستان کا مسلمان مسلمان تھا سنی العقیدہ حنفی المذہب تھا سنیت پر مضبوطی کے ساتھ متحد تھا۔ مسلمانوں کے اس اتحاد وارتباط کو پارہ پارہ کرنے کے لئے شاطر انگریز کو ایسے لوگوں کی تلاش میں زیادہ دقت نہیں ہوئی جو بظاہر مقطع مسلمان اور مسلمانوں میں با اثر اور با رسوخ تھے اور جن کے ذریعہ آسانی سے مسلمانوں میں مذہبی تفریق وانتشار کی بنیاد ڈالی جاسکتی تھی چنانچہ ایک طرف اسمٰعیل دہلوی نجدی ملحدانہ عقائد وخیالات کی تبلیغ کے لئے اور ان کا گرو سید احمد رائے بریلوی زہد وتصوف کے لباس میں مل گئے۔ اور دوسری طرف دہریت ونیچریت کی تبلیغ کے لئے سرسید احمد خاں مل گئے اور بدمذہبیت وہابیت۔ دہریت کی ہوانے ہندوستان کے اندر سنیت کی فضا کو مکدر کرنا شروع کر دیا۔

کتاب وسنت پر عمل تو درکنار۔ ایمان کے اصل الاصول محبت وتعظیم وتوقیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نجدیت ووہابیت کے تیغ وتبر چلائے جانے لگے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف امکان کذب منتسب کیا گیا۔ ختم نبوت سے انکار ہوا علم غیب نبوی کو معاذ اللہ بچوں پاگلوں۔ جانوروں چوپایوں کے برابر قرار دیا گیا۔ یا رسول اللہ کہنا شرک۔ ذکر میلاد مبارک کو کنہیا جنم سے تشبیہ دی گئی۔ نماز میں

سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک و مسعود یاد اور تصور کو معاذ اللہ اپنے گھر کے گدھے اور گائے کے خیال میں غرق ہوجانے سے بدرجہا بدتر کہا گیا وغیرھا من الھذیات والکفریات۔ العیاذ باللہ تعالیٰ من مثل ھذہ الابلیسیات۔

حدیث شریف میں مجدد کا فرض ارشاد ہوا۔ یجدد لھا دینھا۔ مناوی نے اس کی شرح کی۔ یبین السنۃ من البدعۃ ویذل اھلھا۔ سراج منیر نے علقمی سے تجدید کا معنی بتایا۔ احیاء ما اندرس من العمل بالکتاب والسنت والامر بمقتضاھا تو تجدید کا مطلب اور مقصد ظاہر ہے کہ مجدد کی وسیع نظر دیکھ رہی ہو کہ مبتدعین وضالین کی ریشہ دوانیاں۔ دین متین کے کس پہلو کو کرید رہی ہیں اور کس بدعت وضلالت کی ترویج ہو رہی ہے۔ اور کتاب وسنت کے کن اعمال صالحہ کا اندراس ہو رہا ہے۔

مائۃ حاضرہ کے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی عاقبت بین وسیع نظر نے دیکھا کہ قرین شیطن نجد کا دہلی سے خروج ہوا۔ اور اس کی ناپاک تحریک مسلمان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے قدم بڑھا رہی ہے۔ سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان رفعت مکان اور سرکار کی محبت جو عین ایمان۔ ایمان کی جان ہے۔ اس سے مسلمان کو بیگانہ کیا جا رہا ہے اور اس زندقہ والحاد کی تحریک کو انگریز کی سنہری، روپہلی پشت پناہی تقویت پہنچا رہی ہے۔ سیاسی طوائف الملوکی کے ساتھ مذہبی تفرقہ پردازی بڑھتی جا رہی ہے۔ ایمان اور دین کے قزاق مسلمان کے روپ میں۔ اسلام اور مذہب کا نام لے کر وہابیت نیچریت کی ایمان سوز تحریک

اور ہلاکت مذہب زہر کو پھیلا کر مسلمانوں کے حقیقی اسلام ہی کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

مسند افتا پر رونق افروز۔ تاج افتاے زرین۔ علم وفضل وکمال کے سراج شہرت پر نمایاں علما روقت کا مشار الیہ۔ فضلا رزماں کا مرجع صغیر السن مفتی اعظم قائم بامور الدین علامہ اجل مولینا احمد رضا خاں۔ رضار احمد رضا احمد کے لئے کمر ہمت باندھ کر تجدید ماۃ حاضرہ کے لئے مائۃ ماضیہ میں۔ سنان قلم وشمشیر لسان کے ساتھ میدان علم میں اعدار دین کو للکارتا ہوا تشریف لے آیا ؎

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار   اعدا سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں

ہر فرقہ فاسدہ و باطل اور ان کے ہر فقرہ کاسدہ و عاطل کا قرآن وحدیث واصول معقول ومنقول سے وہ رد فرمایا اور ایسے ایسے قوی دلائل قاہرہ سے ان کے پرخچے اوڑائے کہ اعدائے دین کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی اور علما راہلسنت کے دل باغ باغ ہوگئے اور عوام اہلسنت کے ایمان تازہ ہوگئے۔ جو کہ شیطان سے متاثر ہو رہے تھے راہ راست پر آگئے اور امام علامہ سیوطی کے ارشاد۔ وقد کان قبل کل مائۃ ایضا من یقوم للدین کے مطابق دین متین اسلام وسنیت مکر اکرین وکید شیاطین سے محفوظ رہا۔

ابھی مائۃ حاضرہ شروع نہیں ہوا مگر مجدد کی شان۔ پوری آن بان کے ساتھ اپنا سکہ جما رہی ہے اور لوہا منوا رہی ہے ؎

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

کمالِ علمِ مجدد اعظم

سراج منیر شرح جامع الصغیر کے ارشاد کے مطابق - ان المجدد انما هو بغلبة الظن بقرائن احواله والانتفاع بعلمه - یعنی مجدد اپنی مجددیت کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ اس کے قرائن احوال اور اُس کے علم سے انتفاع پر غلبہ ظن سے پہچانا جاتا ہے کہ یہ مجدد وقت ہے -

یہ غزالی وقت - رازی زمان - سیوطی دوران - اس صغر سنی میں جامع معارف وحقائق - کاشف معانی ودقائق - واقف معقول ومنقول - حاوی فروع واصول مرجع العلماء منبع العلوم - قرائن احوال - اور انتفاع بعلمہ ا لکمال سے بتا رہا ہے کہ مستقبل قریب میں تاج مجددیت سے سرفراز ہوگا ؎

بالائے سرش زہوشمندی　　می تافت ستارۂ بلندی

روشن پیشانی - ظاہر کر رہی ہے کہ یہ مجدد - معمولی مجدد نہ ہوگا -

چنانچہ سنہ ۱۲۹۴ھ میں جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو - سید السادات الکرام حضور پرنور اقدس مولینا - مرشدِ مرشدنا حضرت سید آل رسول علیہ الرحمۃ نے شرف بیعت کے ساتھ سند خلافت واجازت علوم دینیہ شرعیہ وسلاسل مقدسہ سند حدیث وغیرہا سے سرفراز فرمایا تو حضرت اقدس نے یہ تمغۂ اقبا زی بھی بخشا کہ اگر خدا مجھ سے سوال کرے گا کہ تو میرے لئے کیا لایا تو میں احمد رضا کو پیش کردوں گا - یہ حضرت اقدس کی مجدد اعظم کے لئے پیشین گوئی تھی -

سنہ ۱۲۹۵ھ میں حرمین طیبین حاضری کا شرف حاصل ہوا ارشافعی عصل کے

امام مولٰنا شیخ حسین ابن صالح جمل اللیل نے جن سے کبھی پہلے تعارف نہ تھا، پہلی ہی ملاقات میں اعلٰی حضرت علیہ الرحمہ کا دست اقدس اپنے دست مبارک میں لے کر چہرہ مقدس کو دیر تک غور سے دیکھا۔ پھر پیشانی مبارک کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر فرمایا۔ انی لاجد نور اللہ من ھذا الجبین یعنی بلا شبہ میں اس پیشانی سے اللہ کا نور جھلکتا پا رہا ہوں۔ یہ مجددیت عظمٰی کا نور تھا جو پیشانی مقدس سے جھلکا اور پیر خود آنکھوں کو نظر آیا۔

امام شافعیہ ممدوح کے علاوہ اُس وقت کے علماء حرمین طیبین نے بھی تیئیس سالہ بحر العلوم کی مقدس پیشانی اور منور چہرۂ علوم کا مد و فراست صادقہ اور فضل و کمال کی چمکتی شعاعوں میں پڑھ لیا کہ یہ ہونہار نوجوان شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت کا جامع اور دین متین کا ایک مضبوط و مستحکم ستون ہونے والا ہے اور تمام علوم و فنون کے حقائق و معارف ہیں۔ بڑے بڑے عمر رسیدہ علماء اعلام و فضلائے کرام کے زانوئے ادب اس کے اقتدار علم اور وقار و حلم کے آگے جھکنے والے ہیں۔

علامہ جمل اللیل موصوف۔ علامہ اجل سید احمد ابن زین دحلان مفتی شافعیہ علامہ محقق مولٰنا عبدالرحمٰن سراج مفتی حنفیہ وغیرہم علماء مکہ مکرمہ۔ و مدینہ طیبہ نے ہمارے ہونہار مجدد اعظم کو اسناد حدیث و فقہ وغیرہا اور اجازت متنیہ سے مشرف فرمایا۔ تیرھویں صدی پوری ہو رہی ہے اور علماء عرب و عجم و ہند کی نظریں اس نو رہار مقدس آثار پیشانی کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ استفادہ علوم ظاہری و صوری و معنوی کے ساتھ مجددیت عظمٰی کے آثار و قرائن بھی دیکھ رہے ہیں

اور ان کے مجلی قلوب شہادت دے رہے ہیں کہ من انقضت المائۃ وھو حی عالم مشہور مشار الیہ کا صحیح مظہر یہی ذات عالی صفات ہونے والی ہے۔

مجدد مائۃ حاضرہ

تیرھویں صدی کا آفتاب غروب ہوا۔ اور چودھویں کا ہلال خیر و رشد افق مغرب پر نمودار ہوا۔ جاننے والوں نے ربی و ربک اللہ سے اس کا خیر مقدم کیا اور دعا مانگی اللھم انا نسئلک خیر ھذہ السنۃ۔ اللھم انا نعوذ بک من شر ھذہ السنۃ۔

یکم محرم الحرام ۱۳۰۱ھ کا آفتاب عالم تاب ۱۱ فروری ۱۸۸۳ء جمعرات کو پوری تابانی کے ساتھ افق مشرق پر چمکا اور ہمارے اعلیٰ حضرت مجدد اعظم نے فرمایا کہ "اب صدی بدل ہمیں بھی اپنا رنگ بدلنا چاہیئے" سبحان اللہ کتنا ذو معانی ارشاد ہوا کہ اب تک جو کچھ حقائق و معارف و مسائل حل کئے گئے اور معاندین حق اور اہل باطل کے رد و ابطال میں جو اقدامات ہوئے وہ ایک مفتی کی حیثیت سے تھے اور اب چودھویں صدی میں جو ہوگا وہ مجدد کی حیثیت سے ہوگا اور علوم قدیمہ و جدیدہ کے ہر شعبہ پر قلم رواں ہوگا۔ علوم و فنون عقلیہ و نقلیہ کے کسی گوشہ کو تشنہ نہ چھوڑا جائے گا۔ ہر باطل کی مکمل سرکوبی کی جائے گی اور حق کو پوری تابانی کے ساتھ واضح کیا جائے گا۔ ہر اس سنت کو جس کی جانب سے توجہ ہٹتی جا رہی ہے۔ زندہ کیا جائے گا اور ہر اس بدعت کو جو بڑھتی جا رہی ہے مٹانے کی کوشش کی جائیگی۔ ہر مفسد۔ معاند۔ حق پوش باطل کوش۔ بددین۔ بدمذہب۔ بدعقیدہ کو جہاد بالقلم

سے اس کے کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے اور ناموس رسالت و اولیاء کرام کی حفاظت کے لئے زندگی کا ہر لمحہ وقف کر دیا جائے گا۔

امام علامہ سیوطی نے بعض علماء کے حوالے سے فرمایا۔ الاولی ان یحمل الحدیث علی عمومہ فلا یلزم ان یکون المبعوث علی راس المائۃ رجلا بل قد یکون واحدا فاکثر۔ یعنے یہ ضروری نہیں ایک وقت میں ایک ہی مجدد ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ہر علم وفن وطبقہ کے لئے علیحدہ علیحدہ کئی مجدد ہوں۔

مجدد اعظم

چودھویں صدی کے ہمارے اعلیٰ حضرت مجدد اعظم علیہ الرحمۃ کے علم وعمل وکردار وگفتار کے ہر قرینہ سے ظاہر وہویدا ہوگیا کہ ایک وقت میں کئی مجدد بھی ہوئے ہوں گے۔ یا آئندہ بھی ہوں۔ مگر چودھویں صدی کا مجدد۔ مجدد اعظم ہے یہ مجدد اعظم اُن تمام علوم وفنون کا جامع اور ان تمام باریک سے باریک مسائل پر حاوی ہے جن کی حاجت اس دور میں اور آئندہ رہے گی۔ حسب ارشاد قرآن کریم ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ اور وان الفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء چودھویں صدی کا مجدد اعظم بفضل رب اکرم۔ مظہر اتم ہے۔ اس سرکار اعظم رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کاملہ کا جسے بشارت عظمیٰ دی گئی۔ وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ اور جس کی شان عظمت مکان ہے۔

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ کے علوم کا احصار اس الفرآستان ۔ احقر برہان کے امکان سے بالاتر ہے ۔ کچھ علوم کی فہرست پیش کرنے کا شرف حاصل کرلیا جائے ۔ قرآن کریم ۔ تفسیر ۔ قرأۃ ۔ اصول تفسیر ۔ حدیث ۔ اصول حدیث اسماء الرجال ۔ جرح و تعدیل ۔ فقہ ۔ اصول فقہ ۔ معقول ۔ منطق ۔ کلام ۔ ادب معانی ۔ بیان ۔ بدایع ۔ بلاغت ۔ صرف ۔ نحو ۔ عروض ۔ قوافی ۔ تصوف ۔ سلوک تواریخ (حالات واقعات) ۔ فن تاریخ (اعداد) سیر ۔ مناقب ۔ لغات ۔ ہندسہ حساب ۔ جبر و مقابلہ ۔ ریاضی ۔ ہیأت ۔ طبعیات ۔ نجوم ۔ جفر ۔ اوفاق ۔ تکسیر توقیت ۔ لوگارثمات ۔ زیج ۔ وغیرہا ۔ بعض وہ علوم جن پر یورپ کو امتیاز اور فخر تھا اور یورپ ہی ان علوم کا مرکز سمجھا تھا ۔ اور جو صرف انگریزی میں تھے اُن پر عبور ایک کرامت تھی ۔

چودھویں صدی کے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ، علوم کب اور کیسے اور کس سے حاصل کئے ۔ جبکہ آپ نے صرف اپنے والد ماجد ۔ علامہ زمان فاضل دوران ۔ حضرت مولٰنا مفتی شاہ محمد نقی علیخاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے سوا کسی کے سامنے زانوے ادب تہ نہیں کیا اور جملہ علوم عقلیہ نقلیہ حضرت ممدوح ہی سے حاصل کئے ۔ انگریزی کا کسی سے ایک حرف نہ پڑھا ۔ مگر اعلیٰ حضرت ان تمام علوم کے نہ صرف جامع بلکہ بعض علوم کے منبع بھی تھے ۔

یہی کہا جاسکتا ہے کہ حدیث شریف میں ۔ اتقوا عن فراست المومن فانہ ینظر بنور اللہ تعالیٰ ۔ فرمایا گیا ۔ شان مجددیت عظمیٰ کی ایک نہایت

دلکش اور نمایاں مثال ہے کہ علوم عدیدہ و عجیبہ کی یہ جامعیت الہامی طور پر فراست صادقہ کے نور مبین سے عطا فرمائی گئی۔ ذلک الفضل من اللہ۔ یہ بھی خارق عادات سے ایک خرق عادت ہے۔

فقہ و احکام شرعیہ و علوم اسلامیہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے بلند پایہ مجدد ہونے کی شہادت۔ آپ کا مجموعہ فتاویٰ ہے جس کا تاریخی نام العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ ہے۔ جو بڑی تقطیع کی ۱۲ جلدوں میں ہے اور ہر جلد میں ایک ہزار صفحات سے زیادہ ہیں۔ یہ فتاویٰ مبارکہ اگرچہ مسائل فقہیہ اور جزئیات فقہیہ کا نہایت مدلل اور مکمل جامع فتاویٰ ہے۔ مگر بیشمار نازک ترین فنی مسائل اور دوسرے علوم و فنون کا ایسا نادر ذخیرہ ہے۔ جو فقہاء متقدمین و متاخرین کے مبسوط مصنفات میں بڑی سرگردانی اور کاوش کے بعد مل سکیں۔

اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک فتویٰ۔ علامہ جلیل حضرت مولٰنا سید اسمٰعیل صاحب۔ حافظ کتب حرم مکہ مکرمہ نے دیکھا ہے انتہا حیرت و استعجاب و مسرت کے ساتھ حضرت مجدد اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں تحریر روانہ فرمائی جس میں حمد و صلاۃ کے بعد اعلیٰ حضرت کو مخاطب فرماتے ہیں۔ شیخ الاسلام بلا مدافع و وحید العصر بلا منازع۔ سے پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں۔ وواللہ اقول والحق اقول انہ لو رأھا ابو حنیفۃ النعمان لاقرت عینہٗ ولجعل مؤلفھا من جملۃ الاصحاب۔ یعنی۔ اور اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور بالکل حق کہتا ہوں کہ بیشک اس فتوے کو اگر امام اعظم ابو حنیفہ نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھتے تو بلاشبہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ اور یقیناً

اس فتوے کے مولف کو امام اعظم اپنے اصحاب (امام ابو یوسف امام محمد۔ امام زفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم) میں شامل فرماتے۔ اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ علیہ الرحمہ کے مجددیت عظمیٰ کی کیسی بین شہادت ہے الحمد للہ۔

الاجازات المتنیہ سے بالاختصار یہ ایک شہادت پیش کی گئی تفصیل کے لئے ندوہ کے رد و ابطال میں فتاوی الحرمین اور وہابیہ دیوبندیہ کے رد و ابطال میں حسام الحرمین کے مطالعے سے واضح ہوگا کہ علماء و عظماء و اکابر حرمین طیبین نے کیسے عظیم و رفیع و وقیع کلمات عزیزہ سے مجدد مائۃ حاضرہ علیہ الرحمۃ کو خطاب فرمایا اور یگانۂ زمانہ وحید العصر امام وقت مجدد مائۃ حاضرہ کے مجددیت عظمیٰ پر کیسی زبردست شہادتیں دیں۔ متعنا اللہ تعالیٰ وقدسنا باسرارہ و نفعنا ببرکاتہ۔

رسالہ مبارکہ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ تو اعلیحضرت مجدد مائۃ حاضرہ کی ایسی نمایاں زندہ کرامت عظیمہ ہے جس کی مثال صدیوں پہلے سے صدیوں بعد تک نہ ملے گی۔ جس نے شریف مکہ سے خراج مجددیت عظمیٰ وصول کیا اور نہ صرف علماء حرمین طیبین بلکہ اس وقت مکہ مکرمہ میں موجود دنیا اسلام کے تمام علماء اعلام نے الدولۃ المکیۃ کو سن کر مصنف علیہ الرحمہ کے وہبی فضل علم و کمال تحقیق پر صدائے تحسین و آفریں بلند کی اور فتوائے مذکور کی تصدیق کو اپنی سعادت عظمیٰ تصور کیا اور نہایت فصیح و بلیغ خطابات کے ساتھ خراج عقیدت و محبت پیش کرتے ہوئے۔ تقاریظ لکھنے کا شرف حاصل کیا۔ اسی کے ساتھ ہی جو اجازتوں خلافتوں کا لامتناہی سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک

آپ مدینہ طیبہ پہنچ کر سرکار ابد قرار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار رحمت بار سے زیارت روضہ مقدسہ کے ساتھ روحانی فیوض وبرکات کا شرف حاصل کرکے مراجعت فرما ہوئے۔ حرمین طیبین میں خادم حرمین طیبین شریف مکہ اور دنیائے اسلام کے علماء اعلام۔ صوفیان کرام۔ اتقیاء عظام محققین فی الدین کی جانب سے یہ اعزاز واحترام اور اظہار عقیدت۔ وانقیاد کا امتیاز بردست اہتمام۔ اس بات کی نہایت واضح وبین شہادت ہے کہ اعلیٰحضرت مجدد مائۃ حاضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نہ صرف ہندوستان کے بلکہ پوری دنیا اسلام کے مجدد اعظم ہیں۔ متعنا اللہ تعالیٰ والمسلمین بفیوضہ الروحانیۃ وقدسنا باسرارہ الطاہرۃ ونفعنا بعلومہ الفائضہ وبرکاتہ العالیہ۔

رد وہابیہ میں مجدد اعظم کا تفرد

مجدد مائۃ حاضرہ علیہ الرحمہ نے اہل بدعت وضلالت۔ وہابیہ۔ نجدیہ۔ روافض۔ قادیانیوں کے رد میں جو تجدد اختیار فرمایا اس میں آپ کی ذات مبارک فرد ہے۔

کاش یہ بات اسی وقت طے ہو جاتی!

ایک تاریخی خط

(از افاضہ حضرت علامہ مولانا حسین رضا خاں بریلوی مدظلہ العالی)

علماء دیوبند کی وہ دین سوز عبارتیں جن پر سارا عرب و عجم چیخ اُٹھا تھا، دُنیا کے بڑے بڑے علماء کرام و مفتیان عظام و مشائخ ذوی الاحترام و عوام لرز گئے تھے، ہر دردمند و مخلص تڑپ رہا تھا کہ کسی صورت یہ فتنہ ختم ہو اور ملت اسلامیہ سکون و اطمینان کا سانس لے۔

دین اور ملت اسلامیہ میں فتنہ اور افتراق کی یہ ہولناک آگ ایسی نہ تھی جس پر مجدد اعظم امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ خاموش تماشائی رہتے اسلام کا انتہائی درد، مسلمانوں کی دنیا و آخرت کی تباہی کا خوف اور آپ کے منصب کی ذمہ داری نے آپ کو مضطرب و بے چین کر دیا۔ علماء دیوبند کو دعوت پر دعوت دی، بعد بے مطبوعہ و غیر مطبوعہ خطوط لکھے، رجسٹریاں بھیجیں کہ اے اللہ کے بندو! تمھاری ان عبارتوں سے اسلام کی بنیادوں پر ضربیں لگی ہیں مسلمان سخت مشکلات میں پھنس گیا ہے۔ دنیا کے ساتھ اس کی آخرت بھی برباد ہو رہی ہے آؤ ہم تم بیٹھ کر اس معاملہ کو صاف کرلیں اور اس راہ کو اختیار کریں جو اسلام کا عین منشاء اور مسلمانوں کے لئے صراط مستقیم ہو۔

مگر افسوس کہ اکابر علماء دیوبند نے یا تو اس سے اجتناب کیا یا اگر وعدے بھی

کے تو ایفاء کرنے کے خجالت و شرمندگی دامنگیر رہی۔

علماء دیوبند کی اس روش کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس وقت کے اندیشوں کے مطابق یہ فتنہ آج اپنے عروج پر پہنچ گیا جس سے نہ صرف مسلمانوں کی دنیا کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔ بلکہ ایک بہت بڑی جماعت اور اس کی مختلف نسلوں کی آخرت بھی برباد ہو رہی ہے۔

ہم ذیل میں مجدد اعظم امام بریلوی قدس سرہ کے ایک تاریخی خط کی نقل پیش کر رہے ہیں جو آپ نے آج سے تقریباً ستاون سال قبل ۱۳۲۹ھ میں مولوی اشرف علی تھانوی کو لکھا تھا اور جو رسالہ "دافع الفساد عن مراد آبا" میں چھپ چکا تھا۔

نقل مفاوضۂ عالیہ امام بریلوی قدس سرہٗ بنام مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ فقیر بارگاہ عزیز قدیر عز جلالہ تو مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے اب حسب معاہدہ و قرارداد مراد آباد پھر فرض ہے کہ آپ کو سوالات و مواخذات حسام الحرمین کی جواب دہی کو آمادہ ہوں میں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سنا دیں اور وہی دستخطی پرچہ اسی وقت فریقین مقابل کو دیتے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کہہ کے بدلنے کی گنجائش نہ رہے۔ معاہدہ میں ۲۰ صفر مناظرہ کے لئے مقرر ہوئی ہے۔ آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو مل گیا وہ روز کی

مہلت کافی ہے وہاں بات ہی کتنی ہے اسی قدر کہ یہ کلمات شانِ اقدس حضور پر نور
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں توہین ہیں یا نہیں ؟ یہ بعونہ تعالیٰ دو منٹ میں
اہل ایمان پر ظاہر ہو سکتا ہے ۔ لہٰذا فقیر اس عظیم ذو العرش کی قدرت و رحمت پر
توکل کرکے یہی ۲۷ صفر روز جاں افروز دو شنبہ اس کے لئے مقرر کرتا ہے آپ
فوراً قبول کی تحریر اپنی مہری دستخطی روانہ کریں اور ۲۷ صفر کی صبح مراد آباد میں نزول
.... اور آپ بالذات اس اہم و اعظم دین کو طے کرلیں اپنے دل کی
آپ جیسی بنا سکیں گے وکیل کیا جائے گا ۔ عاقل بالغ مستطیع غیر محذورہ کی توکیل
کیوں منظور ہو ۔ معہٰذا یہ معاملہ کفر و اسلام کا ہے ۔ کفر و اسلام میں وکالت
کیسی اگر آپ خود کسی طرح سامنے نہیں آسکتے اور وکیل ہی کا سہارا ڈھونڈیئے تو یہی
لکھ دیجئے ۔ اتنا تو حسب معاہدہ آپ کو لکھنا ہی ہوگا کہ وہ آپ کا وکیل مطلق ہے ۔ اس کا
تمام ساختہ و پرداختہ قبول سکوت نکول عدول سب آپ کا ہے اور اس قدر اور بھی
ضرور لکھنا ہوگا کہ اگر بعون العزیز المقتدر عز جلالہ آپ کا وکیل مغلوب
یا معترف یا ساکت یا نادم ہوا تو کفر سے توبہ علی الاعلان آپ کو کرنی اور چھاپنی ہوگی کہ
توبہ میں وکالت نا ممکن ہے اور علانیہ کی توبہ علانیہ لازم ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ
آخرکار آپ ہی کے سر رہتا ہے کہ توبہ کرنی ہوگی تو آپ ہی پوچھے جائیں گے پھر آپ
خود ہی اس دفع اختلاف کی ہمت کیوں نہ کریں ۔ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے کو آپ تھے اور بات بنانے دوسرا آئے
لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ آپ برسوں سے ساکت اور آپ کے
حواری رفع خجالت کی سعی بے حاصل کرتے ہیں ہر بار ایک ہی جواب کے ہوتے ہیں

آخر بار کے یہ اخیر دعوت ہے اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرض ہدایت
ادا کر چکا آئندہ کسی کے غوغا پر التفات نہ ہوگا منوا دینا میرا کام نہیں اللہ عزوجل
کی قدرت میں ہے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم و
صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین والحمد
للہ رب العلمین۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

مہر

۱۵ صفر المظفر روز چہار شنبہ ۱۳۲۹ھ
علی صاحبہا وآلہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ۔ آمین

مآل یہی ہوا کہ اکابر دیوبند گھبراتے رہے، خجالت و شرمندگی نبھاتے رہے
رجوع و اتحاد کی راہوں سے گریز کیا اور ایک بہت بڑا فتنہ باقی رہ گیا۔

تحریک ندوہ پر ایک تاریخی سفر

(از فاضل حضرت علامہ مولانا حسنین رضا خاں بریلوی مدظلہ العالی)

ندوہ کی وہ تحریک جس میں ہر مکتب خیال کے فرد کو ایک پلیٹ فارم پر
جمع کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا تھا، دین و مذہب سے چھیڑ چھاڑ
کے بغیر کسی سیاسی فضا کے لئے یہ تحریک نہ تھی جس کا تسلیم کرنا ہی مسلمان کے لئے
روا نہ تھا بلکہ ایسے نئے دین کی بنیاد ڈالی جا رہی تھی جس کے لئے اسلام کی بنیادوں
کو اکھیڑ کر پاش پاش کیا گیا، اپنی اور اپنے مذہب کی آن باقی رکھنے کیلئے دین مصطفےٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قربان کر دیا گیا تھا۔

ندوہ کی ہولناکی کا اندازہ ندوہ کے حوصلے اسلام کو محو کر دینے کے لئے

کس قدر بڑھے ہوئے تھے اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ لکھنؤ میں ندوۃ العلماء کے ایک بہت بڑے جلسے میں برسرعام ابراہیم آروی نے تمام ضروریات دین و اصول اسلام کو بالائے طاق رکھ کر صرف لا الہ الا اللہ کہہ دینے کو اسلام کے لئے کافی اور نجات آخرت کا سبب قرار دیا اور ندوہ تحریک کے ذمہ دار لوگ تحسین پیش کرتے رہے۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ اس تحریک میں بھول سے شریک ہو جانے والے مسلمان جیسے مولوی عبدالوہاب صاحب لکھنوی وغیرہ یہ کہتے ہوئے جلسے سے اٹھ گئے کہ "یہاں تو رسالت بھی تشریف لے گئی"۔

غور تو فرمائیے وہ فتنہ جہاں اور اصول دین و فرائض تو کیا رسالت بھی باقی نہ رہے مسلمانوں کے لئے کتنی خطرناک تھی۔ اسلام کے ذمہ دار علماء اُسے کس طرح برداشت کر سکتے تھے۔

چنانچہ مجدد اعظم امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے اپنے قلم کی فولادی قوت سے ندوۃ العلماء کی بنیادوں اور در و دیوار کو اکھیڑ کر رکھدیا۔ دوسری طرف مولانا عبدالقادر بدایونی نے بھی وہ ضربیں لگائیں کہ ندوہ کی اسلام کش تحریک موت کے گھاٹ اترنے لگی۔

سرزمین بریلی پر ندوہ تحریک

ندوہ نے اپنے نئے دین کو ہندوستان میں پھیلانے کے لئے دوروں کا بہت بڑا پروگرام بنایا تو بریلی سے ابتدا کرنے کی اس لئے سوجھی کہ امام بریلوی قدس سرہ نے اس کے خلاف مضبوط قدم اٹھایا تھا کم ازکم خاموشی سے ہی یہاں جلسے ہو جاتے تو پورے ہندوستان کو فریب دینے کا موقع ہاتھ آجاتا۔

تحریک ندوہ کے سرگرم کارکن بریلی میں جمع ہوئے جن میں بھولے سے شریک ہو جانے والے چند سنی علما بھی تھے مثلاً احمد حسن صاحب کانپوری اور ان کے استاذ محترم مولانا لطف اللہ صاحب علی گڈھی جنہیں جگت استاد کہا جاتا تھا آپکے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع تھا۔

امام بریلوی کی ہدایت

حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کو جونہی ان حالات کی اطلاع ملی آپ نے ندوہ کے ذمہ داروں کو ان کی کھلی ہوئی غلطیوں پر تنبیہ کی، تحریری و زبانی طریقوں سے اصحاب ندوہ کو بحث و تحقیق کی دعوت دی تاکہ اسلام کی حقانیت اور ندوہ کے نئے دین کا بطلان واضح ہو جائے مگر وہ ندوہ جو اپنی کمزوریوں اور فتنوں کو خوب جانتا تھا کب بحث و تمحیص اور حق قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا۔

علماء اسلام کی ندوہ سے کنارہ کشی

ہاں یہ ضرور ہوا کہ مجدد اعظم امام بریلوی قدس سرہ کی ایک مختصر مگر ہدایت انگیز تحریر نے حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوری کو بے قرار کر دیا۔ آپ نے امام بریلوی قدس سرہ کی ہدایت پاتے ہی خادم کو بستر باندھنے کا حکم دیا، یہ خبر ساری ندوہ تحریک میں پھیل گئی۔ جب آپ کے استاذ مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے اپنے شاگرد مولانا احمد حسن صاحب کانپوری کو بلوایا اور سبب دریافت کیا۔ مولانا احمد حسن صاحب نے امام بریلوی قدس سرہ کا وہ رقعہ پیش کر دیا۔ استاد موصوف نے باں شان استاذی سعت حلقہ تلامذہ یہ خیال بھی نہ فرمایا کہ ہدایت کی ابتدا میرے ایک شاگرد کی طرف

ہو رہی ہے فوراً حق کو قبول کرلیا۔ یہ دونوں حضرات اور ان کے بہت سے ساتھی ندوۃ العلماء سے متنفر ہو کر الگ ہو گئے۔ مولانا لطف اللہ صاحب تو پہلی گاڑی سے سیدھے علی گڑھ روانہ ہو گئے اور مولانا احمد حسن صاحب کانپوری امام بریلوی قدس سرہٗ کی عیادت کو تشریف لائے۔ اس طرح بہت سے علماء اسلام جو ندوہ کے نئے دین کے فتنوں پر مطلع ہوتے گئے ندوہ سے الگ ہو گئے۔

ندوہ کا دوسرا اجلاس

ندوہ کے بریلی اجلاس کی جو درگت ہوئی اس نے ندوہ تحریک اور اصحاب ندوہ پر اثر تو ضرور ڈالا مگر ذمہ داران ندوہ شاید یہ سمجھ بیٹھے کہ یہ مقامی اثرات کے نتائج ہیں پٹنہ (بہار) کے دوسرے اجلاس میں اپنے حوصلے نکالنے کا تہیہ کیے ہوئے روانہ ہو گئے۔

امام بریلوی کا سفر

امام بریلوی قدس سرہ جو ہر نشیب و فراز کو خوب جانتے تھے نیز آپ کی دینی منشا ندوہ تحریک کے سلسلہ میں بریلی اجلاس کے وقت پوری نہ ہوئی، ندوۃ العلماء کا پٹنہ اجلاس کچھ اور ہی غمازی کر رہا تھا، پٹنہ سفر کا عزم فرمالیا، آپ کے ساتھ کئی علماء کرام اور دوسرے حضرات ہم سفر ہو گئے، جن میں مولانا عبدالقادر بدایونی، مولانا سید اسمٰعیل حسن مارہروی، مولانا عبدالسلام جبلپوری قابل ذکر ہیں۔ امام بریلوی قدس سرہٗ کا یہ پورا قافلہ بھی پٹنہ پہنچ گیا اور مولوی قاضی عبدالوحید صاحب رئیس اعظم پٹنہ کے یہاں قیام فرمایا۔

پٹنہ پہنچ کر ندوہ کے ذمہ دار لوگوں کو زبانی اور تحریری دعوتیں دی گئیں، کئی اجلاس منعقد کرکے ندوہ تحریک کے بدترین نتائج اور عظیم دینی نقصانات کو

واضح کیا گیا اور انھیں نئے دین کی تجویز و اشاعت پر تنبیہ کی گئی۔

ذمہ داران ندوہ بجائے اس کے کہ دین اور ملت اسلامیہ کے تحفظ کی خاطر اس معاملہ کو طے کر لیتے اپنی بات بنائے رکھنے کے لئے دین و ملت کا عظیم ترین نقصان گوارا کیا اور یہ عذر کر گئے کہ کلکتہ کا پروگرام قریب ہے، یہاں ہم بات چیت میں مصروف ہو گئے تو کلکتہ کا پروگرام خراب ہو جائے گا۔

افسوس کہ ندوہ والے دین و ملت کی بربادی کو اچھا سمجھتے رہے اور اپنے تباہ کن پروگرام پر آنچ نہ آنے دی۔

پٹنہ سے کلکتہ

ندوہ والے ان حیلوں سے یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ جان چھوٹی لاکھوں پائے، اکلکتہ پہنچ کر اپنی تحریک میں جان ڈالیں۔ تیسرے اجلاس کے لئے کلکتہ پہنچ گئے۔ بہت سے دیوبندی مولویوں کو بھی اکٹھا کر لیا اور ندوہ تحریک کے لئے ان کی بہت بڑی تعداد کلکتہ میں جمع ہو گئی۔

امام بریلوی قدس سرہٗ جو ان کے حیلوں سے خوب واقف تھے تحفظ دین و ملت کی خاطر ان حالات میں کب ان کا پیچھا چھوڑنے والے تھے آپ اپنی جماعت کے ساتھ کلکتہ پہنچ گئے اور پوری قوت کے ساتھ ندوہ والوں کو تنبیہ کی کہ

ندوہ کی تحریک نے اسلام میں جو ترمیم و تنسیخ کی ہے اس پر ایک بار گفتگو ہو جائے۔

فرقہ پرستی کی لعنت سے مسلمانوں کو بچایا جائے۔

اس قسم کی نئی جماعت بنا کر مسلمانوں میں پھوٹ نہ ڈالی جائے۔

ساتھ ہی کلکتہ میں اہل سنت کے جلسے زور شور سے ہونے لگے۔

اصحاب ندوہ یہاں بھی ٹال مٹول کی پالیسی پر چلتے رہے اور آخر یہ تجویز پاس کرنے پر مجبور ہوئے کہ

"ندوۃ العلماء کا پروگرام عامۃ المسلمین کے سامنے رکھ کر جب تک استصواب نہ کرلیں ہم دوسری طرف متوجہ نہیں ہوسکتے"

اس جواب نے کلکتہ کے مسلمانوں کو ندوۃ العلماء سے اور متنفر کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ندوہ کی اس تحریک کا سارا زور ختم ہوگیا۔ اہلسنت کے مزید جلسوں نے بہت ہی زیادہ اثر کیا۔ ندوہ کی وہ تحریک ہی کلکتہ میں دفن ہوگئی اور ہندوستان گیر دورے سسک سسک کر رہ گئے۔

حرم مکہ میں مجدد اعظم کی باعث رحمت تاریخی حاضری

بہت بڑے فتنہ کا علاج، مسائل اور فیصلوں کا حل

مجدد اعظم امام بریلوی قدس سرہ کا دوسرا حج ۱۳۲۳ھ میں اچانک ہوا۔ امام ممدوح اس سفر کے لئے پہلے سے تیار نہ تھے، دل میں اضطراب ہوا اور آپ حج اور زیارت کے لئے روانہ ہوگئے تفصیل آپ الملفوظ حصہ دوم میں ملاحظہ فرالیں

مختصر یہ کہ حکومت وقت کے بعض ارکان کو گانٹھ کر بعض وہابیہ نے شریف مکہ (حاکم وقت) تک رسائی حاصل کی تھی اور علم غیب کے مسئلہ کو چھیڑ کر یہ چاہا تھا کہ علماء اسلام کو کسی صورت حکومت اور عوام کی طاقت سے کچل دیا جائے۔ باعث ایوان حکومت سے شہر کی عام گلیوں تک پھیلی ہوئی تھی، ہر طرف بے چینی واضطراب

حالات نمایاں تھے۔

مسئلہ دینی تھا صحیح اسلامی تحقیق باوجود طاقت کے ذریعہ حقیقت کو دبا کر اپنی بات رکھنا، دینی خیانت کرنا، عوام کو گمراہی میں ڈالنا، ہوا خواہی ونفس پرستی میں اسلام میں بہت بڑا فتنہ وفساد پیدا کرنا تھا۔

خدائے عزوجل کا احسان وکرم کہ مجدد اعظم امام بریلوی قدس سرہ اسی وقت مکہ معظمہ پہنچ گئے اور جو حالات پیش آئے اس کا بعض حصہ امام ممدوح سے ہی نقل کرکے درج ذیل کر رہے ہیں۔

(الملفوظ حصہ دوم) امام قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

حاضری حرم کی حکمت

اس بار سرکار حرم محترم میں میری حاضری بے اپنے ارادے کے جس غیر متوقع طور پر اور غیر معمولی طریقوں پر ہوئی اس کا کچھ بیان اوپر ہو چکا ہے وہ حکمت الٰہیہ یہاں آکر کھلی، سننے میں آیا کہ وہابیہ پہلے سے آئے ہوئے ہیں جن میں خلیل احمد انبیٹھی (دیوبندی) اور بعض وزرا ریاست دیگر اہل ثروت بھی ہیں۔ حضرت شریف (حاکم مکہ معظمہ) تک رسائی پیدا کی ہے۔ اور مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے۔

اعلم علماء، قاضی مکہ ومفتی حنفیہ سے سوال

اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علماء کہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال سابق قاضی مکہ ومفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا ہے، میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا۔ حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے عزیزی مولوی عبدالاحد صاحب بھی ہمراہ تھے۔

امام بریلوی قدس سرہٗ کی پُرزور مدلل تقریر

میں نے بعد سلام ومصافحہ علم غیب کی تقریر شروع کی اور دو گھنٹے تک اسے آیات واحادیث واقوال ائمہ سے ثابت کیا اور مخالفین جو شبہات کیا کرتے ہیں ان کا رد کیا۔ اس دو گھنٹے تک حضرت موصوف محض سکوت کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو کر میرا منہ دیکھتے رہے جب میں نے تقریر ختم کی۔

امام بریلوی کی باعث رحمت آمد

(حضرت مولنا شیخ صالح کمال) چپکے سے اٹھے قریب الماری رکھی تھی' وہاں تشریف لے گئے اور ایک کاغذ نکال لائے جس پر مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری کے رسالہ اعلام الاذکیا کے اس قول کے متعلق کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیئ علیم چند سوال تھے اور جواب کی چار سطریں نا تمام اٹھا لائے مجھے دکھایا اور فرمایا تیرا آنا اللہ کی رحمت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتوے یہاں سے جا چکتا۔ میں حمد الٰہی بجا لایا اور فرودگاہ پر واپس آیا مولنا (شیخ صالح کمال صاحب) سے مقام قیام کا کوئی تذکرہ نہ آیا تھا اب وہ فقیر کے پاس تشریف لانا چاہتے ہیں اور حج کا ہنگامہ جائے قیام نامعلوم آخر خیال فرمایا کہ ضرور کتب خانہ میں آیا کرتا ہوگا۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کی تاریخ ہے بعد نماز عصر میں کتب خانہ کے زینے پر چڑھ رہا ہوں پیچھے سے ایک آہستہ سلام ہوا دیکھا تو حضرت مولنا شیخ صالح کمال ہیں بعد سلام ومصافحہ دفتر کتب خانہ میں جا کر بیٹھے وہاں حضرت مولینا سید اسمٰعیل (محافظ کتب حرم) اور ان کے نوجوان سعید رشید بھائی سید مصطفےٰ اور ان کے والد ماجد مولنا سید خلیل اور بعض حضرات

بھی کہ اس وقت یاد نہیں تشریف فرما ہیں۔

پانچ اہم سوالات

حضرت مولنا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے (یہ وہی سوال ہیں جن کا جواب مولنا نے شروع کیا تھا اور تقریر فقیر کے بعد چاک فرما دیا) مجھ سے فرمایا یہ وہابیہ نے حضرت سیدنا کے ذریعہ سے پیش کئے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے (سیدنا وہاں شریف مکہ کو کہتے ہیں کہ اس وقت شریف علی پاشا تھے)

امام بریلوی کا فوری جواب کا ارادہ

میں نے مولنا سید مصطفے سے گزارش کی قلم دوات دیجئے حضرت، مولنا شیخ کمال صالح و مولنا سید اسمٰعیل و مولنا سید خلیل سب اکابر نے کہ تشریف فرما تھے۔

تفصیلی جواب کی عرض

ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں دینا چاہتے بلکہ ایسا جواب ہو کہ خبیثوں کے دانت کھٹے ہوں۔ میں نے عرض کی کہ اس کے لئے قدرے مہلت چاہیئے دو گھڑی دن باقی ہے اس میں کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت مولنا شیخ کمال نے فرمایا کل سہ شنبہ پرسوں چہار شنبہ ہے ان دو روز میں ہو کر پنجشنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف کے سامنے پیش کر دوں، میں نے اپنے رب عزوجل کی عنایت اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت پر بھروسہ کر کے وعدہ کر لیا۔

معرکۃ الآرا تصنیف

اور شان الٰہی کہ دوسرے ہی دن سے بخار نے پھر عود کیا اسی حالت تپ میں رسالہ تصنیف کرتا اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں تبییض کرتے اس کا شہرہ مکہ معظمہ میں ہوا کہ وہابیہ نے فلاں کی طرف

سوال متوجہ کیا ہے اور وہ جواب لکھ رہا ہے میں نے اس رسالہ میں غیوب خمسہ کی
بحث نہ چھیڑی تھی کہ سائلوں کے سوال میں نہ تھی اور بخار کی حالت میں بکمال تعجیل
قصد تکمیل۔

اثنائے تصنیف میں شیخ الخطباء کا پیغام

آج ہی کہ میں لکھ رہا ہوں حضرت شیخ الخطباء کبیر العلماء
مولنا شیخ احمد ابو الخیر مرداد کا پیام آیا کہ میں سے معذور
ہوں اور تیرا رسالہ سننا چاہتا ہوں میں اسی حالت
میں جتنے اوراق لکھے گئے تھے لے کر حاضر ہوا، رسالہ کی قسم اول ختم ہو چکی تھی جس میں
اپنے مسلک کا ثبوت ہے۔ قسم دوم لکھی جا رہی تھی جس میں وہابیہ کا رد اور ان کے
سوالوں کا جواب ہے حضرت شیخ الخطباء نے اول تا آخر سن کر فرمایا اس میں علم خمس
کی بحث نہ آئی۔ میں نے عرض کی کہ سوال میں نہ تھی فرمایا میری خواہش ہے کہ ضرور
زیادہ ہو میں نے قبول کیا رخصت ہوتے ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا۔ حضرت
موصوف نے باں فضل وکمال وباں کبر سال کہ عمر شریف ستر سال سے متجاوز تھی
یہ لفظ فرمائے انا اقبل ارجلکم وانا اقبل نعالکم میں تمہارے قدموں
کو بوسہ دوں، میں تمہارے جوتوں کو بوسہ دوں، یہ میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی رحمت کہ ایسے اکابر کے قلوب میں اس بے وقعت کی یہ وقعت۔

میں واپس آیا اور شب ہی میں بحث خمس کو بڑھایا، اب دوسرا دن چہار شنبہ
کا ہے۔

ابن محدث مغرب کا پیغام

صبح کی نماز پڑھ کر حرم شریف سے آیا ہوں
کہ مولنا سید عبد الحی ابن مولنا سید عبد الکبیر

محدث ملک مغرب (کہ اس وقت تک ان کی چالیس کتابیں علوم حدیثیہ و دینیہ میں مصر میں چھپ چکی تھیں) ان کا خادم پیام لایا کہ مولنا تجھ سے ملنا چاہتے ہیں، میں نے خیال کیا کہ وعدے میں آج ہی کا دن باقی ہے اور ابھی بہت کچھ لکھنا ہے عذر کر بھیجا کہ آج کی معافی دیں کل میں خود حاضر ہوں گا فوراً خادم واپس آیا کہ میں آج ہی مدینہ طیبہ جاتا ہوں تبریز ہو چکی ہے۔ یعنی قافلے کے اونٹ بیرون شہر جمع ہو لئے ہیں، ظہر پڑھ کر سوار ہوں گا۔ اب میں مجبور ہوا اور مولنا تشریف آوری کی اجازت دی۔

ابن محدث مغرب کی سند حدیث طلبی

وہ تشریف لائے اور علوم حدیث کی اجازتیں فقیر سے طلب فرمائیں اور لکھوائیں اور علمی مذاکرات ہوتے رہے، یہاں تک کہ ظہر کی اذان ہوئی وہاں زوال ہوتے ہی معاً اذان ہو جاتی ہے۔ میں اور وہ نماز میں حاضر ہوئے بعد نماز وہ عازم مدینہ طیبہ ہوئے اور میں فرودگاہ پر آیا۔

کتاب کی تکمیل

آج دن کا بڑا حصہ یوں بالکل خالی گیا اور بخار ساتھ ہے بقیہ دن میں اور بعد نماز عشا بفضل الٰہی اور عنایات رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب کی تکمیل و تبییض سب پوری کرا دی۔ "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" اس کا تاریخی نام ہوا اور پنجشنبہ کی صبح ہی کو حضرت مولنا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچا دی گئی۔ مولنا نے دن میں کامل طور پر مطالعہ فرمایا اور شام کو حاکم وقت (شریف صاحب) کے یہاں لے کر تشریف لے گئے۔ عشاء کی نماز وہاں مشروع وقت پر ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد سے

نصف شب تک کہ عربی گھڑیوں میں چھ بجتے ہیں، شریف علی پاشا کا دربار ہوتا ہے۔

شریف کے دربار میں حیرت انگیز کتاب کی دھوم

حضرت مولٰنا نے دربار میں کتاب پیش کی اور علی الاعلان فرمایا اس شخص نے وہ علم ظاہر کیا (یعنی مجدد اعظم بریلوی قدس سرہ نے) وہ علوم ظاہر کیا جس کے انوار چمک اٹھے اور جو ہمارے خواب میں بھی نہ تھا حضرت شریف نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا۔

وہابیہ کا خوف الجھاؤ اور شکست

دربار میں دو وہابی بھی بیٹھے تھے، ایک احمد فقیہ کہلاتا، دوسرا عبدالرحمٰن اسکوبی، انھوں نے مقدمۂ کتاب کی آمد ہی سن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب رنگ بدل دے گی۔

شریف مکہ ذی علم ہیں مسئلہ ان پر منکشف ہو جائے گا لہذا چاہا کہ سننے نہ دیں بحث میں الجھا کر وقت گزار دیں۔ کتاب پر کچھ اعتراض کیا۔ حضرت مولٰنا شیخ صالح کمال نے جواب دیا آگے بڑھے، انھوں نے پھر ایک مہمل (بے معنی) اعتراض حضرت مولٰنا نے جواب دیا اور فرمایا۔ کتاب سن لیجئے پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراض بے قاعدہ ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کے شکوک کا جواب کتاب ہی میں آئے اور نہ ہو تو میں جواب کا ذمہ دار ہوں اور مجھ سے نہ ہو سکا تو مصنف موجود ہے۔ یہ فرما کر آگے پڑھنا شروع کیا۔ کچھ دور پہنچے تھے انھیں الجھانا مقصود تھا پھر معترض ہوئے اب حضرت مولٰنا نے حضرت شریف سے کہا کہ یا سیدنا حضرت کا حکم ہے کہ میں کتاب پڑھ کر سناؤں اور یہ جا بیجا الجھتے ہیں، حکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا جواب دوں یا حکم ہو تو کتاب

سنائی۔ شریف نے فرمایا اِقرَاء (آپ پڑھئے) اب ان کی ہاں کو کون نا کرسکتا تھا معترضوں کا منہ مارا گیا۔

کتاب کے مضامین سے شریف مکہ کا تاثر

مولانا کتاب سناتے رہے اس کے دکتاب "الدولۃ المکیہ" از امام بریلوی قدس سرہٗ) دلائل قاہرہ سن کر مولانا شریف نے باواز بلند فرمایا۔ اللّٰہ یعطی وھولاء یمنعون یعنی اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرماتے اور یہ وہابیہ منع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ نصف شب تک کتاب سنائی۔ اب دربار برخاست ہونے کا وقت آگیا۔ شریف صاحب نے حضرت مولانا سے فرمایا، یہاں نشانی رکھ دو۔ کتاب بغل میں لے کر بالاخانہ پر آرام کے لئے تشریف لے گئے۔ وہ کتاب آج تک انھیں کے پاس ہے۔

ساکنان حرم علماء وعوام میں کتاب اور امام بریلوی قدس سرہٗ کا عام چرچا۔ مسرّت وشادمانی کی لہر

اصل کتاب سے متعدد نقلیں مکہ معظمہ کے علماء کرام نے لیں اور تمام مکہ معظمہ میں کتاب کا شہرہ ہوا۔ وہابیہ پر اوس پڑ گئی بفضلہ تعالیٰ سب لوہے ٹھنڈے ہوگئے۔ گلی کوچہ میں مکہ معظمہ کے لڑکے ان سے تمسخر کرتے کہ اب کچھ نہیں کہتے ——— اب وہ جوش کیا ہوئے ——— اب وہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علوم غیب

ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا ـــــ تمام کفر و شرک تمہیں پر پلٹا۔

وہابیہ کہتے اس شخص نے کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر شریف پر جادو کر دیا۔
مولیٰ عزوجل کا فضل، حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم کہ علماء کرام نے
دھوم دھام سے کتاب پر تقریظیں لکھنی شروع کیں۔ وہابیہ کا دل جلتا اور بس نہ چلتا
آخر اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح غیب کرکے تقریظات تلف کر دی جائیں۔ الحمدللہ
تعالیٰ محفوظ رہیں۔

چپت

جب وہابیہ کا یہ مکر بھی نہ چلا اور مولانا شریف کے یہاں سے مجددہ تعالیٰ ان کا
منہ کالا ہوا ایک ناخواندہ جاہل کہ نائب الحرم کہلاتا اسے کسی طرح اپنے موافق
کیا۔ احمد راتب پاشا اس زمانہ میں گورنر مکہ معظمہ تھے، آدمی ناخواندہ مگر دیندار
ہر روز بعد عصر طواف کرتے خیال کیا کہ شریف ذی علم تھے کتاب سن کر معتقد ہو گئے۔
یہ بے پڑھا فوجی آدمی ہمارے بھڑکانے سے بھڑک جائے گا۔ ایک روز
یہ طواف سے فارغ ہوئے یہ کہ نائب الحرم نے ان سے گزارش کی۔

"ایک ہندی عالم (مجدد اعظم امام بریلوی قدس سرہ) نے ہندستان
میں بہت سے لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیئے ہیں اور اب اہل مکہ کے عقیدے
خراب کرنے آیا ہے (اور ساتھ ہی دل میں سوچا کہ یہ کیونکر جچے گی کہ ایک
ہندی مکیوں کے عقیدے بگاڑ دینے مجبور؟ اس کے ساتھ یہ کہنا پڑا کہ اور
اکابر علماء مکہ مثل شیخ العلماء سید محمد سعید بابصیل و مولانا شیخ صالح کمال

د مولانا ابوالخیر مرداد اس کے (امام بریلوی کے) ساتھ ہو گئے !
مولیٰ تعالیٰ کی شان کہ یہ واقعی بات جو اس نے مجبوراً کہی اس پر الٹی پڑی۔
پاشانے بکمال غضب ایک چپت اس کی گردن پر جمائی اور کہا۔
"یا خبیث ابن الخبیث یا کلب ابن الکلب اذا کان ھولاء معہ فھو یفسد ام یصلح"
(اے خبیث ابن خبیث اے کلب ابن کلب جب یہ (اکابر علماء مکہ) اس (امام بریلوی) کے ساتھ ہیں تو وہ خرابی ڈالے گا یا اصلاح کرے گا)

شیخ العلماء حرم اور امام بریلوی

حضرت مولنا شیخ صالح کمال کو اللہ تعالیٰ جناب عالیہ عطا فرمائے بآں فضل وکمال کہ میرے نزدیک مکہ معظمہ میں ان کے پائے کا دوسرا عالم نہ تھا، اس فقیر حقیر (سیدنا امام بریلوی سرہٗ) کے ساتھ غایت اعزاز بلکہ ادب کا برتاؤ رکھتے۔
بار بار کے ساتھ مجھ سے اجازت نامہ لکھوایا جسے میں نے ادباً کئی روز ٹالا۔
جب مجبور فرمایا لکھ دیا۔

مسائل اور فیصلوں کا حل

تین تین پہر میری ان کے ساتھ مجالست ہوتی اور اس میں سوا مذاکرات علمیہ کے کچھ نہ ہوتا۔ جس زمانہ میں قاضی مکہ معظمہ تھے اس وقت کے اپنے فیصلوں کے مسئلے دریافت فرماتے فقیر جو بیان کرتا اگر ان کے فیصلہ کے موافق ہوتا بشاشت و خوشی کا اثر چہرۂ مبارک پر ظاہر ہوتا اور مخالف ہوتا تو ملال و کبیدگی اور یہ سمجھتے کہ مجھ سے حکم میں لغزش ہوئی مجھے بھی ان دونوں صاحبوں کے کرم کے سبب ان سے کمال بے تکلفی سے فہم کی بات گزارش کر دیتا۔

مُجدِّدِ مائۃ حاضرہ مؤیدِ ملّۃ طاہرہ

امام احمد رضا

فاضلِ بریلوی قدس سرّہٗ

(از خطیب مشرق حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد نظامی مدیر پاسبان الٰہ آباد)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ان اللہ یبعث علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا امر دینھا۔

(رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۱) سرورِ کائنات کا فرمانِ گرامی ہے کہ پروردگارِ عالم ہر صدی کے آخر میں ایک رہنمائے کامل بھیجتا ہے جو مردہ سنتوں کو زندہ کرتا اور قوم کو بھولی بسری باتیں کو یاد دلاتا ہے۔ وہ مردِ حق تجدید و احیائے دین کی کٹھن راہوں سے گزرنے میں تیر ملامت کا نشانہ بنتا ہے اور کبھی کبھی تو قید و بند کی کٹھنائیوں سے بھی اسے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ چونکہ وہ کوئی سیاسی قیدی نہیں جو حالات کے تیور سے مرعوب ہو کر کلمۂ حق کو واپس لے لے۔ بلکہ آمرانہ و جابرانہ طاقتیں خود اس کے قدموں پر جھکتی ہیں اور حق کا پرستار بلا خوف لومۃ لائم دین کی صاف اور کشادہ راہوں کو پیش کرنے میں جرأت بیباک سے کام لیتا ہے۔ غیر تو غیر بسا اوقات اپنے بھی اس کی مخالفت پر کمربستہ ہوتے ہیں مگر نہ پوچھئے اس کے عزم و استقلال کی خداداد طاقت کی کرشمہ سازی

کہ قہر و غضب کے بادل امنڈتے ہیں مگر برسنے سے پہلے مطلع صاف نظر آتا ہے نہیں معلوم ایسے کتنے طوفان اٹھتے ہیں مگر اس کی جبین استقلال پر بل نہیں آتا۔ یہاں تک وہ اپنی مختصر سی زندگی میں ایسے کارہائے نمایاں انجام دیتا ہے جس کے باعث دنیا اُسے مجدد کے نام سے یاد کرتی ہے۔

(۲) یہ ایک سنت الٰہیہ ہے کہ آفتاب نبوت کے پردہ فرمانے کے بعد کسی قرن اور صدی کو قدسی نفوس ہستیوں سے خالی نہ رکھا گیا۔ ملت اسلامیہ کی صحیح نمائندگی اور رہنمائی کے لئے ہر تیرہ و تاریک فضا میں کوئی نہ کوئی آفتاب ہدایت مطلع شہود پر آتا رہا اور وقت کی بگڑتی ہوئی فضا کو سازگار بنانے میں یا یوں کہہ لیجئے کہ نظام شریعت کے سانچے میں ڈھال دینے کی انتھک کوشش کرتا رہا۔ اس سلسلے کی سب سے پہلی کڑی حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے اور مجددین کی آخری کڑی میں جس کو نامزد کیا جاسکتا ہے وہ تاجدار اہلسنت مجدد مائتہ حاضرہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی ہے۔

حضرت عمر ابن عبدالعزیز اور اعلیٰ حضرت کی درمیانی صدیوں میں امام شافعیؒ امام فخرالدین رازی، امام غزالی، ابوبکر باقلانی، یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے مجدد الف ثانی جیسے بلند پایہ حضرات اپنے اپنے وقت میں احیائے دین فرماتے رہے۔ اور قریب قریب ہر ایک کی تاریخ میں یہ قدر مشترک نظر آئے گا کہ آسمان ہدایت کے ان چمکتے ہوئے ستاروں پر غبار ڈالنے کی کوشش کی گئی مگر (الحق یعلو ولا یُعلیٰ) حق خود بلند ہوتا ہے۔ دوسروں کے بلند کرنے سے عظمت و رفعت کی چٹان پر نہیں پہنچتا اور نہ تو کسی باطل کی ہوا خیزی سے اس کی صداقت پر پردہ پڑتا ہے۔ دنیا کی فرعونی و طاغوتی

طاقتوں نے ان کا مقابلہ کیا، آخرش ایک صبح ایسی نمودار ہوئی جس کی روشنی پر تاریکی کا پردہ نہ پڑ سکا اور ان کے کارہائے نمایاں کے سامنے غیروں کی بھی گردنیں جھک گئیں چنانچہ تاجدار اہلسنت کے متعلق آج بھی مخالفت کے باوجود اکابر علمائے دیوبند یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ جو کچھ بھی ہو مولانا احمد رضا خاں صاحب قلم کے بادشاہ تھے جس مسئلہ پر قلم اٹھایا اس کا کوئی گوشہ بھی تشنہ نہ چھوڑا۔

---

(۳) قلم کی پختہ کاری کا اعتراف ہی اعلیٰ حضرت کی شان تجدید پر روشن دلیل ہے۔ چونکہ امام اہلسنت کا مجدد ہونا حسن صورت یا امارت و ریاست یا کثرت تلامذہ و حلقۂ ارادت کی وسعت، غرضیکہ اس قسم کے دوسرے عوارضات پر مبنی نہیں بلکہ کشور علم کا تاجدار جس وقت سیف قلم سے کر رزمگاہ حق و باطل میں اترا ہے، اپنے تو اپنے غیروں نے بھی گھٹنے ٹیک دیئے اور تجدید نام ہی ہے انسان کی اس صفت راسخہ کا جس کی قوت سے وقت کی بڑی سے بڑی طاقت پر قابو یافتہ ہو کر حق و باطل کے درمیان خط امتیاز کھینچتا ہے۔ یہی وہ جوہر ہے جو اعلیٰ حضرت کی تصنیف و تالیف تقریر و تحریر میں نمایاں حیثیت سے اجاگر ہے اور اس جوہر کا مایہ ہر اس شخص کا دامن نہیں بھر پور ہو سکتا جس نے درس نظامیہ کی کتب متداولہ کی حرف بحرف تعلیم حاصل کی ہو۔ یہ خدا کی ایک بخشی ہوئی طاقت ہے جو احیائے سنت کی خاطر کسی برگزیدہ بندے کو دی جاتی ہے (ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء) یہ اللہ کا ایک فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ انھیں برگزیدہ شخصیتوں میں فاضل بریلوی کا بھی نام نامی ہے۔

---

(۴) الحاد و بے دینی کی مہیب فضا، کفر و شرک کی گھنگھور گھٹا، نجدیت و دہابیت کی مطلق العنان مارکیٹ جس میں شرک و بدعت ٹکے سیر بجا جی ٹکے سیر کھاجا " کی جگہ لے چکی ہے۔ بات بات پر شرک و بدعت کے فتوے دیئے جاتے استمداد و ندا و میلاد و قیام، ختم نبوت و علم غیب جیسے قطعی الدلائل مسائل پر نہ صرف قیل و قال کے دروازے کھل گئے تھے بلکہ اخبار و پریس کی طاقت و نیز حکومت وقت کے ایماء و اشارہ پر پہنچے مسلمانوں کو بدعتی و مشرک کہا جاتا تھا اور یہ فتاوے کیوں نہ دیئے جاتے "سیاں بھئے کوتوال اب ڈر کاہے کا" انگریزوں سے ساز باز تھا۔ علمائے اہل سنت اپنی پوری طاقت سے انگریزی سامراج کو مٹانا چاہتے تھے۔ چنانچہ مجاہد جلیل حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر فرما چکے تھے جس کی پاداش میں دریائے شور کی مصیبتیں جھیلنی پڑیں۔ اور بہت سے حق پرست مسلمانوں کو پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیا گیا۔ علمائے اہلسنت کا شیرازہ منتشر تھا یکجہتی ختم ہو چکی تھی؛ تنظیم ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تھی۔ ایک دوسرے کے حالات سے بے خبر و نا آشنا تھے اور ملک کی دوسری فتنہ انگیز جماعت انگریزوں کے ہاتھ کٹھ پتلی بن چکی تھی۔ برطانیہ گورنمنٹ کی نوازشات سے دامن بھرپور تھا۔ موقع غنیمت جان کر عقائد کا جال بچھانا شروع کر دیا۔ اب ان کے پاس دارالعلوم تھا اور جمعیۃ کا جتھا بھی تھا، طفل مکتب مصنف بن چکے تھے۔ ہر کتاب پر ہنگامہ ہوتا۔ ہر عبارت پر مکالمہ بازی کا بازار گرم ہوا حفظ الایمان کی ایک گندہ و توہین آمیز عبارت پر بسط البنان، توضیح البیان، مکالمات الصدرین جیسے نہیں معلوم کتنے رسالے و پمفلٹ کوچہ و بازار میں آچکے تھے۔ کس طرح عوام کو اپنی طرف متوجہ کرتا تھا اس لئے نئے نئے شگوفے کھلانا اور نئی نئی پھلجھڑی چھوڑنا

مصلحت وقت کا عین تقاضا تھا کبھی علم غیب پر حملہ ہے تو کبھی ختم نبوت پر کبھی شان نبوت کی تنقیص ہے تو کبھی عظمت ولایت کی توہین۔

---

(۵) غرض کہ زمین ہند ماتم گسار تھی، چرخ کہن نوحہ گر تھا۔ قدسی صفات فرشتے رحمت باری کے منتظر تھے۔ اہل سنت کا کلیجہ زخموں سے چور تھا۔ حق پرستوں کی آنکھ ساون بھادوں کی جھڑی تھی۔ عقیدت مندوں کا سینہ نالاں کناں تھا۔ رسول پاک کے فدائی ماہیٔ بے آب تھے۔ حرمت نبوت پر جان دینے والے کراہ رہے تھے۔ عظمت ولایت پر مٹنے والے سسک رہے تھے۔ اس طرف الغثی یا رسول اللہ کے نعرے تھے۔ یا غوث المدد کی صدائیں تھیں اور دوسری طرف انگریزوں کو گود میں بیٹھ کر تیر و کمان کی مشق جاری تھی ــــــ مقابلہ آسان نہ تھا۔ نجدیت کے علاوہ سفید چہرے والوں سے بھی مقابلہ تھا جن کا دل توے کی کالک سے زیادہ سیاہ اور سنگریزوں سے زیادہ سخت تھا۔

---

(۶) مگر مرد مومن کی آہ رنگ لا کر رہی۔ اہل سنت کے آنسو رحم و کرم کی موسلا دھار بارش بن کر رہے۔ یہاں تک سرزمین بریلی کا مقدر اوج ثریا سے بھی بلند ہوا۔ شب دیجور کے پردے چاک ہوئے۔ پو پھٹی، اُفق نمودار ہوئی، کرن ضیا پاش ہوئی، آسمان ہدایت پر ایک ستارہ چمکا، بزم علم میں ایک روشن چراغ منور ہوا۔ چمنستان مجددیت میں ایک شاداب پھول کھلا جس نے عرب و عجم کو چمکایا اور جنوب و شمال کو اپنی عطر بیزیوں سے مہکایا۔ آیا! کون آیا؟ وہ وہی جس پر دنیائے سنیت عقیدت کے ہار چڑھاتی ہے۔ ہاں وہ آیا! جو سفینۂ سنیت کا ناخدا بن کر آیا، جو قلم کا بادشاہ اور زبان کا دھنی بن کر آیا۔

جس کو ہماری زبان میں تاجدار اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عبدالمصطفیٰ مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی سے یاد کیا جاتا ہے، جن کا نام آج بھی زندہ ہے اور قیامت کی صبح تک ان کی عظمت و شوکت کی پرچم کشائی ہوتی رہے گی۔

(۷) ویسے تو اعلیٰ حضرت کی زندگی پیکر علم و عمل تھی۔ علمائے عرب و عجم نے خراج عقیدت پیش کیا، جس کی ادنیٰ شہادت "حسام الحرمین" ہے جس میں علمائے عرب نے اعلیٰ حضرت کے فتاوے کی نہ صرف تصدیق فرمائی بلکہ آپ کے علمی فضل و کمال کا اعتراف کرتے ہوئے تقریظات کا حصہ بھی شامل فرمایا۔ لیکن آج ہمیں اس مسئلہ پر توجہ کرنی ہے کہ وہ کون سے خصوصی علل و اسباب ہیں جس کی بنا پر امام اہلسنت کو مجدد ماننے پر مجبور ہے۔

اس موقع پر مجھے اپنی بے مائیگی کا پورا پورا احساس ہے کہ میں ایسی سنگلاخ زمین پر قدم رکھ رہا ہوں جس کا میں قطعی طور پر اہل نہیں۔ محترم مفتی ظفر علی صاحب نعمانی پرنسپل دارالعلوم امجدیہ کراچی کا مرسلہ پیکٹ جس وقت مجھے موصول ہوا اور کتاب کے سرورق "حیات اعلیٰ حضرت" پر نظر پڑی تو فوراً شوق میں اوراق گردانی کرنے لگا۔ مگر اپنی حرماں نصیبی کہ جس عنوان کا متلاشی تھا وہ مجھے نہ مل سکا یعنی اعلیٰحضرت کی شان تجدید۔ میرے خیال میں جلد اول کا سب سے اہم اور ضروری باب یہی تھا کہ اعلیٰ حضرت کی مجددیت پر سیر حاصل گفتگو کی جاتی اس کے بعد زندگی کے دوسرے گوشوں پر روشنی ڈالی جاتی۔ ہو سکتا ہے بعد کے دوسرے نسخوں میں حضرت ملک العلماء مولانا محمد ظفرالدین صاحب قبلہ پرنسپل جامعہ لطیفیہ کٹیہار نے اس خصوصی

مسئلہ پر گفتگو فرمائی ہو۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو سکا تو مکتبہ کراچی کو چاہیے کہ وہ موصوف سے اس عنوان پر ایک علمی و تحقیقی مقالہ لے کر دوسری یا تیسری جلد میں شامل کرے ورنہ میری نگاہ میں "حیات اعلیٰ حضرت" ایک عالم و فاضل کی تاریخ تو کہی جائے گی مگر وہ کسی مجدد کی تاریخ نہ بن سکے گی۔ ضرورت ہے کہ اعلیٰ حضرت کی شان تجدید پر محققانہ گفتگو کی جائے۔ یہ تنقید و تبصرہ نہیں بلکہ اپنی رائے ناقص کا اظہار ہے۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

(۸) اعلیٰ حضرت کے عہد زندگی پر مختلف لوگوں نے اپنے اپنے انداز سے گفتگو کی ہے لیکن وہ کیا نہ تھے۔ میری نگاہ میں اعلیٰ حضرت چمنستان علم و ادب کے ایسے شاداب و بے مثل گلدستہ ہیں جس کی وجہ سے انھیں مجمع محاسن اور جامع کمالات کہا جا سکتا ہے۔ متبحر عالم، جید فاضل، مفتی دوراں، مناظر اعظم فقیہ زماں، ماہر فلکیات، جامع معقول و منقول، آفتاب شریعت، ماہتاب طریقت غرض کہ عربی گرامر سے لے کر ادب، معانی و بیان و بدیع، فقہ، تفسیر و حدیث منطق و فلسفہ علم جفر تکسیر ہیئیات و ریاضی سب پر یکساں نگاہ تھی اور ہر ایک میں ایسی دستگاہ کامل حاصل تھی کہ کوئی ہم عصر اس باب میں آپ کا ہم پلہ نہیں لیکن ان تمام محاسن کے ساتھ ایک اور بھی ایسی وہبی و وجدانی طاقت قدرت کی طرف سے ودیعت تھی جو اعلیٰ حضرت اور آپ کے دوسرے ہم عصر علماء کے درمیان خط فاصل کھینچتی ہے، وہ ہے آپ کا مجدد کامل ہونا۔

---

(۹) ایک مجدد کی تاریخ کو جانچنے و پرکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ گرد و پیش

ماحول پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔ تاوقتیکہ اس کے صحیح ماحول کا اندازہ نہ ہو سکے۔ اس وقت
تک اس کے کارِ تجدید پر بحث کرنی دشوار ہوگی۔

اعلیٰ حضرت کی زندگی کا خلاصہ یا نچوڑ احقاقِ حق و ابطال ہے۔ زندگی سے
مراد آپ کی تصنیف و تالیف تقریر و تحریر اور وہ روایات جو یکے بعد دیگرے ہم تک
پہنچی ہیں۔ جہاں تک ردِّ وہابیہ کا تعلق ہے اس خصوص میں اعلیٰ حضرت کے متقدمین
میں علامہ فضل حق خیرآبادی و مولانا فضل رسول بدایونی کا بھی نام لیا جا سکتا ہے
لیکن علامہ فضل حق کی تاریخ پر ان کا مجاہدانہ کردار اتنا غالب ہے کہ زندگی کے دوسرے
نقوش کا نگاہ اول جائزہ نہیں لے سکتی اور مولانا فضل رسول بدایونی کی زندگی پر
کشف و کرامات کی ایسی حسین غلاف چڑھی ہے کہ زندگی کے دوسرے نقوش خود
اس میں گم ہو جاتے ہیں۔ علامہ فضل حق خواص کی نگاہ میں ایمان معقول کے شہسوار
سمجھے جاتے ہیں اور تاریخ بین طبقہ کی نظر میں آزادیٔ ہند کے مجاہدِ اوّل تصور کئے
جاتے ہیں۔ مولانا فضل رسول بدایونی علماء کے طبقہ میں جید عالم اور عقیدت مندوں
کے جھرمٹ میں مرشدِ کامل کی جگہ پاتے ہیں لیکن امام اہلِ سنت مولانا احمد رضا خاں
عالمِ شریعت، شیخِ طریقت، متعلم و معلم، راعی و رعایا، حاکم و محکوم، ایک پروفیسر و
سے لے کر تاجر و مل مزدور تک کی نگاہ میں مجددِ کامل سمجھے جاتے ہیں۔